درس حدیث

# حضرت آسیہ حدیث کی روشنی میں

محمد اظہر مدنی

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كمل من الرجال كثير، ولم يكمل من النساء الا آسية امراة فرعون، ومريم بنت عمران، وان فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام" (صحيح بخاری ٣٤١١ صحيح مسلم ٢٤٣١)

**ترجمہ**: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں میں تو بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہنچے لیکن عورتوں میں فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ اور مریم بنت عمران کے سوا اور کوئی درجہ کمال کو نہیں پہنچی، البتہ عورتوں پر حضرت عائشہ کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی ہے۔

**تشریح**: دین اسلام عورتوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ان کے مقام ومرتبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی بڑی پذیرائی بھی کرتا ہے اور ان کے تحفظ وبہتری کے لئے جو بھی سامان ہوسکتا ہے ان سب پر بڑے تفصیلی انداز میں روشنی ڈالتا ہے۔یہی وجہ ہے جب آپ دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ کریں گے تو یہ بات اچھی طرح واضح ہوجائے گی کہ زمانۂ جاہلیت میں اور آج بھی بہت ساری جگہوں پر عورتوں کو کس قدر حقیر سمجھا جاتا ہے اور ان کو بنیادی حقوق سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ کس طرح غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے لیکن یہی دین اسلام ہے جس نے عورتوں کو وہ بلند مقام عطا کیا جس کی نظیر آپ کو کہیں اور نہیں مل سکتی ہے اور پوری آزادی کے ساتھ خواتین کو اپنے حقوق حاصل کرنے اور پرسکون اور عزت وعصمت اور شان وشوکت کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دیتا ہے۔بہت ساری خواتین ایسی گزری ہیں جن کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے لیکن مذکورہ حدیث میں حضرت آسیہ کا نام سب سے پہلے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر عزت بخشی کہ قرآن میں متعدد مقامات پر ان کا ذکر فرمایا۔ یہ عورتوں کے مقام ومرتبہ اور عزت وشرف کے لئے بہت بڑی بات ہے۔سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بلند اخلاق وکردار کی حامل، عفت وعصمت کا پیکر بنا کر پیش کیا اور ان کو مومنین کے لیے آئیڈل اور نمونہ قرار دیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْقَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ " (التحریم:۱۱) اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے جبکہ اس نے دعا کی کہ اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔

حضرت آسیہ کے مقام ومرتبہ اور فضیلت میں اس وقت مزید اضافہ ہوجاتا ہے جب انہوں نے دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے اتنی پریشانیوں کو جھیلا اور دنیا کی تمام ترنعمتوں کے باوجود اپنے آپ کو دنیا کے عذاب اور شدائد وتکالیف میں ڈالنا گوارہ کیا اور آخری وقت تک فہم وفراست کا ثبوت دیتی رہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ کی استقامت فی الدین، ثبات قدمی اور شدائد میں صبر کرنے کو رہتی دنیا تک کے لئے نمونہ اور مثال بنادیا جبکہ وہ فرعون جیسے ظالم وجابر بادشاہ کی بیوی تھیں لیکن ان کو اللہ پر ایمان اور توکل واعتماد تھا اور اس نے ان کو سرخرو کیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نجات کا ذریعہ بنایا، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب فرعون نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے تمام بچوں کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا اور اس وقت کی افضل ترین قوم بنی اسرائیل کو اپنے ظلم وستم اور غلامی کا تختہ مشق بنایا۔سورۃ القصص کی ابتدائی آیتوں میں اس واقعہ کی پوری تفصیل موجود ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ہم آپ کے سامنے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ یہاں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کررکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان میں سے ایک فرقہ کو کمزور کررکھا تھا اور ان کے لڑکوں کو تو ذبح کرڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا، بیشک وشبہ وہ تھا ہی مفسدوں میں سے پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کردیا گیا تھا اور ہم انھیں کو پیشوا اور زمین کا وارث بنائیں اور یہ بھی کہ ہم انھیں زمین میں قدرت واختیار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی کی کہ اسے دودھ پلاتی رہ اور جب تجھے اس کی نسبت کوئی خوف معلوم ہو تو اسے دریا میں بہادینا اور کوئی ڈر خوف یا رنج وغم نہ کرنا ہم یقیناً اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں اور اسے اپنے پیغمبروں میں بنانے والے ہیں۔آخر فرعون کے لوگوں نے اس بچے کو اٹھالیا کہ آخر کار یہی بچہ ان کا دشمن ہوا اور ان کے رنج کا باعث بنا کچھ شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر تھے ہی خطا کار اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہونچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اور یہ لوگ شعور ہی نہ رکھتے تھے۔موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہوگیا قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کردیتیں اگر ہم ان کے دل کو ڈھارس نہ دے دیتے یہ اس لئے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اس کی بہن سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے جا تو وہ اسے دور ہی دور سے دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو اس کا علم بھی نہ ہوا۔ان کے پہنچنے سے پہلے ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر دائیوں کا دودھ حرام کردیا تھا۔ یہ کہنے لگیں کہ کیا میں تمہیں ایسا گھرانہ بتاؤں جو اس بچہ کی تمہارے لئے پرورش کرے اور ہوں بھی وہ اس بچہ کا خیرخواہ، پس ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف واپس پہنچادیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور آزردہ خاطر نہ ہو اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(سورۃ القصص ۱۳-۳)

اسی طرح حضرت آسیہ کی فضیلت میں متعدد احادیث ہیں انہی احادیث میں سے ایک معروف حدیث جس میں حضرت آسیہ کو جنتی عورت قرار دیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔رسول اللہ نے فرمایا کہ جنتی خواتین میں سے سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد ﷺ اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو بالخصوص خواتین اسلام کو حضرت آسیہ جیسی نیک صفت اور جنتی بنادے اور دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے آنے والی پریشانیوں کو صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔وصلی اللہ علی محمد ☆☆

جریدہ ترجمان پندرہ روزہ

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

# عرب و ہند کے تعلقات

## ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وطن عزیز ہندوستان اور عرب کے مابین تجارتی وثقافتی تعلقات بہت قدیم رہے ہیں۔ بعض روایات کے مطابق ہندوستان کے راجہ نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تھا۔ صحابہ کرام وتابعین عظام کے قوافل وکاروان ہندوستان کی طرف رواں دواں رہتے تھے۔ بلکہ مشہور ومعروف واقعات کی روشنی میں جنت سے زمین پر ہمارے جدامجد آدم علیہ السلام ہندوستان آئے تھے اور حضرت حوا علیہا السلام ہماری دادی اماں عربستان یعنی حجاز کے معروف ومشہور شہر جدہ میں فروکش ہوئی تھیں اور وہیں عرفات ومزدلفہ میں دونوں کی شناسائی اور ملاقات ہوئی تھی۔ عربوں کے یہ تعلقات مختلف ادوار سے گذرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور زیادہ وسیع اور مضبوط ہوئے اور عرب تجار اور علماء ومبلغین ممبئی اور مالیبار کے راستے سے ہندوستان آتے جاتے رہتے تھے۔ جو تجارت کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتدریس کا کام بھی انجام دیتے اور تہذیب وثقافت کے تبادلے کا کام بھی کرتے رہے۔ عرب تجار کے قدیمی تعلقات قدیم ہندوستان سے جس میں جاوا وسماترہ وغیرہ تک ہندوستان کا اطلاق ہوتا تھا جسے اکھنڈ بھارت کا نام دیا جاتا ہے، سب اسی ربط وضبط اور تعلق پر دلالت کرتے ہیں۔ مغلوں، غزنیوں، خلجیوں، لودھیوں اور ممالیک وسلاطین وغیرہ کے جن مسلم حکمرانوں کے نام پر نفرت کی ہوا کھڑی کی جاتی ہے، وہ اغیار کی اڑائی ہوئی ہوائی اور ہماری انتہائی سادہ لوحی ہوسکتی ہے۔ ورنہ اکھنڈ بھارت کے بعد بیرونی حملہ آوروں کی بات کیونکر درست قرار دی جاسکتی ہے؟ گویا ہم غفلت ونفرت اور بے خیالی میں اپنے عظیم وجود کو ایک حلقے میں سمیٹ وسکوڑ کر اپنی ہی قوموں کو اپنا دشمن بتاتے ہیں، ورنہ کون نہیں جانتا کہ راون بھی ہمارا ہم وطن اور مہان بھارت کے بہت سے باسیوں کے یہاں ایک کپوت تھا۔ جبکہ وہ ہمارے ہی جیسے کروڑوں ہم وطنوں کا ہیرو بھی تھا۔ دین دھرم اور ذات اور کاسٹ کی بات کریں تو وہ ہم ہندوستانیوں کے ابناء جنس سے ہی نہیں بلکہ اول درجے کا براہمن تھا۔ اس لئے ہمارے یہاں رنگ ونسل اور دین ودھرم کا ان بکھیڑوں سے کوئی تعلق نہیں جو مذہب اور زمین میں ہماری کھینچی ہوئی لکیروں کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں۔ سچ کہا ہے اقبال نے:

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی    مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی    مولانا شہاب الدین مدنی    ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی    مولانا طہ سعید خالد مدنی    مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
الحفاوة البالغة والترحيب ٦
الخصائص والمميزات التى تتميزبها المملكة العربية السعودية ۹
محتويات العددالخاص بمناسبة قدوم السموالملكى الأميرمحمد بن سلمان ۱۷
سعودی عرب اور ہندوستان کے مابین خوشگوار تعلقات ۱۸
خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حیات..... ۲۱
خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ.... ۲۴
ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حیات اور کارنامے ۲۵
ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہ اللہ شخصیت وتوقعات ۳۰
حمد رب کائنات ومناجات بہ قاضی الحاجات ۳۲
مملکت سعودی عرب ۳۳
سعودی عرب: تاریخی جھلکیاں ۳۴
مسلم ممالک کے مابین اتحاد واتفاق اور باہمی تعاون کے فروغ.... ۳۷
مملکت سعودی عرب کی دینی وانسانی خدمات پر ایک نظر ۳۹
شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے مجددانہ کارنامے ۴۲
مناسک ومشاعر حج ۴٦
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۴۹
ترحیب بشکل تک بندی ۵۰

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ۷/روپے
پاکستان ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰٦
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

حالانکہ اسی دیش میں اتنے راجہ مہاراجہ تھے جو ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے، ہم وطن بھی تھے اور ہم مذہب بھی، ہم پیشہ بھی تھے ہم فکر بھی اور ہم رنگ بھی تھے ہمراز بھی۔ یہی حال بادشاہوں اور نوابوں کا تھا کہ ہوس حکمرانی وجہاں بانی نے ان کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا تھا۔ خود اسلام جیسے صلح وآشتی والے مذہب ودین کے ماننے والوں کے یہاں آپسی جنگ وجدال کی اتنی خونچکاں داستانیں ہیں اور ان کے مابین اس قدر عظیم خونی معرکے وہلاکت خیز جنگیں رونما ہوچکی ہیں کہ کسی مہابھارت اور بڑے سے بڑے یودھ کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس کو کوئی نہیں کہتا کہ یہ کسی نسل، خاندان اور جغرافیہ اور اندرونی وبیرونی اور مذہبی ومسلکی لڑائی کا ہی شاخسانہ ہے، جو محض مذہب ومنطقہ نے چھیڑ رکھی ہے۔ اگر انسان اتنی سی بات سمجھ جائے کہ وقت کے بڑے بڑے سورماؤں، بہادروں اور ابطال کو فتح وظفر سے ہمکنار ہونے کے بعد بھی اپنے ہی ہم وطن، ہم مذہب اور ہم جنس میر جعفر ومیر صادق نے شکست وریخت اور ہزیمت وذلت سے دوچار کیا ہے۔ اور یہ تو بہت مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھا دیتا ہے۔ یہاں اس طرح کی تلبیسات اور مغالطات کے ازالہ وخاتمہ کا محل نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا جو مثبت، مستحکم، عظیم الشان اور شاندار ماضی رہا ہے اس کے تذکرے کا موقع ومحل ہے، اور تاریخ کے روشن صفحات پر جو سنہری حروف سے نقش کالحجر ہیں ان نقوش تابندہ کو مٹایا نہیں جا سکتا۔

ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

ہماری سنسکرتی کی عہد بہ عہد اتنی مربوط اور مضبوط کڑیاں ہیں جن کو کمزور کر دینا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے، گرچہ صدیوں رہا ہے دشمن دورزماں ہمارا۔ لیکن ہمارے ان عرب وہند کے تعلقات کو دنیا کی کوئی طاقت اور حادثہ کمزور نہیں کرسکا۔ ایک بہت پرلطف لطیفہ ہمیشہ عرب وہند کی مزاحیہ اور دوستانہ مجالس میں پیش ہوتا رہتا ہے کہ جب عربوں میں سے ہمارے مصری مسلمان احباب جو قدیم ترین تاریخ کے حامل ہیں اور جہاں کی بہت سی باتیں ہمارے وطن عزیز سے بعد مکانی کے باوجود مشترک و مالوف ہیں، خصوصا قاہرہ جو ہندوستان کے بڑے شہروں کی طرح کثافت سکانی اور بہت سی باتوں میں حقیقی بھائی کی طرح ہے، کہتے ہیں کہ **مصر ام الدنیا** یعنی مصر پوری دنیا کی ماں اور اصل ہے تو ہم ہندوستانی بڑے طمطراق وندماق سے کہتے ہیں **والهند ابو الدنیا** پھر تو یہ مشترکہ مجلس زعفران زار بن جاتی ہے۔ اور پھر جب ہبوط آدم علیہ السلام در ہند وہبوط حواء علیہا السلام (جدہ) کا ذکر اس کی توجیہ وتفسیر میں بیان کیا جاتا ہے تو مجلس کا مزہ دوبالا ہوجاتا ہے۔ جب بات سے بات نکلی ہی ہے تو اتنا اور ہوجائے کہ آج عربوں کے یہاں دولت کی ریل پیل ہونے کے باوجود کویت وامارات اور بحرین قطر عمان وسعودی عرب کے احباب خصوصی طور پر یہ کہتے ہوئے سنے جائیں گے کہ **الهند هندک اذاقل ماعندک**۔ عربوں کی فیاضی اور دریا دلی تو مشہور ومسلم ہے ہی، مگر یہ اعتراف حق، عرفان جمیل، شکر وسپاس، وفائے عہد اور صفائے قلب اور دلداری دوستاں کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ وہ کل ہندوستان کے کتنے خواستگار تھے آج کے دور میں کون اعتراف کرتا ہے؟ بلکہ عالم تو یہ ہے کہ قدیم متعلقین ومحسنین کی شکرگذاری کون کرے؟ قدرے سنورتے ہی کچھ ایسی تمہید وتعلّی رہتی ہے کہ گویا وہ ہمیشہ سے آقا رہے ہوں اور ان کا محسن ان کا محتاج محض۔ خصوصا ایسے وقت میں جبکہ ہمارے کروڑوں لوگوں کی خواہش ان عرب ملکوں میں کسب معاش اور روزی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اور لاکھوں وہاں برسرروزگار وبراجمان ہیں۔ یہ عربوں کی جہاں انتہائی درجے کی وفاداری اور تعلقات کی استواری پر دال ہے وہیں ان کے تواضع وانکساری اور دلداری ورواداری پر شاہد عدل ہے۔ اور اپنی آنے والی نسلوں کو اپنے ماضی اور اپنے اسلاف، ان کے ہمنواؤں، ہمدردوں اور ان کے عباد وبلاد سے تعلقات کی یاد کو وہ بطور شکرگذاری وتذکاری بجا آوری ویاد فرمائی کا بہترین مظہر ہے۔ ورنہ وہ کل بھی دنیا کے کئی مواقع پر چھائے ہوئے تھے اور برابری کی بنیاد پر معاملات کرتے تھے۔ اور آج بھی جب کہ ہمارے لاکھوں احباب ان کے یہاں اپنی صلاحیتیں لگا رہے ہیں، پھر بھی یہ محاورہ ومقولہ کیونکر دہرائیں جو ان کے آباواجداد کہتے تھے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ ان کے بزرگوں نے ان کو سکھائے تھے کہ دیکھو! چاہے مال وجاہ اوج کمال پر جا پہنچا ہو، مگر اپنوں کو نہ بھولو اور اس کی عزت وجاہ کو نہ تولو۔ اور یہی عربوں کی وضع داری اور وفاداری ہے اور ہماری عظیم دلداری ہے۔ اللہ تعالی نظر بد سے ہمیں بچائے رکھے۔

اس وقت دنیا کی نظریں بہت خراب ہوچکی ہیں اور اب اس خطہ سرسبز وشاداب کی طرف اٹھنے لگی ہیں کہ کسی اور تیسری عالمی جنگ کا ایشیا میں انتظار مت کرو، ہم بغیر لڑے تم کو آپس میں ٹکرا کر نیست ونابود کردینے اور اپنی دونوں قدیم عالمی جنگوں (World Wars) کی سبکی مٹانے کے لیے ساز وسامان اور مال ومٹیریل تیار کر چکے ہیں اور تمہارے انسانیت نواز اور ہندوستانی وایشیائی سوز وساز کو بدل کر رکھ دینے والے ہیں اور پھر تم اب دوبارہ یہ گنگنانے کا نام مت لینا:

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا

اور دیکھو اب ہم مختلف ومتعدد ہتھکنڈوں سے تمہارا شیرازہ منتشر کرنے کی ٹھان چکے ہیں اور تم غفلت شعاروں کو شکار کرنے کو بے تاب وتیار ہیں۔ تم اب بھول کر بھی یہ نہ کہو، جو تمہاری قوت وسطوت کا راز تھا اور استعمار اور حصار ذات

پات سے آزادی وحریت کا پروانہ تھا:

ہندو مسلم سکھ عیسائی
آپس میں سب بھائی بھائی

لہٰذا خبردار و ہوشیار ہوجاؤ، مبادا! تم استعمار کی تفریقی وتخریبی سیاست Divide and Rule ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے شکار ہوجاؤ۔

دراصل یہ جملہ معترضہ تھا جو حالات کے پیش نظر نوک قلم پر آگیا تھا۔ ورنہ بات چل رہی تھی عرب وہند کے تعلقات کی اور یہ ماضی میں بڑے پیمانے پر بہت مضبوط بنیادوں پر اور بہت دوررس نتائج پر قائم اور استوار رہے ہیں۔ نشیب وفراز اور سرد وگرم تو ہوتے ہی رہتے ہیں، مگر عمومی طور پر ہمارے تعلقات عربوں سے بیحد بہتر، خوشگوار اور بلند اطوار رہے ہیں۔ باوا آدم وحوا کا نزول وملاقات، یہاں کے راجاؤں ومہاراجوں سے تعلقات، بحری و بری راستے، جنوبی ہند میں مسلمانوں اور عربوں کی آمد ورفت، ان کے سیاسی واقتصادی تعلقات اور بسا اوقات سندھ میں آویزش وآمیزش اور صلح کے واقعات، عرب سیاحوں کی سیاحت، جغرافیہ نویسوں کی خدمات وجذبات، ملتان میں قدیم اسلامی حکومت، اصطخری، ابن حوقل، بشاری، مقدسی، قاضی اندلسی، بن شامی، مسعودی، یعقوبی، جاحظ اور ان کی کتابیں وتصنیفات، البیرونی اور اس کی ''تحقیق ما للھند من مقولۃ مقبولۃ فی العقل او مرذولۃ''، برذبہ فلسفی اور سنسکرت کے کتابوں کے عربی تراجم، ابن بطوطہ اور دیگر مورخین وجغرافیہ نویس اور علماء وعمائدین عبر القرون، اسی طرح یورپ اور ہندوستان ودیگر ایشیائی ممالک کے تجار کے درمیان عرب تاجروں کی وساطت اور راستوں کی ہمواری، عرب وہند کی بندرگاہیں، عربی الفاظ وکلمات کے ہندوستان میں استعمالات اور ہندی کے کلمات اور الفاظ کا عربوں کے یہاں متداول ومستعمل ہونا، ہندوستان کی پیداوار و بیوپار، اس کی مصنوعات اور حیوانات اور اس سلسلے میں ضرب المثل وامثال، مقولے ومحاورے، ہندی تلواریں، اسپ تازی اور عربی گھوڑے، اور اس کے مرچ مسالے ایسی روایات وحکایات اور واقعات ہیں جو ہمارے تمدنی وتہذیبی وثقافتی اشتراک وتعاون کی داستانیں سناتی ہیں اور عظیم تاریخ بتاتی ہیں اور جو اپنی اپنی الگ الگ مذہبی دینی اور ثقافتی نشان وپہچان رکھنے کے باوجود گنگا جمنی تہذیب، یکجہتی، محبت، انسانیت اور یگانگت کو درشاتا ہے۔ قضیہ فلسطین میں ہندوستان کے ذریعہ عربوں کی تائید کبھی نہیں بھلائی جاسکتی اور سعودی دور میں عرب کے مشہور وعظیم سیاح محمد بن ناصر العبودی السعودی کی وطن عزیز ہندوستان کے بارے میں متعدد حصوں میں علمی کارنامے، محبتیں اور دلچسپیاں وہ لازوال نقوش ہیں جن کو مٹایا نہیں جاسکتا۔

غرضیکہ مختلف ادوار میں طرح طرح کے عرب و ہند کے تعلقات رہے ہیں۔ ہند مہا ساگر اور بحر العرب اور اس کے سواحل وخلیج دونوں کے ہی نہیں بلکہ دنیا کے کئی براعظموں کی خلیج کو پاٹنے بلکہ اپنے کندھوں پر پل تعمیر کر کے ایک دوسرے کو اور دیگر اقوام کو بڑی خوبصورتی وملائمت سے پار کرادینے کا کام بھی کیا ہے۔ یہ ہماری دیرینہ روایات اور سنسکرتی ہی ہے۔ بھلا اس وقت ہم باہم متفق و متعاون ہوکر کیوں کامیاب وکامران نہ ہوں۔ آج ہمارے پاس عظیم ورثے کے بے شمار تجربات اور پائیدار اور عمدہ نمونے ہیں۔ ایک طرف ہم انسانیت نواز تعلیمات ربانیہ سے سرفراز ہیں تو دوسری طرف عظیم سنسکرتی کے مالک ہیں۔ علم کی روشنی نے ہماری آنکھوں کی چمک کو بڑھادیا ہے تو دل کے دریچوں کو بھی اور زیادہ کشادہ کردیا ہے۔ ہمارے پاس آج امن وسلامتی والا دین اور رحمۃ للعالمین جیسے نبی ورسول اور رہبر ورہنما ہیں تو ایودھیہ واہنسا کی تعلیمات بھی ہیں۔ ایک جان کا ناحق مار ڈالنا سارے عالم کو مار ڈالنے کے گناہ کبیرہ سے باخبر ہیں تو ہتیا وہنسا کا مہاپاپ ہونا ہماری تعلیمات کا حصہ ہے۔ پھر کون کہتا ہے؟

ہم تم میں جدائی ہوگی

بعد کے ادوار میں وطن عزیز کی استعمار سے آزادی کے معا بعد ہی مملکت سعودی عرب سے جوگرم جوشی اور مضبوط ومستحکم تعلقات قائم ہوئے ہیں اور مختلف میدانوں میں دوستانہ روابط استوار ہوئے ہیں اور جزیرہ عرب کو متحد کرنے اور اس میں جو اصلاحات ملک عبدالعزیز بانی مملکت نے کی تھی۔ تعریف وتشجیع ہندوستان کے اول وزیراعظم آنجہانی پنڈت جواہر لعل نہرو نے کی اور سعودی عرب کا تاریخی دورہ کیا۔ ان کے بعد آنجہانی اندرا گاندھی، سابق وزیراعظم عزت مآب منموہن سنگھ اور موجودہ عزت مآب وزیراعظم نریندر مودی جی نے دورے کئے اور اس طرح جلالۃ الملک شاہ سعودؒ، وزیر خارجہ (شاہ) فیصلؒ، شاہ عبداللہؒ اور عزت مآب ولی عہد (شاہ) سلمان بن عبدالعزیز اور اب عزت مآب ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظھما اللہ وایدھما بنصرہ العزیز کا ورود تمام بھارتیوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہے۔ انہیں دیرینہ خوشگوار تعلقات کا اثر ہے کہ ہمارے وزیراعظم عزت مآب نریندر مودی کو سعودی عرب کے سب سے بڑے شہری اعزاز سے نوازا گیا۔

آج ہم ہندو عرب کے تعلقات کا ذکر جمیل اس لئے لے بیٹھے کہ ہم ان کے ایک سپوت عزت مآب شہزادہ محمد بن سلمان کا اپنی اس پیاری، قابل فخر وعظیم سرزمین پر استقبال وترحیب کے لیے بیتاب ہیں۔ ہمارے عزت مآب وزیراعظم جناب نریندر مودی جی کی دعوت پر اپنے مؤقر وفد کے ساتھ قدم رنجہ فرما ہیں۔ أھلا وسھلا ومرحباً ☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

# الحفاوة البالغة والترحيب الحار

## بصاحب السمو الملكى الأمير

# محمد بن سلمان بن عبدالعزيز آل سعود

### حفظهما الله وأيدهما بنصره العزيز

أحييكم بتحية الإسلام، فالسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسّلام على رسوله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد :

فإن هذه الأيام من أسعد وأعظم وأعز أيام طلعت عليها الشمس في الهند؛ بقدوم القائد الفذ؛ والبطل العظيم؛ والزعيم الباسل المحنك؛ والشخصية البارزة المبجَّلة على الصعيد العالمي، حضرة صاحب السمو الملكى الأميرمحمد بن سلمان بن عبد العزيز آل سعود ــ حفظهما الله ــ ولى العهد الأمين ونائب رئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع للمملكة العربية السعودية والوفد المرافق لسموه؛ والذى شرفنا أعظم تشريف بزيارته الميمونة وطننا الحبيب الهند.

فبهذه المناسبة التاريخية العظيمة يسرني أن أرحب بسموه الكريم والوفد المرافق له أصالة عن نفسي ونيابة عن مسلمي الهند عموما و جميع أعضاء جمعية أهل الحديث المركزية بالهند، ومراكزها وجمعياتها في المناطق البالغ عددها أكثر من أربعة آلاف جمعية ، وأفراد الجماعة البالغ عددهم ثلاثون مليون شخص تقريبا، وجامعاتها خصوصا في بلدكم الثاني الهند أجمل ترحيب؛ وأقول : أتيتم أهلا ووطِئتم سهلا ورُحِّبتم مرحبا بقلوب تفيض بالحب والوفاء والولاء؛ وتخفق بالإكبار والإجلال لكم؛ وإن لساني عيّ عن التعبير عما تغمرنا من مشاعر البهجة والسعادة، وماتجيش في قلوبنا من عواطف الاعتزاز والافتخار بقدومكم الميمون.

أيها الحفل الكريم :

اسمحوا لي يا صاحب السمو أن أنوه بمالايخفى على أحد من مكانة المملكة العربية السعودية ــ حرسها الله، ورفع شأنها، وصانها من كيد الكايدين وشر الحاسدين ــ التي أنتم تمثلونها، فإنها تحتل مكانة سامية في سويداء قلوب كل مسلم؛ لاحتضانها الحرمين الشريفين، بمكةَ المكرمة مولدِ الرسول ــ صلى الله عليه وسلم ــ؛ مهبط الوحي؛ ومهوى أفئدة المسلمين، المدينة النبوية المنورة مهاجَرِ الرسول ــ صلى الله عليه وسلم ــ؛ عاصمةِ الإسلام الأولى؛ ومأرِزِ الإيمان؛ وأثمِّنَ دور المملكة العربية السعودية منذ عهد مؤسسها جلالة الملك المجاهد عبد العزيز المغفور له ــ بإذن الله ــ من بين الدول الأعضاء في منظمة المؤتمر الإسلامي في تطبيق شرع الله والتسمك بالكتاب والسنة وللقيام بأعباء الدعوة في ربوع العالم، والذود عن حياض الدين الحنيف؛ وتدعيم قضايا الأمة الإسلامية البالغ عددها مليار ونصف مليار نسمة؛ وتنسيق العمل الدعويّ الإسلاميّ، وتفعيل آلياته؛ ووحدة الصف؛ وأشيدَ بالمكانة المتميزة التي تتبوأها قيادتها الرشيدة على الصعيد الإقليمي والدّولي. وما أحرزت من الرقي والتقدم في جميع مجالات الحياة يجعلها في مصاف الدول المتقدمة؛ وإنشاؤها للمراكز والجوامع الدينية والكراسيّ العلمية ودعمها للمؤسسات الخيرية أهم معالم جهودها وخدماتها الدينية والاجتماعية والثقافية والإنسانية في الخارج، ولا يتسع المجال لسردها؛

مما يجعلها تسمى بكل جدارة واستحقاق وافتخار بـ : دولة التوحيد والإسلام والمسلمين والإنسانية.

ولايخفى عليكم مايربط جماعة أهل الحديث بالهند ـ التي تمثلها منظمة جمعية أهل الحديث المركزية بالهند ـ بالمملكة العربية السعودية وحكامها وقادتها وعلماء ها من وشائج العلاقات الوطيدة المبنية على أسس الدين والعقيدة والمنهج من قديم الزمن؛ وقفت الجماعة دوما من منطلق العقيدة والمنهج مع حكومة المملكة العربية السعودية وشعبها وساندتهما بكل إخلاص وتفان في السَّراء والضَّراء، وأثبتت تعاطفها وتضامنها معهم؛ كما أنها صمدت في وجوه الخصم المناوئين لها مدافعة عن المملكة ـ حرسها الله ـ فهم منكم وإليكم. وإن خير ما يدل على المواقف الثابتة الداعمة للمملكة، والعلاقات الوطيدة بين جماعة أهل الحديث بالهند وبالمملكة العربية السّعودية ما يلي :

(أ) إن أول وأوثق ما يربط ويجمع جماعة أهل الحديث بالهند بالمملكة العربية السعودية منذ عهد مؤسسها جدكم العظيم جلالة الملك المجاهد عبدالعزيز المغفور له ـ بإذن الله ـ، وإمام الدعوة السلفية الإمام محمد بن عبد الوهاب ـــ رحمه الله ـ هي آصرة الدين والعقيد ة والـمنهـج، والاعتمادُ على الكتاب والسنة في ضوء فهم ومنهج السلف الصالح ـ رحمهم الله ـ علما وعقيدة وعملا هو شعارنا ودستورنا الذى ننضوي نحن جميعا تحت لوائه.

(ب) المعاناة التي واجهها أهل الحديث باسم الوهابية في الهند، وقتل وتشريد آلاف العلماء والقضاء على مدارسها في عهد الاستعمار البريطاني :

فقد عانت جماعة أهل الحديث في الهند في الزمن الغابر عناءً شديدًا من جراء انتهاجها منهج السلف في العلم والعقيدة والعمل باسم الوهابية المنسوبة إلى إمام الدعوة السلفية الإمام محمد بن عبد الوهاب ـ رحمه الله ـ من قبل المبتدعة وأهل الشرك والزيغ والضلال ممن ينتسبون إلى الإسلام، وتربصوا بها الدوائر، وقتل وشرِّد آلاف العلماء، وتم القضاء على كثير من مدارسها. ﴿وما نقموا منهم إلا أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد﴾.

(ج) ترجمة علوم ومعارف من أئمة الإسلام، وأئمة الدعوة الإصلاحية المباركة ـ رحمهم الله ـ.

(د) إصدار المجلات والجرائد للدفاع عن المملكة ـ حرسها الله ـ مثل :

- ☆ مجلة "أخبار محمدي" التي أصدرها العلامة محمد الجوناكدي ـ رحمه الله ـ.
- ☆ صحيفة "أهل الحديث" التي أصدرها العلامة ثناء الله الأمرتسري ـ رحمه الله ـ.
- ☆ مجلة "إشاعت السنة" التي أصدرها العلامة الشيخ محمد حسين البتالوي ـ رحمه الله ـ.
- ☆ مجلة "زميندار" التي أصدرها ظفر علي خان ـ رحمه الله ـ.

وغيرها من المجلات والجرائد التي أصدرتها جماعة أهل الحديث بالهند للدفاع عن المملكة.

(هـ) تأليف الكتب ونشرها للدفاع عن الدعوة السلفية، والرد على الكتب والشبه، وهي كثيرة ومنوعة.

(و) إرسال بعثات الحج إلى المملكة :

عندما تأسست دولة التوحيد في المملكة ثارت زوبعة ضدها وارتفعت دعوات مناهضة لها في شبه القارة الهندية من قبل المبتدعة وأهل الشرك والزيغ والضلال ممن ينتسبون إلى الإسلام، وأعلنوا مقاطعتها لأداء مناسك الحج، فتكفلت جماعة أهل الحديث بالهند بإرسال بعثات الحج إلى المملكة؛ كما استعدت الجماعة لبسط سكة الحديد من جدة إلى المدينة آنذاك.

(ز) أزمة الخليج :

كما وقفت جماعة أهل الحديث مع المملكة في موقفها الرافض لعدوان صدام حسين الغاشم واجتياحه للكويت إبان حرب الخليج عام ١٩٩١م.

(ح) كما قامت الجمعية بتأييد المملكة العربية السعودية المحروسة فى جميع اقداماتها السامية مثل عاصفة الحزم وفى قضية الصحفى السعودى، وما زالت تقوم بالشجب والاستنكار على جميع الأعمال الارهابية والفعال الاجرامية التى تقوم بها الحوثية وغيرها فى داخل المملكة المحروسة أو خارجها.

(ط) علاقة أفراد جماعة أهل الحديث وعلماء ها بالملك عبد العزيز ــ رحمه الله ــ وعلماء المملكة عبر التاريخ :

تتميز جماعة أهل الحديث بالهند بعلاقتها المتينة مع المملكة العربية السعودية منذ عهد مؤسسها الملك المجاهد عبد العزيز المغفور له ــ بإذن الله ــ وإمام الدعوة محمد بن عبد الوهاب ــ رحمه الله ــ على مستوى الأفراد والعلماء.

ومن ذلك العلاقة الأخوية الوطيدة بين أمين صندوق جمعية أهل الحديث الشيخ الحافظ حميد الله الدهلويّ ــ رحمه الله ــ بالملك عبد العزيز المغفور له ــ بإذن الله ــ، والذي قام بتأسيس دارالحديث المدنية.

كما كانت علاقة علماء أهل الحديث بالملك عبد العزيز ــ رحمه الله ــ آنذاک قوية ووطيدة مثل :

العلامة ثناء الله الأمرتسري ــ رحمه الله ــ، وعلماء غزنة ــ رحمهم الله ــ، والعلامة المحدث محمد عبدالرحمن المباركفوري ــ رحمه الله ــ؛ كما كانت علاقة السيد المحدث نذير حسين الدهلوي ــ رحمه الله ــ وتلامذته بعلماء المملكة قوية متينة آنذاک.

ومازالت هذه العلاقة قائمة إلى وقتنا الحاضر؛ ونحن قائمون على موقفنا الثابت الداعم للمملكة إلى الآن. ومن جانب آخر فإن قاد ة المملكة ــ حرسها الله ــ وعلماء ها وشعبها لم يدخروا وسعا في تشجيعنا واستنهاض هممنا بتعاطفهم وتعاضدهم وتكاتفهم معنا؛ ولذلک لما قدم الملک سعود ــ رحمه الله ــ الهند سنة ١٩٥٦ م شرّف جماعة أهل الحديث بتمكينها من استقباله واستضافته في مناطق الهند المختلفة.

(ی) تأييد أهل الحديث للمملكة العربية السعودية وقت إنشاء ها وتأسيسها والرد على مناوئ الدولة الإسلامية الجديدة.

(ک) مساهمة المملكة في إنجاح مؤتمر أهل الحديث العام في نوكره في عام ١٩٦١م، وحضور سعادة سفير المملكة المؤتمر.

(ل) إرساء حجر الأساس للجامعة السلفية بمدينة بنارس بأمر من الملک.

(م) افتتاح التعليم في الجامعة السلفية نيابة عن الملک.

وإنكم بورودكم الميمون إلى الهند لقد تبنيتم مبادرة تاريخية عظيمة، وإنكم إذ تشرِّفونها به وسكّانها بما فيها اخوانكم أهل الحديث؛ لتؤكدون به وتجسِّدون صادق وخالص العلاقات الوطيدة التی تربط بين المملكة ــ حرسها الله ــ والجمعية منذ عهد جدكم الكريم جلالة الملك المجاهد عبدالعزيز المغفور له ــ بإذن الله ــ.

و إن جمعية أهل الحديث المركزية بالهند تتطلع وتطمح إلى أن تسهم زيارتكم الميمونة للهند في تعزيز العلاقات الثنائية بين البلدين؛ وتدعيم قضايا الإنسانية، وحل المشاكل التي تواجهها البشرية على وجه العموم؛ ودفع عجلة الحضارة الإنسانية؛ وحشد الطاقات وتوحيد الجهود لتنشيط الحركة العلمية والفنية من أجل مواكبة التطور العلميّ والازدهار التقنيّ الذي يشهده العصر الحديث؛ وتبنّی وتطوير خطط التنمية لجميع مجالات الحياة في ضوء تعاليم الكتاب والسنة السمحة الشاملة.

وفي النهاية أزجي أسمیٰ آيات الشكر والامتنان إلى صاحب السموالملكی الأمير محمد بن سلمان بن عبدالعزيز آل سعود ــ حفظهما الله ــ والوفد المرافق لسموه على تمكين جمعية أهل الحديث المركزية بالهند من استقباله فی قصر رئيس الجمهورية الهندية وتقديم العدد الخاص لمجلتها عن المملكة العربية السعودية المحروسة.

أدام الله عزكم، وحفظكم في حلكم وترحالكم، وبارک فيكم، ونصر بكم الإسلام والمسلمين. ونشربكم الأمن والسلام فی العالمين. وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته .....،

أخوكم المحب :

أصغر علي إمام مهدي السلفي

الأمير

لجمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند

وجميع أعضاء ها

الشيخ عبدالمعيد عبدالجليل المدني

# الخصائص والميزات التي تتميز بها المملكة العربية السعودية

ماخلق الله من خلق صغير أو كبير إلا وضع له خصائص يعرف بها. هذه هي طريقة الحياة، وهي التي تكون سببا لنفعه أو ضره، بقاء ه، أو فنائه، إزدهاره أو ذبوله. وهي سارية على المستويات كلها لايخلو عنها فرد أو دولة، رجال أو شعوب، مدن أو بلاد.

إن المملكة العربية السعودية أسستها الأبطال والشجعان والأسود الأذكيا على أسس من الكتاب والسنةلتحقيق مقتضياتهما. وقد كانت فيهم جميع المؤهلات التي تقتضيها إقامة دولة إسلامية وإدارتها وتحقيق المصالح الإسلامية ودرء المفاسد، وقد بذلوا جهودا قصوى لحصول المقاصد الإسلامية ودرء المفاسد. وإنها أثمرت ثمارا يانعة، وآتت نتائج طيبة ممتازة. وكذلك تميزت بخصائص أصبحت هوية لها تعرف بها. إنها خصائص دخلت في وجودها، وامتزجت بتكوينها. وهي لاتخفي وإن كان الغبار يثار حولها حينا بعد حين، والخصائص الكبرىٰ التي تمتاز بها عديدة منها :

**١ــ الجدارة :**

إن المملكة العربية السعودية اثبتت جدارتها عبر السنوات، وهي تثبت من نواح شتى. هاجت هوجاء وهبت عواصف لتعصف بها فى عهودها المختلفة ولكنها قامت كالنخلة لم تستطع اقتلاعها. ونشأت أزمة تلو أزمة، وثارت فتنة إثر فتنة ولكنها خرجت منها باسلة ناجحةرافعة رأسها. بينما دول أخرى دالت، وحلت محلها دول أخرى. ودول تغيرت جغرافيتها وأهدافها وهوياتها، وحضارتها ولسانها ودول امتدت ودول ابذعرت، ودول لها قواد دمروها وباعوها وأذلوا أهلها وخانوا وغدروا بها.

إنها خطت خطوطا لسيرها على أساس منهج السلف الصالح، فسارت عليها سيرا حثيثا وتمادت في سيرها عبر العصور من غير أن تميل يمينا وشمالا، ومن غير أن يتخلف أو يزيغ عنها. في المدة الطويلة لحكومتها هاجت زوابع الأباطيل وماجت أمواج الأفكار من رأسماليه وشيوعية في أشكالها المتنوعة وعلمانية وديموقراطية وأفكار وفلسفات شيطانية في العلم والسياسة والاقتصاد والاجتماع والأدب والثقافة والحضارة. وجاء دور الاستعمار، والعمالة، والتقلبات العسكرية والسياسية وكذلك اشرأبت العصرانية والحركية التي أشربت العلمانية والغوغائية والتكفيرية والخارجية وغيرها من العِلّات والأمراض. واصطدمت بشواطئها ولكنها رجعت خاسرة. إنها لم تلن أمامها، ولم تتخشع. كانت خطواتها تخطو إلى الامام وهى رابطة الجاش غير هيابة ولارهابة. ولاتخفى على أحد سواء كان من الأصدقاء والأعداء المشاكل التي وقع فيها غيرها من بلاد المسلمين وابتليت بها خربت، وشرد أبناء ها وقتلوا، وعم فيها الدمار والهلاك وراد فتها التقلبات العسكرية والسياسية والفساد.

وكذلك أثبتت جدارتها أنها أدت مسئووليتها الإسلامية والبشرية، وأفادت المسلمين وعامة الناس بما في أيديها، وسبقت مثيلاتها فى الإفادة. وهيأت جميع التسهيلات العلمية والصحية والسكنية لمواطنيها قادت قوافل العلم والدعوة،

وعمرت المساجد، وأقامت المراكز الإسلامية عبر القارات ونصرت المظلومين الملهوفين، ووزعت الإغاثات في المصابين بالحوادث والزلازل والفيضانات وغيرها. ووفرت الأمن والاستقرار والرفاهية لأهل بلدها، وأنشات ظروفا ملائمة لهم ليعيشوا فيها بالعز والكرامة، وضمنت لهم حقوقهم. وقدمت خدمات للحجاج لامثيل لها، وخدمت الحرمين الشريفين فنظمت لهما أرق نظام وأحسنه حتى لاتبقى صعوبات وعراقيل في سبيل الحج والزيارة.

وجدارتها اتضحت بالتزاماتها بالمواثيق الدولية، وحسن المجاورة مع البلاد المجاورة لها، وعدم التدخل في أمور داخلية للبلاد. وابتعادها عن إثارة فتن، والتقلقل فيها، ومناصحتها لكل فرد وشعب وبلد خاصة للمسلمين والبلاد الإسلامية.

وإن جدارتها تتضح خاصة لأولئك المسلمين الذين يعيشون مضطهدين في بلادهم محرومين من حاجاتهم اليومية. أما اولئك الذين تلعب بأمخاخهم نشوة الحركية والعصرانية في المملكة ويعيشون في عيش ورغد وترف ويتمتعون بتسهيلاتها الكثيرة الكثير ة فتنشأ في عقولهم وقلوبهم الفتن. وإذا لم تجد طريقها لخروجها فتعود نفاقا. فيتظاهرون بالحب له ولولاة الأمر ويتحرقون في أنفسهم فتغزو عقولهم وقلوبهم التكفرية والخروج فيزداد تحرقهم. وليس هذا إلا ضرب من العذاب لكفرانهم النعمة. ومحاولتهم لشق العصا وتمزيق الشمل والتناء ى عن منهج السلف.

وجدارتها ثابتة من نواح شتى ومن كل مدلول سواء كان سياسيا أو اجتماعيا أو دينيا أو قياديا. والمناوؤن لها سيزداد ظهور فسادهم وتتضح أمام العين فتنهم وستتعرى جميع محاولاتهم الخبيثة إن شاء الله.

**٢ ــ القيادة الرشيدة** :

هذه ميزة كبرى للدولة أنها سعدت بقيادة رشيدة. رشيدة في الأهداف والغايات سديدة في المنهج والطريق. قويمة في السير والسلوك، سعيدة بالوحدة والتآلف بعيدة عن الفرقة والانشقاق. مصانة من التكالب والتناحر والتجاذب، فليست فيها مشاكل الغوغائية ولا الجمهورية الغوية، ولا الايدولوجيات كثيرة التغير وخلجاتها وتخرصاتها وتقلقلها، ولاالمؤامرات المدمرة المنهكة، ولا المنازعات حول كراسى الرئاسة والوزارة والعمادة والولاية على مستويات مختلفة من القرى والمدن والمناطق والمديريات والولايات.

وهي رشيدة أمينة متواصلة تتصل حلقاتها بعضها ببعض لافراغ فيها. فما سقط علم إلا قام علم بسهولة حسب الضوابط المنضبطة من غير شجار ولا خلاف. كان الرشيد استولى على الأذهان ودخل في القلوب فيوحى إلى تنقل القيادة حسب دستورها.وكل عرف كيف يؤدي واجبه تجاه القيادة وتنقلها فلا ضجيج ولاتصفيقات ولا النعرات ولا ضوضاء وإنما الوقار والمسئولية الجديدة هي تستولى على الموقف والواقع. وليست هذه كلها إلا من مقتضياتها.

والحنكة والبصيرة والمثابرة والصبر والأمانة والمناصحة كانت منذ البداية من أوصاف القيادة الرشيدة. فلم تكن عرفت يوما ما بالمثيرات والمزعجات والتهورات، والعاطفية . إنها انطلقت من منطلقات الدين والشورى والمناصحة والخير. والتعامل والنشاطات السياسية والاجتماعية والاقتصادية والخيرية تشهد عليها.

**٣ ــ العلماء المخلصون** :

كان من حظها السعيد أن العلماء المخلصين أرشدوها إلى الحق والقسط، وأخلصوا لولاة الأمور وأدوا واجبهم تجاهها من تسديدها وأمروا فيها بالمعروف، ونهوا عن المنكر، وربوا الشعب وزكوا نفوس الناس بخطبهم وكتبهم وفتاواهم

ونصحهم، وإدلاء آراء هم وتقديم بحوثهم حول المسائل المتجددة، والمشاكل والفتن والقلاقل وحول المشكلات الإجتماعية وغيرها. وليس هذا بخاف على أحد من له قلب واع لم يتلوث من الغوغائية والحركية. أنهم من أخلص الناس وأعمقهم علما، وأتقاهم قلبا، وأتقاهم لله وأصدقهم لهجة، واثقبهم نظرا. وإنهم كانوا جزء أو وحدة من وحدات الدولة وهى كلها متعاضدة متناصرة لم تكن واحدة منها متنافرة عن غيرهان فكان العلماء جهودهم كلها ملتصقة بسلسلة جهود الوحدات الأخرى وهي التى تقوت بها وتعاضدت فيما بينها. فكانوا عماد الدولة وكانت تستفيد منهم، وتستضيئ منهم، وتتشاور معهم في كل صغيرة وكبيرة. ولم يكن هناك ضغوط على العلماء لتحقيق الرغبات والأهواء. ولاهم كانوا من الذين يستعدون لتحليل الحرام وتحريم الحلال كما يقع في البلاد الأخرى التي يتمايل أهلها بأنها ديموقراطية، والتي يتمنا ها الحمقاء من المسلمين في بلاد الخليج.

إن العلماء السعوديين المخلصين ليس لهم نظير في العالم كله، والنفع الديني الذى عم بهم في العالم كله قل له نظير في التاريخ الإسلامي. وقد هدى الله بهم أجيالا متعددة، وخرقت إرشاداتهم الحدود الجغرافية كلها، ووصلت أضواء ها إلى الزوايا والخبايا وإلى العباد والبلاد والقرى والمدن في لغات شتى في صور شتى. وهم كانوا كنزا للدولة. والغوغائيون منهم فيها الذين يبحثون بديلا عن الدعوة السلفية ويرجحون الغوغائية ويميلون إلى الإرهابية والتكفيرية. ويتمايلون بالعصرانية ويتلبسون بالنفاق فهم كالمهلك الرمادي ( Gray Goo) أعاذنا الله منهم و أعاذ الدولة.

**٤ ــ المنهجية** :

ومن أهم خصائص المملكة منهجيتها. إن الدولة السعودية في مراحلها الثلاث انتهجت منهج السلف الصالح. وإنها لم تخرج عن طريقتهم. وذلك أنها تستفيد من مصادر الدين الكتاب والسنة، وتعتبر بفهم السلف الصالح، وليست المناهج الأخرى معتبرة عندها فجميع المناهج، المنهج السياسي والمنهج الصوفي والمنهج العقلاني والمنهج التقليدي المذهبي، والمنهج الإلحادي أو الغربي مرفوضة لديها، وإنما المنهج السلفي هو المعروف والمعتبر عندها.

وكذلك منهج الحكومة فيها السماحة، فالذين يحمدونها فإنهم يستحقون عندها التقدير اذا كانوا يتأهلون بالجدارة، والذين أصبحت سيماهم الانتقاد الجائر بها فإنهم أيضا يستحقون اعتناء ها اذا كانوا يستحقون التقدير. فالعالم كله يستمتع بخيراتها اذا استحق بها. فليس هناك حد فاصل بين الذين يسوغ التعامل معهم، وبين الذين لايسوغ التعامل معهم بتاتا كما كان حال الشيوعيين أو كما هي حال الفرق الباطنية وكما هي حال العصرانيين الذين ليس عندهم الا النفاق في التعامل معها.

ومن منهج الحكومة أنها تفى بالعهود والمواثيق المحلية والدولية ولا تنكثها في أية حالة من الأحوال وإن كانت الدنيا كلها تفى بما يرجع بالفائدة إليها. والتي تضرها تُعرض عنها وتلقيها وراء ها ظهريا والعالم يشاهد مآت وألوف من المواثيق والعهود ينكثها دول كبرى ودول صغرى على السواء. وفي وفاء ها ربما تستهدف باللائمات والشتائم والهواجى من المسلمين وغيرهم. ومن منهجيتها أنها تكتفى بالشريعة الإسلامية، وتفتخربها، ولا تبتعد عنها في أى حال من الأحوال، وقد استمرت في اكتفاء ها بها في مراحلها الثلاث. وقد رأى المسلمون وقرأوا تاريخ البلاد أنه لم تقم دولة واحدة للمسلمين مثلها في الفترة الكبيرة التي تتواصل فيها. فدولهم تغيرت أشكالها حسب أهواء الزعماء ولا تزال تتغير. ولكن منهجية دولة التوحيد لا تتركها أن تتبدل فأتى ملوك وذهبوا ولكنها هي هي في جوهرها ومادتها الدينية.

وهذا شيء كان مُوجبا على المسلمين على الإطلاق أن يقدروها حق قدره ولكن أكثرهم في طول فترة حكمها ما عرفوا قدرها، ورأوا لزاما عليهم شتمها وإهانتها ونشر الأراجيف ضدها. وزاد استهتارهم بها. فيا لسوء حظهم ويا لغباوتهم وبلاهتهم.

ومن منهجيتها أن الثوابت من الإسلام تبقى فيها ثابتة لايستطيع أحد أن يتعرض لها، والمتغيرات لا تتجمد ولاتصنع من نفسها موضع الثوابت. فالنوازل التي لها صلة بالمتغيرات تجد أهميتها فيها كما تستحق.

**٥ـ الأمن والإستقرار** :

إن البشرية جمعاء تتعطش إلى الأمن والإستقرار، والدنيا تحاول اصطناعهما أو تخطط لأمن صناعي؛ إما بقرارات سياسية أو قانون شيطاني وإما بتعزيرات جائرة خلال البرلمان أو خلال المحاكم الطاغوتية. ولكن هيهات وهيهات أن تتمتع به.

أما الدولة السعودية في الفترات الثلاث فان شعبها لم يحرم من الأمن، وإنها لم تفقد الإستقرار فما بسطت حكمها على بدوى أو حضري على قرية أو مدينة إلا أسرع ليستولى عليها ويظلل شعبها. ولم يتأت توفرهما إلا لهيمنة الشريعة على الشعب والدولة. واذا كان الحاكم عادلا والمحاكم مقسطة، والشعب مغيارا شجاعا يخاف الله والشريعة منفذة فان الأمن والإستقرار يرفلان في الدولة، وهي كلها كالشروط لتوفرهما فاذا اختل شرط منها تغيبا أو ينتقصان قدر ما ينقص شرط من الشروط. وإذا نقارنها بدول أخرى فاننا نجد أنها تنفق أموالا باهظة على حصول الأمن والإستقرار ولكنها تخفق في أهدافها إخفاقا وإننا نرى أن الدول التي تحتذى في السياسة والرفاهية، والرقي، والثروة والقوة وتشتهر برقعاتها الواسعة المترامية الأطراف، ونظامها المحكم الدقيق، وأدوات الحكم المترقية وجواسيسها، ومحاكمها الكبيرة، وقضاتها المحنكين، وحراستها القوية، وحراسها الكثيرين ومعتقلاتها الكثيرة، وقوانينها العجيبة والعويصة، فشلت في توفير الأمن وحصول الإستقرار فالقتل، والفتك، والزنا والاغتصاب والسطو على الأعراض، والغش والرشو ة والمخادعة وغمط الحق، والإرهاب، والإفساد، والسرقة وجميع الجرائم الصغيرة والكبيرة عامة فيها على مستوى الفرد والجماعة.

أما المملكة فانها بخصائصها الإسلامية، وشروطها تمكنت من توفير الأمن، وحصول الاستقرار فلا توجد الجرائم التى فشت في غيرها وعمت. وكان هذا سببا لفرح المسلمين واستبشارهم ونموذجاجيا في أحلك الزمن وأظلمه.

ولايتوفر الأمن والاستقرار لأن الدولة والشعب فى تهين من اعتداء ت دولية أو محلية ونشوء الفتنة والفساد الداخلى أو خروج المفسدين على النظام ولأن الأرواح والأعراض والأموال فى تمتع من الازهاق والهلاك والدمار والاستلاب والنهب وإنما مسئلتهما تعددية، بجانب هذه التحصينات والتمنعات يجب توفر الصدق والإخلاص والأمر بالمعروف والنهى عن المنكر وشيوع الخير، اذا تحققت هذه كلهافالأمن يتوفر، والاستقرار يتحقق،وتعم خيراتهما، تزدهربهما جميع جوانب الحيوة.

إن القوانين الطاغوتية، والثروة والرفاهية والنظام الدقيق، وأدوات المخابرات والاستخبار والسلاح والقوات القمعية والدفاعية لن تضمن لهما. هل يُرجى في ظروف الكفر والعصيان والفسوق والفواحش والزنا والنهب والقتل أن يتوفر الأمن ويعم الاستقرار كلا والله لايعم ولايتوفر.

**٦ـ كثرة أعمال الخير** :

ان الدولة السعودية لم تؤسس إلا لنشر الاسلام، وهداية المسلمين وخدمتهم، إنها لم تقم لإحراز الأموال، وجمعها

وتكديسها أساسا. بل كانت من أهدافها أن تخدم الاسلام والمسلمين. وقد نجحت في هدفها.

إنها أنجزت أعمالا كثيرة في صور شتى. إن منطقة نجد وماجاورها لم تحظ باهتمام الملوك عبر العصور الإسلامية. إنها كانت هملى في العصور الأموية والعباسية والعثمانية كلها. وكان الباطنيون أو العشائر والقبائل هم المهيمنون عليها، وكانت من أبعد البلاد في الرقي والتقدم، وكانت غارقة في الغوايات والضلالات وكانت المقاتلة، والطائفية والاستفزازات والمصادمات هي أكبر خصائصها لكن الدعوة الإسلامية الصحيحة غيرتها كلها فأصبحت مركز الحضارة والثقافة والرفاهية وجعلت جميع الخيرات و جميع القوافل الدولية والمحلية تمر بها. وهل من الممكن أن يقيس المرء هذه الظروف والأحوال قبل الفترة السعودية وبعدها على مقياس الأفكار البشرية ويقول إن التحسن في أحوال المنطقة والتغيرات الطيبة فيها كانت موجودة كلا! إن بركات الدعوة الصحيحة هى التى جعلتها أرض الأمن والإستقرار والرقي والتقدم.

والعجب من المسلمين الذين يسبون الإمام المجدد وأعوانه من الملوك ويفسقونهم ويكفرونهم خاصة في شبه القارة، والحال أنهم في تدهور مستمر مع كثرتهم وموزعون في بلاد ثلاثة ودخلت بينهم جميع الخرافات والغوايات.

نعم ! إن دولة التوحيد أنجزت أعمالا كبيرة كلها خير، وهذه كلها تمت مع قلة الأسباب والمؤهلات، وفي فترة قليلة قليلة جدا، وفي أرض أكثرها قاحلة صحراوية. فكأنها كلها أصبحت معجزة على الرمال. ولهذه الأعمال الخيرة وجوه شتى :

**أولا** : إن الدولة وحدت الجزيرة العربية كلها أول مرة بعد الخلافة الراشدة. لقد كانت قبل تكون الدولة السعودية ممزقة بين دويلات وأمارات كثير ة، وكانت الأصقاع البعيدة منها أوكارا للباطنيين والضلال لعدم اعتناء الحكومة المركزية بها لبعدها، ولقلة العائدات المكوسية. وكان هذا التشتت والفوضى واللاقانونية سببا كبيرا للفساد والتدهور فيها. فكان من أعمالها الكبيرة التى أنجزتها، توحيدها تحت راية واحدة، واقتلاع جذور الفساد فيها، إنها لم تكن باغية ضد الدولة العثمانية، بل فعلت ما لم تفعلها في العصور من أداء الوجبات الدينية، تجاه المسلمين في الجزير ة. وتوحيدها لم تكن سهلة فلو لم تكن الدعوة صحيحة والهمم عالية، والجهاد مستمرا، والشريعة منفذة لم تقم للسعوديين دولة قائمة. لقد واجه السعوديون وأنصارهم ودعوة الشيخ الإمام المجدد مشاكل كبيرة فكان المسلمون عامة ضدهم وكانت الدولة العثمانية تبدى العداء، وكان الشيعة في إيران وغيرها يتربصون الدوائر بهم، وكانت حكومة مصر ووُلاتها يحاربونهم، وكان الاستعمار البريطاني يؤلب عليهم الناس في مستعمراته، وكان الأمراء للإمارات فيها والقبائل ومشائخها يقومون ضدهم، وقد أتت فترات انكمشت فيها دولتهم أو انتهت ولكن تراجعت بعد فترة قصيرة.

في ظروف هذه المؤامرات، وتدهور حال المسلمين، وتسرب العهن اليهم، وضياع الأمانات والذمم، استطاع السعوديون أن يتغلبوا على جميع المشاكل بعون من الله ونصرته. فا متدت دولتهم إلى أقصى حد من الجزيرة وازدهرت، وها هي تشار اليها بالبنان وهي في ازدهار متواصل مع كثرة المخاوف والمشاكل.

**ثانيا** : إنها رتبت ترتيبات أولية لنظامها، فآثرت أن تهيىء الأمن والاستقرار في الدولة، فيأمن الناس، وتستقر الأحوال السياسية. فتغلبت الدولة على الظروف واقتلعت الفتن والفساد، واعتاد الناس على الطاعة، وجعلوا يكرهون الفرقة، ويحبون الجماعة.

**ثالثا** : العدالة والنصفة شيء فيه حياة الشعوب والأفراد،

وإن الناس عامة يشتد احتياجهم إليها وإنهم فطروا على التمتع بها و اذا أعطت دولة ما كل ذى حق حقه، وانصفتهم فهي دولة ممتازة تستحق التواصل والدوام وطاعة الناس، وهم يطيعونها من غير تلجلج وتوقف وهذا اذا كانوا باقين على فطرتهم، وعاشوا في حالة فطرية أما اذا كانت الفطرة فسدت، والسليقة تغيرت، وغزتها الأفكار الوافدة فليست هذه حالة فطرية وإنما هي حالة فاسدة. في هذه الحالة يطلبون بديلا عن ماهم فيه من مباهج ومسرات ومفارح وحبور ونعمة. والبلهاء يتقدمون في بلاهتهم في طلب البديل الأجنبى.

نعم العدالة تحققت في الدولة، وجدها الناس من غير أى ثمن، وجدوها مجانا لان الشريعة وفرت العدل للناس مجانا فلا يستطيع أحد فيها أن يغمط حقوق الناس، ويعتدى بعضهم على بعض، ويلعب بأعراض الناس ويسلب بعضهم أموال بعض، العدالة غالية في نفسها، ثمينة في ذاتها ولكنها رخيصة في توفرها للناس، بينما هي رخيصة في نفسها في البلاد الأخرى غالية في توفرها لشعبها فالمحاكم الشرعية عملا على ضوابطها تحكم بين الناس بالحق في أسرع وقت وفي أسهل صورة، أما المحاكم العلمانية فهي تنشأ المحاماة والمحامين ومهنة شيطانية وتصبح أوكارا للشياطين للغش والخداع.

وكذلك الدولة تعطى لمواطنيها التسهيلات التعليمية والصحية وجميع مايمكن لها، فليس هناك ضرائب والجمارك والمكوس وليس هناك قروض ربوية، ولا القمار، ولا القوانين الجائرة التى تصدر لابتزاز أموال الناس، والإستبداد بهم.

**رابعا**: ترقية البلد على أسس ثابتة، وإنشاء المؤسسات الصناعية والتعليمية والزراعية والتجارية والإدارات الاقتصادية والجامعات وغيرها. والمؤسسات الأخرى التى تفى بحاجة الشعب للرخاء والتقدم وهذه كلها تتم مع المحافظة على الدين والأخلاق وحقوق البشرية من غير تغير في الثوابت مراعة للتعاليم الإسلامية، فلا يكون الرخاء والتقدم على حساب الثوابت الدينية، وإنما يبنى التقدم والرقى على الإجتهادات والمستنبطات المباحة او اللازمة، إن المادية لا تسمح أن تطغى على القيم الدينية والأخلاقية والقيم البشرية . هذه هى الفروق الكبيرة بين الرقي والتقدم في السعودية، وبين الرقي والتقدم في غيرها وهي أشياء هامة يجب أن تاخذ حيزا كبيرا ومساحة كبيرة فى الفكر الإسلامي، ولكن عشوائية العصرانيين تفتى بهدرها وعدم الاعتناء بها.

**٧ـ الدعوة إلى الله** :

إن الدولة السعودية في عصورها المختلفة حسب مؤهلاتها اعتنت بنشر الإسلام في البلد وفي العالم كله والدعوة إلى الله، وذلك بطرق شتى :

ـــ إنشاء هيئة الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر في المملكة، ومسئوليتها مراقبة الشعب في الأمور الدينية، وتوعيتهم بتعاليم الدين.

ـــ القضاء والإفتاء. إفتاء العلماء خلال دار الأفتاء وفرعها والتوعية حسب نصوص الكتاب والسنة، ورفض التقيد بمذهب والتعصب له، والقضاء في المحاكم الشرعية حسب الأحكام الإسلامية الواردة فيهما من غير تفرق بين الكبير والصغير، وبين الفقير والغنى.

ـ إصدار المجلات والجرائد الدينية، وقنوات التلفزيون.

ـــ الخطب والمواعظ في مساجد المملكة حسب خطة مدروسة من قبل الحكومة، والمحاضرات للعلماء الكبار، ودروس الفقه والتفسير والحديث في المساجد الكبيرة.

ـــ طبع البحوث الخاصة، والكتب المصدرية والتوجيهية وتوزيعها في داخل البلد وخارجها وكذلك طبع الفتاوى والرسائل الصغيرة والكبيرة وتوزيعها بين الناس وكتب

متنوعة كثيرة في مواضيع كثيرة للاحتفاظ على منهج السلف الصالح، وتعميمه.

ــ طبع التفاسير والترجمات القرآنية في لغات شتى في كمية كبيرة لم يشهد التاريخ مثلها وقد تم توزيع ملايين وملايين نسخة منها.

ــ تدريس المواد الدينية في المراحل المختلفة حتى الثانوية على مستوى البلد في التوحيد والفقه والتفسير والحديث والسيرة والتوجيهات الدينية الأخرى والمعاهد والجامعات الخاصة بها، والموضوعات الدينية في أقسام خاصة بها في الجامعات كلها.

ــ الميادين الخاصة بالتعليم والعمل للبنين والبنات.

ــ فتح الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة وتعليم المراحل المختلفة من المتوسطة حتى التعليم العالى لطلاب العالم كله. وفوائدها باهرة ظاهرة للعيان. وجامعات وكليات اسلامية عديدة.

ــ بناء المساجد في المملكة وفي العالم كله.

ــ إنشاء مراكز ومدارس وتحفيظ القرآن في الداخل والخارج.

ــ إرسال ألوف من الدعاة على نفقات الدولة خلال إداراتها المختلفة.

ــ إنشاء رابطة العالم الإسلامي وخدمة الإسلام والمسلمين خلالها.

ــ إنشاء ندوة الشباب وخدمة الإسلام والمسلمين خلالها.

ــ مؤسسات أخرى حكومية وشعبية لخدمة الإسلام والمسلمين مثل مؤسسة الملك فيصل.

ــ هيئة كبار العلماء التى ترشد الشعب والدولة في النوازل وفي الأمور الهامة. تشترك في عضويتها العلماء الكبار.

ــ مبرات مختلفة، وهيئات مختلفة.

ــ تبرعات الأسرة المالكة الكبيرة الكثيرة.

ــ بناء المركز لمنظمة المؤتمر الإسلامي، وفروعها العديدة بجدة.

ــ فتح الملحق الثقافي والديني في سفارات المملكة وخدمة الإسلام والمسلمين الكثيرة الكثيرة خلالها.

ــ إنفاقها في استرداد حقوق المسلمين من المغتصبين.

ــ إدارة الحرمين الشريفين وخدمة الحجاج خلالها.

ــ الإغاثات في النكبات للمنكوبين، والمعونات التى تقدمها للعالم الإسلامي وغيره.

ــ وزارة الشئون الإسلامية والدعوة والارشاد والأوقاف ومجمع الفهد الإسلامية لطباعة القرآن والسيرة النبوية.

ــ وزارة الحج وأداء المسئولية الكبيرة تجاه الأمة خلالها.

هذه صور شتى لدعوتها إلى الله وخدمة الإسلام والمسلمين. وفي جميع هذه المؤسسات وبجميع الوسائل الموجودة فيها تنجز الأعمال الدينية في أحسن صورة وأتمها ولو وضعت جميع الخدمات الدينية التي تقدم المملكة إلى الأمة في كفة، ووضعت خدمات غيرها شعبا وحكومة في أخرى لرجحت كفة المملكة. ولو نقرأ التاريخ لنجد ان الملوك والأمراء لم تتأت لهم هذه كلها بل عشرها، ولكن يا لخيبة الخانقين من المسلمين وغيرهم عليها أنهم يسلكون دائما تجاهها سلوك العِدى.

**٨ ــ غاية نبيلة** :

لم تكن الدولة السعودية همها الدنيا يوما ما. إنها وضعت أمامها هدفا نبيلا ألا وهي الصلاح في الدنيا والفلاح في الآخرة. هذه الغاية النبيلة هي التي تبنى سيرة الملوك والأمراء فيها. فهم مع كونهم في التنعم والعيش الرغيد والمال الوفير، وأسباب الرخاء لا ينسون حظهم من الدنيا، وحظهم من الآخرة، وللحصول عليهما يسعون دائما إلى أن يستقيموا على الصراط المستقيم، وينتهجوا على منهج السلف الصالح ويلتزموا بالدين

في أعمالهم الخاصة وفي سياسة البلد، وإدارة شئونها.

وإننا نرى أن المسلمين في العالم يجمعون الأموال الوفيرة ويضيعونها في غير طائل. وإن الدول الإسلامية عامة لاهم لها بغير نفسها. في خضم هذه البلاد المنطوية على أنفسها نرى الدولة السعودية تهتم بالمسلمين في العالم كله. وما حالف النبوغ والكمال دولة إلا اياها.

فأموالها تذهب الى خدمة الإسلام والمسلمين والبشرية كلها، بينما أموال أكثر البلاد إن خرجت من أيدى الاثرياء فانها تذهب في شراء الضمائر، وتأليب البعض على البعض، والإستبداد بالناس.

وبما أن لها غاية نبيلة فان السماحة أيضا موجودة في حكامها وعلماء ها وشعبها. وهل من مثال توجد مثلها في الشعوب الأخرى، وفي البلدان الأخرى، وفي حكامها.

هذه الغاية النبيلة، ونبل النفس، وجود القريحة، والعاطفة الدينية هي التي حثت شعب المملكة وعلماء ها وحكامها على أن يستضيفوا المطرودين المضطرين في البلاد الأخرى، ويهيأوا لهم المأوى ويكر موهم مع ان عديدا منهم أصبحوا كلا عليها، وأعدوا عددا من مواطينها فيهم الفساد والعصرانية، وإنهم الآن تستروا بالنفاق والمؤامرة يحاولون لأخذ البديل من غوغائية وعدم الاكتراث بمنهجية السلف الصالح، والاهتمام بالعقيدة. اللهم جنبنا من النفاق وكفران النعمة ومؤامرة المؤامرين.

ومن آثار الغاية النبيلة أنها تعفو عمن ظلم وتعرض عن كثيرة من الأبواق الكاذبة، والأراجيف المنتنة، والكتابات الجائرة، وقد شاهدنا أن جرائد الشيعة ومجلاتهم وكتاباتهم الكثيرة الكثيرة كانت تنشر وترسل حتى في البوادي والقرى خلال سفارات إيران في لغات شتى وتوزع في أهلها الذين كانوا لا يعرفون قضية الخميني وثوريته وقضية نجد، وإن المسلمين في العالم من أقصاه إلى أقصاه كانوا متاثرين بأكاذيبها وكانوا يتناغمون مع نغماتها ويرقصون عليها من الصوفيين والحركيين ويؤججون. ولكن المملكة لم تخرج من سجيتها ومرؤتها وأخلاقياتها وصمدت أمام الباطل معرضة عن السفهاء مع أن الدول الصغيرة والكبيرة والمنظمات والأحزاب في العالم كله تحتفظ بكشوف الأوفياء لها، ولا تألو جهدا في إحصاء هم واختبارهم.

أما المملكة فانها تفيد المسلمين باسم الإسلام. وأخوة المسلمين في كل مكان وتعفو عن أخطاء هم. وربما ينافق الذين يسرون العداء لها ويذهبون إليها كالأصدقاء ويخرجون عنها كالعدى. وهذا شيء يجب الحذر عنه. لان الأكالين والبطالين والأفاكين يتضاعف عددهم وهم سيحسبون نفاقهم حكمة ورذالتهم بصيرة وهي مضرة لها ولهم. وإن السلفية تولد الحذرفى أهلهامن مثل هولاء، والاستشعار بالحقيقة.

> تمنياتنا الصادقة ودعواتنا الخالصة جميعا هو ازدهار المملكة العربية السعودية ورقيها يوما فيوما ودوما فى ضوء الكتاب والسنة وخدمتهما وخدمة الحرمين الشريفين والشعب السعودى النبيل والانسانية جمعاء فى ظل حضر ة خادم الحرمين الشريفين وولى عهده الأمين وبمشورة العلماء الربانيين. (الادارة)

**٩ــ التآلف :**

الوحدة بين الأسر ة المالكة والتآلف بينها وبين شعب المملكة شئ مثالى لا نظير له. فمنذ تأسيس الدولة قل مارأى التاريخ الوحدة مثلها اللهم إلا في بعض الأحوال، والوحدة في الفترة الثالثة فهي مثالية. وإن أُسسها تأصلت قوية فقد مرت عليها مأة عام فماصدر صادرفيها ولاورد واردعنها إلا من منطلق الوحدة. وإن إيران الثورة أشاعت أراجيف كثيرة عن المصادمات والخلافات عن الأسرة المالكة ولكنها كلها فشلت فى التاثير عليها حتى عادت إلى وعيها أخيرا.

❁❁❁

# محتويات العددالخاص بمناسبة قدوم ولى العهد سموالأمير محمد بن سلمان بن عبدالعزيز آل سعود ولى العهد حفظهما الله وأيدهما بنصره العزيز


١ـ درس الحديث: آسية زوجة فرعون فى ضوء السنة النبوية ٢

٢ـ كلمة التحرير: العلاقات بين العرب والهند ٣

٣ـ الحفاوة البالغة والترحيب الحار بصاحب السمو الملكى الأمير محمد بن سلمان بن عبدالعزيز آل سعود ٦

٤ـ الخصائص والمميزات التى تتميز بها المملكة العربية السعودية ٩

٥. محتويات العدد الخاص بمناسبة قدوم سمو الأمير محمد بن سلمان ١٧

٦ـ العلاقات الرائعة بين المملكة العربية السعودية ووطننا الحبيب الهند ١٨

٧ـ خادم الحرمين الشريفين الملك سلمان بن عبدالعزيز آل سعود حياته ومناصبه وأعماله العملاقة ٢١

٨ـ خادم الحرمين الشريفين الملك سلمان بن عبدالعزيز آل سعود شخصية إسلامية ممتازة لعام ١٤٣٨هـ ٢٤

٩ـ حياة ولى العهد الأمين الأمير محمد بن سلمان آل سعود وإنجازاته العملاقة ٢٥

١٠ـ صاحب السمو الملكى الأمير محمد بن سلمان آل سعود ـ حفظه الله ـ الشخصية والآمال ٣٠

١١ـ حمدر رب الكائنات ومناجاة قاضى الحاجات ٣٢

١٢ـ المملكة العربية السعودية خصائصها ومميزاتها ٣٣

١٣ـ إطلالة على تاريخ المملكة العربية السعودية فى مراحلها المختلفة ٣٤

١٤ـ الدور البارز للمملكة العربية السعودية فى تضامن العالم الإسلامى والتعاون بينها ٣٧

١٥ـ نظرة عابرةعلى الخدمات الدينية والإنسانية للمملكة العربية السعودية ٣٩

١٦ـ شيخ الإسلام محمد بن عبدالوهاب رحمه الله ومآثره التجديدية الخالدة ٤٢

١٧ـ مرئياتنا فى المملكة من روائع الإدارة والتسهيلات المنقطعة النظير والخدمات النموذجية وثمار الإخلاص والتضحية خلال موسم الحج المنصرم ٤٦

١٨ـ البيانات الصحفية للجمعية ٤٩

١٩ـ أبيات ترحيبية بولى العهد الأمين رعاه الله جادت بها قريحة الشيخ أصغر على امام مهدى ٥٠

سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الہندی للترجمۃ والتالیف

# سعودی عرب اور وطن عزیز ہندوستان کے مابین خوشگوار تعلقات

یوں تو عربوں اور وطن عزیز کے مابین تعلقات کافی پرانے اور پائیدار ہیں۔گزرتے وقت کے ساتھ اس تعلق اور لگاؤ میں مزید پختگی اور مضبوطی پیدا ہوئی ہے۔سعودی عرب اور وطن عزیز ہندوستان دنیا میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔سعودی عرب کو جہاں عالم اسلام کے مابین سب سے مقدس ترین مقام ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ اپنے دامن میں خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی جیسی عظیم عبادت گاہیں اور بابرکت مقامات سمیٹے ہوئے ہے تو وہیں دوسری طرف ہمارا پیارا ملک ہندوستان ہے جو عربوں کے یہاں قدیم زمانے میں بھی اپنی گوناگوں مصنوعات اور مختلف امتیازات کی بناء پر معروف ہے۔آپ عربوں کے دیوان دیکھ جایئے۔آپ ہندی تلواروں سے عربی اشعار بھرا ہوا پائیں گے۔یہاں جادو اور ٹونا کا اس قدر رواج تھا کہ کہا جاتا ہے فرعون کے مقابلے میں دنیا کے مختلف گوشہ سے جو جادوگر جمع ہوئے،ان میں کچھ ہندوستانی جادوگر بھی تھے۔اس زبان زد عام اور بے سر و پا بات سے قطع نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں دیکھیں تو وہاں بھی ہمیں بعض ہندوستانی چیزوں کا تذکرہ ملتا ہے۔قسط ہندی یا عود ہندی کا تذکرہ احادیث کے ذخیرے میں ملتا ہے جس کے فضائل وفوائد کے پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹانسل (کوا) کے علاج میں اس کی تجویز فرمائی تھی۔کتب جرح وتعدیل امت محمدیہ کے لئے عظیم اثاثہ ہیں۔وہاں بھی ہم حاضری درج کرانے سے نہیں چوکے ہیں،یہ الگ بات ہے کہ وہاں ہماری حاضری غلط بنیادوں پر ہوئی ہے۔چنانچہ ایک ہندوستانی بابا رتن ہندی بھی ایک راز بن کر صحابی ہونے کا دعوی کرتے ہیں لیکن یہ دعوی حقیقت کا جامہ نہیں پہن پاتا بہرحال،سعودی عرب اور وطن عزیز ہندوستان دونوں ممالک میں دنیا کی عظیم الشان قوموں کی مذہبی عبادت گاہ ہیں اور دونوں اپنی قوموں کے نزدیک مقدس اور پاک ہیں۔

آج ہم وطن عزیز میں گاہے بگاہے اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ٹی وی مباحثوں میں،اخبارات کے ایڈیٹوریل صفحہ پر،سوشل سائٹس پر،سیاست دانوں کی زبانوں پر،نام نہاد اہل جبہ و دستار کی تقریروں اور تحریروں میں سعودی عرب کے لئے زہریلی زبان استعمال کی جاتی ہے اور اس پر طرح طرح کے الزامات دھرے جاتے ہیں۔کبھی اسے دہشت گرد بتایا جاتا ہے تو کبھی اس کے حکمرانوں کے لئے رکیک الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔کبھی اس کے اندرونی حالات کو دیکھے بغیر اس کے بعض اقدام کی مذمت کی جاتی ہے تو کبھی حرمین شریفین کے نام نہاد محبان پروپیگنڈوں کے ذریعہ افواہ پھیلا کر سعودی حکمرانوں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سعودی عرب کے ساتھ ہمارے تعلقات ویسے ہی ہیں جو بظاہر ہمیں دکھائے دیتے ہیں یا پھر مملکت خداداد کے ساتھ ہمارے وطن عزیز ہندوستان کے دوستانہ اور یارانہ تعلقات ہیں۔اس تعلق سے جب ہم دونوں ملکوں کے تعلقات کا جائزہ لیتے ہیں اور تاریخی حقائق پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ سعودی عرب کا تعلق وطن عزیز سے بہت پرانا رہا ہے اور بروقت بھی یہ تعلق حد درجہ خوش گوار ہے۔یہاں تک ہندوستان سعودی عرب کے اہم اسٹرٹیجک پارٹنروں میں شامل ہے ہے۔اگر ہم اجمالی طور پر دیکھیں تو اس گہرے اور دوستانہ تعلقات کے تین راز بنیادیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) تہذیب وثقافت کی یکسانیت: ہم وطن عزیز اور سعودی عرب کی تہذیب و ثقافت پر نظر ڈالتے ہیں تو بہت سارے گوشوں میں یکسانیت اور یگانگت پائی جاتی ہے بلکہ تاجروں،مہاجروں اور سیاحوں کی آمد و رفت سے دونوں ممالک کی تہذیب و ثقافت اور کلچر ایک دوسرے ملک میں منتقل ہوئیں۔

(۲) جغرافیائی اعتبار سے بھی دونوں ممالک ایک دوسرے کے پڑوس میں واقع نہیں ہیں جس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے مابین کسی خطے،کسی علاقے یا کسی شہر کو لے کر کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ اکثر دو پڑوسی ملکوں کے مابین ہوا کرتا ہے۔

(۳) سعودی عرب اور وطن عزیز ہندوستان کے اس دوستانہ تعلقات کے پیچھے ایک سیاسی سبب بھی کارفرما ہے۔انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں دونوں ملکوں پر استعماری سامراج کا قبضہ تھا جس کی وجہ سے دونوں ممالک کے باشندوں کے خیالات یکساں ہوگئے تھے اور دونوں میں ایک دوسرے کے تئیں تعاون کا جذبہ موجزن ہوا، آپ عربی اردو زبان کے شعراء کے کلام میں بکثرت اس کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

یہی وہ اہم اسباب ہیں جن کی وجہ سے دونوں ملکوں کے مابین رشتہ مستحکم اور پائیدار ہوا ہے۔دونوں ممالک کے حکمرانوں کے مابین ہر زمانے میں باہم دوستانہ تعلق رہا ہے۔موجودہ سعودی حکومت اور آزاد ہندوستان کے مابین تعلقات کو دیکھتے ہیں تو اس کی شروعات ہمیں ہندوستان کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لعل نہرو کے دور حکومت سے ہوتی ہے جبکہ انہوں نے شاہ عبدالعزیز کے ذریعہ سعودی عرب کے مختلف خطوں کو متحد کر کے اس پر حکومت قائم کرنے کو خراج عقیدت پیش کی تھی اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ہمت وشجاعت،بہادری واولوالعزمی،جوش وولولے اور سیاسی

بصیرت کی دل کھول کر تعریف کی تھی۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد سعودی عرب کے ولی عہد، وزیر اعظم اور وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن عبدالعزیز نے مئی 1955ء میں دہلی کا سفر کیا تھا اور دونوں ملکوں کے مابین دوطرفہ تعلقات کی بنیاد رکھی اور تاریخی دستاویز بتاتے ہیں کہ اس سفر میں شہزادہ فیصل نے ہندوستان کے ساتھ متعدد تاریخی سمجھوتے کئے۔ پھر شاہ سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تاریخی دورہ ہوا۔اس کے بعد 1956ء میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے سعودی عرب کا تاریخی دورہ کیا جس میں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔دی ہندو اخبار کے مطابق پنڈت جواہر لعل نہرو کے استقبال میں سیکڑوں لوگ ایئر پورٹ پر پلکیں بچھائے ہوئے کھڑے تھے۔مرحبا! اے امن کے پیامبر کے نعرے لگا رہے تھے۔برقعہ سے لپٹی ہوئی خواتین بھی ہمارے پہلے وزیر اعظم کے استقبال میں گھروں سے نکل کر ٹرکوں میں سوار ہو کر تشریف لائی تھیں۔(دی ہندو ۲۶/دسمبر ۱۹۵۶ء)

اس کے بعد مملکت خداداد اور سعودی عرب کا رشتہ نشیب وفراز سے گزرتا رہا حتی کہ 1982ء میں آئرن لیڈی مسز اندرا گاندھی نے سعودی عرب کا انتہائی اہم سفر کیا اور اس کے بعد سے دونوں ملکوں کے تعلقات پر جمی برف پگھلی اور پھر دونوں ملکوں نے مختلف میدان میں متعدد سمجھوتے کئے۔

اس درمیان دونوں ملکوں کے وزرائے خارجہ اور دیگر وزراء کی میٹنگیں ہوتی رہیں، مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا، مختلف امور پر اتفاق بھی ہوا۔دونوں ملکوں کے مابین مختلف امور کے درآمدات اور برآمدات ہوتے رہے۔سعودی عرب پٹرول پیدا کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر ممالک کے اس سے بہتر تعلقات ہیں۔ہمارا وطن عزیز بھی سعودی عرب سے تیل برآمد کرتا ہے، اسی وجہ سے وہ ہمارا ایک قریبی ساتھی بھی ہے۔شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے 26/جنوری 2006ء کو یوم جمہوریہ کی تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور وطن عزیز ہندوستان کے ساتھ اس وقت سعودی عرب نے مختلف سمجھوتے کئے۔یہ اپنی نوعیت کا پہلا مشترکہ سمجھوتہ تھا جو انرجی پارٹنر شپ اور دیگر فیلڈ میں تعلقات کے لئے جامع روڈ میپ فراہم کرتا ہے۔

۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر منموہن سنگھ بھی سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں آپ نے Reyadh Declaration پر دستخط کئے تھے جس میں دہشت گردی سے نپٹنے کے لئے مشترکہ اسٹریٹجی اپنانے کی بات کہی گئی تھی اور جس کی رو سے دہشت گردی کے تعلق سے ایک دوسرے کو معلومات فراہم کرنا اور ایک دوسرے ممالک کو مطلوب افراد کو حکومت کے حوالے کرنا وغیرہ جیسے سمجھوتے عمل میں آئے۔اس کے بعد UPA حکومت کے مشہور وزراء مثلاً پی چدمبرم اور ای احمد وغیرہ نے بھی مختلف اوقات میں مختلف ڈیلیگیشن کے ہمراہ اسفار کئے اور دونوں ملکوں کے مفاد پر مبنی مختلف سمجھوتوں پر دستخط بھی کئے۔علاوہ ازیں، موجودہ فرماں روا سعودی عرب شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے بھی اپنی ولی عہدی کے زمانے میں وطن عزیز ہندوستان کے متعدد مفید اور مقصد سے پر اسفار کئے ہیں اور آپ کے بھی ہندوستان کے تعلق سے بہت ہی نیک اور عمدہ جذبات ہیں۔

ہمارے موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی نے نہ صرف سعودی عرب کا کامیاب دورہ کیا، مختلف اقتصادی، دفاعی، ٹیکنالوجی کے میدان میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور دہشت گردی سے مشترکہ طور پر نمٹنے کے تعلق سے مختلف سمجھوتے کئے بلکہ سعودی فرماں رواں شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے ہندوستانی وزیر اعظم کا اکرام کرتے ہوئے انہیں اعلی ترین سعودی شہری ایوارڈ سے نوازا۔اس سے پتا چلتا ہے کہ وطن عزیز ہندوستان اور سعودی عرب کا رشتہ کس قدر ٹھوس اور مضبوط ہے۔

### تجارت کے میدان میں مملکت سعودی عرب سے ہمارے دیرینہ تعلقات:

چین، امریکا اور متحدہ عرب امارات کے بعد سعودی عرب ہندوستان کا چوتھا سب سے بڑا تجارت کا ساتھی ہے۔2015-16ء میں وطن عزیز نے سعودی عرب سے مجموعی طور پر 19% کچے تیل درآمد کئے۔اس دوران ہم نے سعودی عرب سے 19.94 لاکھ ڈالر کی مالیت کے سامان امپورٹ کئے۔جبکہ 5.17 بلیون مالیت کے اشیاء ہم نے سعودی عرب کو ایکسپورٹ کئے۔ہندوستان کے اعتبار سے سعودی عرب دنیا کی آٹھویں سب سے بڑی منڈی ہے تو سعودی عرب کے حساب سے وطن عزیز چوتھی سب سے بڑی منڈی ہے۔

سعودی عرب میں ہم جو چیزیں بکثرت ایکسپورٹ کرتے ہیں ان میں معدنی تیل اور اس کی مصنوعات، زراعتی مصنوعات، برقی مشینیں اور سامان، لوہے اور اسٹیلس، نامیاتی کیمیکلز، خلائی جہاز کے کل پرزے اور مختلف قسم کے لباس وغیرہ جبکہ ہم سعودی عرب سے جن چیزوں کو امپورٹ کرتے ہیں ان میں معدنی تیل، اس کی مصنوعات، نامیاتی وغیر نامیاتی کیمیکلز، پلاسٹک اور اس کی مصنوعات اور اس کے کھاد وغیرہ ہیں۔

**ہندوستانی لوگ سعودی عرب میں**: سرکاری اعداد وشمار کے مطابق تقریباً 3.05 ملین ہندوستانی سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں۔وہ سعودی معیشت میں نہ صرف اہم رول ادا کر رہے ہیں بلکہ سعودی عرب کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔سائنسی اور تحقیقاتی شعبے سے لے کر تعمیراتی شعبے تک میں ہر جگہ ہندوستانی لوگ ملازمت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ سعودی عرب میں ہندوستانی ملازمین مملکت خداداد اور وطن عزیز ہندوستان کے رشتے کی استواری میں بھی سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چند اہم ہندوستانی کمپنیاں جو سعودی عرب میں لائسنس حاصل کر کے وہاں کی شرطوں کے ساتھ کام کر رہی ہیں، ان میں بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱- لارسین اینڈ ٹوپرو (Larsen & Tupro) ۲- ٹاٹا کنسلٹینسی سرویسز (TCS) ۳- جیٹ ایئرویز ۴- اسٹیٹ بینک آف انڈیا ۵- ویپرو ۶- ایئر انڈیا ۷- انفوسس ۸- ٹاٹا مٹریز وغیرہ

سعودی عربین جنرل انویسٹمنٹ آتھوریٹی (SAGIA) کے مطابق 426/انڈین کمپنیوں کو سعودی عرب نے مشترکہ ترقی کو ملحوظ رکھ کر کام کرنے کے لئے

لائسنس تفویض کی ہے۔

غرضیکہ سعودی عرب کے وطن عزیز کے ساتھ مختلف فیلڈز میں تعلقات قائم ہیں۔ یہ تعلقات تعلیمی اور ثقافتی میدان میں بھی ہیں۔ تجارت کے میدان میں دونوں مما لک ایک دوسرے کے بڑے قریبی رہے ہیں۔ ڈیفنس سیکٹر میں ہمارا سعودی عرب کے ساتھ قابل قدر تعلق رہا ہے۔ میڈیکل فیلڈ میں وطن عزیز اور مملکت خداداد کے مابین دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔ انہی تعلقات کا اثر ہے کہ سعودی عرب نے مختلف موقعوں پر جب بھی وطن عزیز پر قدرتی آفت آئی ہے تو وطن عزیز کے ساتھ سعودی عرب شانہ بشانہ کھڑا بھی رہا ہے اور قابل ذکر تعاون بھی پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ علمی مراکز، عصری جامعات اور تعلیمی اداروں کو بھی خطیر رقم کی صورت میں تعاون پیش کیا ہے جیسا کہ ایک موقع پر سعودی عرب کے موجودہ فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے جامعہ ہمدرد کو پانچ ملین ڈالر کا تعاون پیش کیا اور شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے تاریخی دورے کے موقع پر نئی دہلی میں واقع مسلمانوں کے قائم کردہ تعلیمی ادارے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ایک بڑی رقم فراہم کی تھی۔

اسی طرح سے وطن عزیز ہندوستان نے بھی سعودی عرب کو مختلف عالمی مسائل میں کھلے عام سپورٹ کیا ہے، اقوام متحدہ تک میں جب ووٹنگ ہوئی ہے تو وطن عزیز پر جس پارٹی کی بھی سرکار رہی ہو، سب نے سعودی عرب کے تعلق سے اپنے دل میں ہمیشہ نرم گوشہ رکھا ہے اور اسے دنیا کے سامنے جتایا بھی ہے۔ یہی نہیں جب کبھی سعودی عرب پر کوئی دہشت گردانہ حملہ ہوا ہو یا کوئی قدرتی آفت آئی ہو تو پیارا ملک ہندوستان ہمہ وقت سعودی عرب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا رہا ہے اور ہر اعتبار سے سعودی عرب، وہاں کے حکمرانوں اور عوام کی مدد، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور یکجہتی کی ہے۔

یہ تو رہی حکومتی سطح کی بات اگر تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملک کے عوام کا باہمی تعلق بھی مثالی اور تاریخی رہا ہے۔ سعودی عرب مسلمانوں کے لئے جائے عقیدت ومحبت بھی ہے جس کی وجہ سے یہ محبت اوج ثریا کو پہنچا ہوا ہے۔ تعلق اہلحدیث علماء کا تعلق مزید مستحکم اور مضبوط ہے کیونکہ یہ عقیدہ توحید کی بنیادوں پر استوار ہے اور مالی منفعت و دنیاوی جاہ وجلال اور حکمراں طبقے کی نظروں میں حصول عزت وشرف سے بالکلیہ عاری اور خالی ہے بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر اگر تمام مصالح سے آزاد ہو کر کہیں تو ہمیں کہنے دیں کہ جب سعودی عرب پر سنگین حالات آئے ہیں تو اہلحدیث علمائے کرام نے کشتیوں میں بھر بھر غلہ اور سامان زندگی سعودی عرب پہنچایا ہے اور سعودی عرب اور حکمراں طبقے کی حمایت کی ہے۔

ہاں، سعودی عرب نے بھی ہندوستانی اہلحدیثوں کی تکریم وتشجیع کا کوئی موقع فروگزاشت نہیں کیا ہے اور مختلف موقعوں پر انہوں نے ہندوستانی علماء اور طلباء کے ساتھ اظہار محبت والفت کیا ہے۔

1961ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی نوگڑھ کانفرنس کے بعد جب اکابرین جماعت نے مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے قیام کا فیصلہ کیا اور جامعہ سلفیہ بن کر تیار ہوا اور اپنی تعلیم کی کرن دنیا میں بکھیرنے لگا تو فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ الغنیمان وغیرہ جیسے صحیح العقیدہ اور عالم ربانی کو سعودی فرماں رواں شاہ سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جامعہ سلفیہ بنارس میں بھیج کر ملت اسلامیہ ہند اور خصوصا جماعت اہل حدیث ہند کی دلجوئی کی۔

پھر دوسرے حکمرانوں نے بھی ہندوستانی اہلحدیثوں اور دیگر مسلمانوں کو یہ اعزاز بخشا۔ سعودی شاہ جلالۃ الملک سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہندوستان کا تاریخی دورہ کیا جس کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر اس وقت کی وزیر اعظم نے سعودی شاہ کی تکریم میں بنارس کے مندروں پر پردہ ڈلوا دیا تھا۔ نیز مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی کانفرنسوں میں شاہی اجازت کے بعد سعودی وزراء، ائمہ حرم، سعودی علماء اور علم دوست حضرات تشریف لاتے رہے اور ہندوستانی عوام سے عموما اور مسلمانوں سے خصوصا اپنی والہانہ لگاؤ کا اظہار فرماتے رہے ہیں۔

2006ء میں جب شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنا تاریخی دورہ کیا تو اس موقع پر بھی ہمارے اس وقت کے ناظم اعلیٰ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی راشٹر پتی بھون میں ان کے استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔ اور تین کروڑ سے زائد ہندوستانی اہلحدیثوں کی نمائندگی کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے اس وقت کے ناظم عمومی اور موجودہ امیر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔

اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے سعودی عرب کے ولی عہد امیر محمد بن سلمان حفظہ اللہ وطن عزیز ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔ سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کا حالیہ دورۂ ہند یقیناً قوم وملت کے لئے بڑی خوش آئند اور پرمسرت بات ہے۔ اس دورہ سے وطن عزیز ہندستان اور مملکت سعودی عرب کے مابین دیرینہ تعلقات مزید مستحکم ہوں گے اور امید ہے کہ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے لئے ترقی واستحکام، امن وسعادت اور فروغ واخوت وانسانیت کا پیش خیمہ اور یہ زریں موقع ان سنہری سلسلوں کی بہترین کڑی ثابت ہوگا۔

اللہ کرے، وطن عزیز ہندوستان اور مملکت خداداد سعودی عرب کے مابین یہ دوستانہ تعلق قائم رہے اور دونوں کے تعلقات شاد اور آباد رہیں۔ دنیا کے یہ دوممالک یونہی مختلف میدانوں میں سمجھوتے کرتے رہیں اور ترقی کی شاہراہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ سعودی عرب اور ہندوستان کے مابین تجارتی تعلقات اور آپسی روابط مزید اونچائیاں چھوتی رہے۔ ہماری خواہش تو یہی ہوگی کہ سعودی عرب وطن عزیز میں مزید انویسٹ کرے اور مزید دونوں کا رشتہ مضبوط اور مستحکم ہو اور یہ رشتہ یونہی آباد رہے چاہے وہ حکومتی سطح پر ہو یا پھر عوامی سطح پر۔ اللہ تعالیٰ دونوں ملکوں میں امن وشانتی بحال رکھے۔ آمین تقبل یا رب العالمین۔

☆☆☆

محمد فضل الرحمٰن ندوی
باحث المرکز الاسلامی الثقافی الہندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

# خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز

## حیات، عہدے ومناصب اور کارنامے

خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے بڑے بھائی شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ۳/ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳/جنوری ۲۰۱۵ء کو ان کے ہاتھ پر امارت وقیادت کی بیعت کی گئی۔ اس سے قبل وہ ڈھائی سال تک ولی عہد اور وزارتی کونسل کے صدر کے عہدوں پر فائز رہے۔ ایک شاہی فرمان کے ذریعہ جون ۲۰۱۲ء میں اس منصب پر ان کی تقرری ہوئی تھی۔ اسی کے ساتھ وہ مملکت کے وزیر دفاع بھی تھے۔ ۵/نومبر ۲۰۱۱ء میں اس عہدہ پر ان کی تقرری ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ پچاس سال سے زائد عرصہ تک خطہ ریاض کے امیر رہے تھے۔

شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی پیدائش ۵/شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۳۱/دسمبر ۱۹۳۵ء کو ریاض میں ہوئی۔ وہ مملکت سعودی عرب کے بانی وفرماں روا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اولاد میں پچیسویں نمبر پر ہیں۔ ریاض کے شاہی محل میں بھائیوں کے ساتھ ان کی نشو نما ہوئی جہاں دنیا کے قائدین وسربراہان وشاہان کے ساتھ والد گرامی ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ملاقاتوں کے وقت ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

**تعلیم و تربیت:** خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی ابتدائی تعلیم ریاض کے اس مدرسہ میں ہوئی جہاں امراء وحکام کے بچوں کی تعلیم وتربیت کا خصوصی انتظام تھا۔ اسی ابتدائی درسگاہ میں انہوں نے دینی وعصری علوم کی تحصیل کی۔ انہوں نے دس سال کی عمر میں مسجد حرام کے امام وخطیب شیخ عبداللہ خیاط کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے قرآن مجید کی تکمیل کی۔

شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے بچپن ہی سے حصول علم کے لئے خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا، بعد میں ان کو متعدد اعزازی ڈگریوں سے نوازا گیا۔ مثلاً:

☆ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری

☆ جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے ادبیات کے لئے اعزازی ڈگری

☆ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری، ان کی انسانی و رفاہی خدمات اور تعلیم کے میدان میں ان کے گراں قدر تعاون کے اعتراف میں عطا کی گئی۔

☆ جاپان کے واسیڈا یونیورسٹی سے قانون کے لئے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری۔ مملکت سعودی عرب اور دنیا کے دیگر خطوں کے لئے ان کی نمایاں وعظیم الشان انسانی ومعاشرتی خدمات کے عوض ان کو یہ ڈگری دی گئی۔

☆ ان کو برلن اکیڈمی سے تمغۂ امتیاز کینٹ۔ انسانی علوم اور سائنس کے فروغ کے لئے دیا گیا۔

**ریاض کی امارت کا دور:** شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے شہر ریاض کے نہایت اہم اور تاریخی دور میں اس کی امارت کا عہدہ سنبھالا۔ یہ شہر اس وقت مملکت سعودی عرب کی راجدھانی ہونے کے ساتھ آبادی اور رقبہ کے اعتبار سے مملکت کے بڑے شہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ۱۱/رجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۶/مارچ ۱۹۵۶ء کو انہیں خطۂ ریاض کا نائب امیر مقرر کیا گیا، اس وقت ان کی عمر ۱۹/سال تھی۔ ایک سال بعد ۲۵/شعبان ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۸/اپریل ۱۹۵۵ء کو انہیں خطۂ ریاض کا حاکم اور امیر مقرر کیا گیا۔ یہ ایک وزیر کے رتبہ کا عہدہ تھا۔ ریاض کے شاہی محل قصر الحکم سے وہ اپنی امارتی سرگرمیوں کو انجام دیتے تھے۔ اسی محل میں ان کی ولادت اور پرورش و پرداخت ہوئی تھی۔ وہ پانچ دہائیوں تک خطۂ ریاض کے امیر رہے۔ اس طویل مدت کے دوران انہوں نے دوسو سے زائد ترقیاتی کاموں کی نگرانی کی۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی امارت کے ابتدائی دور میں شہر ریاض کا ایک اوسط درجہ کا شہر تھا جس کی کل آبادی صرف ایک ہزار نفوس پر مشتمل تھی، لیکن ان کے عہد امارت میں انجام پانے والے ترقیاتی کاموں کی وجہ سے اس کی ترقی کی رفتار تیز ہوئی اور وہ عرب دنیا کے چند گنے چنے ترقی یافتہ شہروں میں سے ایک ہوگیا۔ آج اس کی آبادی پچاس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس شہر کو ترقی کے مراحل سے گزرتے ہوئے فطری طور پر مشکلات اور بڑے چیلنجوں کا سامنا بھی کرنا پڑا تاہم شاہ سلمان بن عبدالعزیز اپنی صلاحیت ولیاقت اور فکر وتدبر کے ذریعہ تمام رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے ریاض کو مملکت کا ایک مثالی شہر بنادیا۔ آج کی تاریخ میں مملکت سعودی عرب کا یہ دارالسلطنت نہ صرف تجارتی اعتبار سے دولت وثروت سے مالا مال خطہ کا ایک اہم شہر ہے بلکہ عالمی سطح پر ایک اہم سیاحتی مرکز بھی بن چکا ہے۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے عہد امارت میں اس شہر نے بنیادی ڈھانچہ کی تعمیر کے اعتبار سے خوب ترقی کی۔ اس شہر کو عالمی سطح کی جدید ترین سہولیات سے لیس کرنے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ انہوں نے جدید ترین ٹکنالوجی کی مدد سے تیز رفتار سڑکیں، اسکول، کالجز، یونیورسٹیاں، عالمی سطح کے اسپتال، تاریخی نوعیت کے میوزیم اور کھیل کود کے شعبوں کو ترقی دینے کے لئے بڑے بڑے اسٹیڈیم تعمیر کرائے۔ علاوہ ازیں، ریاض میٹرو ریل کے پروجیکٹ کا آغاز کیا۔ آج سعودی عرب کے دارالسلطنت ریاض میں بلند وبالا اور جدید ترین عمارتوں کی شکل میں فن تعمیر کے شاہکار نمونے بھی موجود ہیں۔ آج رقبے کے اعتبار سے دنیا کے چند بڑے بڑے شہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

**شاہ سلمان بطور وزیر دفاع:** خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن

عبدالعزیز کو نومبر ۲۰۱۱ء میں ایک شاہی فرمان کے ذریعہ وزیر دفاع کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔اس وزارت کے تحت بری، بحری اور فضائی افواج کے شعبے قائم ہیں۔شاہ سلمان کے عہد میں وزارت دفاع کے تمام شعبوں نے نمایاں طور پر ترقی کی۔اس عہد میں تینوں شعبوں کی افواج کی ٹریننگ اور انہیں جدید ترین اسلحوں سے لیس کرنے میں غیر معمولی پیش رفت ہوئی۔شاہ سلمان نے اپنے عہد وزارت میں سعودی مسلح افواج کی تاریخ سب سے بڑی فوجی مشق کی نگرانی کا کارنامہ بھی انجام دیا۔

**عہدے، مناصب اور دیگر خدمات:** شاہ سلمان بن عبدالعزیز اب تک جن عہدوں پر فائز رہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆شہر ریاض کی تعمیر وترقی کے لئے قائم اعلیٰ اختیاراتی بورڈ کے سربراہ

☆شاہ فہد قومی مکتبہ کے بورڈ آف سکریٹری کے صدر

☆درعیہ کی تعمیر وترقی کے لئے قائم اعلیٰ ایگزیکیٹیو کمیٹی کے سربراہ

☆جنرل سکریٹری مؤسسہ ملک عبدالعزیز

☆ملک سلمان سوشل سنٹر کے اعزازی صدر

☆ ریاض چیریٹیبل ٹرسٹ برائے سائنس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے صدر۔پرنس سلطان ریجنل یونیورسٹی اور ملک سلمان سنٹر برائے فروغ سائنس اسی ٹرسٹ کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

☆ ریاض میں قائم مریضوں کے دوستوں اور محبین کی کمیٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اعزازی صدر

☆عبدالعزیز بن باز چیریٹیبل ٹرسٹ کے بورڈ آف سکریٹریز کے صدر

☆عبدالعزیز بن باز چیریٹیبل ٹرسٹ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اعزازی صدر

☆ملک سلمان سوسائٹی برائے رفاہی آبادکاری کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے صدر

☆ ریاض میں قائم رفاہی سوسائٹی برائے نگہداشت یتامی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے صدر

**خارج مملکت اداروں اور سوسائیٹیوں کی سربراہی:**

☆۱۹۵۶ء-تعاون کمیٹی برائے آفت زدگان سوئیزرلینڈ کے صدر

☆۱۹۵۶ء-الجزائر کے لئے مالی تعاون حاصل کرنے والی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۶۷ء- شہدائے اردن کے خاندان کے لئے مالی امداد جمع کرنے والی عوامی کمیٹی کے صدر

☆فلسطین کے مظلومین کی مالی معاونت کے لئے قائم عوامی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۷۳ء- پاکستانی مصیبت زدگان کی امداد کے لئے قائم عوامی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۷۳ء-مصر کی جنگ کے متاثرین کی امداد کے لئے قائم عوامی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۷۳ء-شام کی جنگ کے متاثرین کی امداد کے لئے قائم عوامی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۸۸ء-سوڈان میں سیلاب متاثرین کی امداد کے لئے قائم عوامی کمیٹی کے صدر

☆ ۱۹۹۰ء- کویت پر عراقی حملہ کے بعد کویتی پناہ گزینوں کی بازآبادکاری اور امداد کے لئے قائم مقامی کمیٹی کے صدر

☆۱۹۹۱ء-بنگلادیش میں سیلاب متاثرین کو امداد فراہم کرنے والی مقامی کمیٹی کے صدر

☆ ۱۹۹۲ء- بوسنیا وہرزیگونیا میں ہونے والے قتل عام کے متاثرین کے لئے مالی امداد جمع کرنے والی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کے صدر

☆ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۲ء کے دوران ''مملکت سعودی عرب، ماضی وحال'' کے عنوان سے عرب ویورپی ممالک نیز امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں لگائی جانے والی نمائش کے سربراہ اعلیٰ

☆ ۲۰۰۰ء میں انتفاضہ بیت المقدس کے لئے مالی امداد جمع کرنے والی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کے صدر

**شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی رفاہی خدمات:** شاہ سلمان بن عبدالعزیز بڑے پیمانہ پر انسانیت کی خدمت اور اپنے رفاہی کارناموں کی وجہ سے بھی دنیا بھر میں معروف ہیں۔جہاں وہ ایک طرف معذوری اور اس سے متعلق امراض پر ہونے والی ریسرچ کے لئے قائم کئے گئے ملک سلمان سنٹر کے سربراہ ہیں وہیں دوسری طرف وہ گردے کے امراض سے متاثر افراد کے علاج اور نگہداشت کے لئے قائم امیر فہد بن سلمان چیریٹیبل سوسائٹی کے اعزازی صدر ہیں۔نیز وہ اعضاء کی پیوندکاری کے لئے قائم سعودی سنٹر کے بھی اعزازی صدر ہیں۔اس کے علاوہ بھی کئی انسانی ورفاہی خدمات کے متعدد اداروں اور سنٹرز کی آپ سربراہی کرتے ہیں۔

خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے ۱۹۵۶ء سے اب تک انسانیت کی خدمت کرنے والے متعدد اداروں اور سنٹرز کی سربراہی وسرپرستی کی ہے۔ان کمیٹیوں اور اداروں کے ذریعہ دنیا بھر میں بڑے پیمانہ پر انسانیت کی خدمت اور مصیبت زدگان کی امداد و بازآبادکاری کا کام انجام پایا ہے۔ان کی انسانی و رفاہی خدمات سے مستفید ہونے والوں میں علاقائی اور نسلی تعصّبات کی وجہ سے ہونے والی جنگوں کے متاثرین اور قدرتی آفات کی چیرہ دستیوں کے شکار ہونے والے لوگ سب شامل ہیں۔ان مذکورہ بالا انسانی و رفاہی خدمات کے بدلہ میں دنیا کے متعدد ممالک کی طرف سے شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو بہت سے تمغے اور میڈلس بھی عطا کئے گئے۔ان کی انسانی ورفاہی خدمات کے اعتراف میں انہیں اعزازات اور تمغوں سے نوازنے والے ممالک میں بحرین، بوسنیا و ہرزیگونیا، فرانس، مغرب (مراکش)، فلسطین، سینگال، یمن اور اقوام متحدہ شامل ہیں۔

**تمغے اور انعامات:** ☆فرانس کے تاریخی شہر پیرس کے دوہزار سالہ جشن کے موقع پر اس وقت کے فرانسیسی صدر جاک شیراک نے ۱۹۸۵ء میں شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو تمغہ سے نوازا۔

☆۱۹۸۹ء میں مغرب (مراکش) کے صدر حسن ثانی نے خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو ملک کی راجدھانی دارالبیضاء میں تمغۂ امتیاز سے نوازا۔

☆ معذور بچوں کی جمعیت نے مملکت سعودی عرب کے اندر انسانی خدمات کے لئے انہیں تمغہ سے نوازا۔

☆ بوسنیا ہرزیگونیا کی آزادی کے لئے شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی خدمات کے اعتراف میں بوسنیا ہرزیگونیا کے طلائی تمغہ سے نوازا گیا۔

☆ بوسنیا ہرزیگونیا میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنے کے عوض خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو بوسنیائی تمغہ برائے اسلامی خدمات عطا کیا گیا۔

☆ دنیا بھر میں فقر وافلاس کے آثار کو کم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی جانب سے شیلڈ پیش کی گئی۔

☆ مظلوم فلسطینی عوام کے لئے بے مثال ہمت وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منفرد مالی قربانی پیش کرنے کے عوض انہیں ستارۂ قدس نامی تمغہ سے نوازا گیا۔

☆ فلپائن میں اپنی گراں قدر انسانی خدمات، وہاں کے خیراتی اداروں کی بے مثال امداد، اس سرزمین پر اسلامی ثقافت کے فروغ اور متعدد بار مملکت کے اندر فلپائنی ملازمین کو اپنا خصوصی تعاون پیش کرنے کے عوض فلپائن کی حکومت کی طرف سے انہیں ملک کے سب سے بڑے تمغۂ امتیاز سکوتنا سے نوازا۔

☆ سویڈن کے بادشاہ کارل گوستاف سولہویں کے ہاتھوں انہیں سینیگال کے سب سے بڑے تمغۂ امتیاز سے نوازا گیا۔

☆ خلیجی تعاون کونسل سے وابستہ ممالک میں گراں قدر انسانی خدمات انجام دینے کے عوض انہیں انعام بحرین سے نوازا گیا۔

☆ مملکت سعودی عرب میں معذورین کی بے مثال خدمت انجام دینے اور معذوروں سے متعلق امراض کے میدان میں ریسرچ کو فروغ دینے کے لئے مشرق وسطیٰ وشمالی افریقہ کے خصوصی اولمپک میڈل سے نوازا گیا۔

**دانشمندانہ قیادت اور مثالی خدمات**: یہ حقیقت اب تقریبا تمام خاص وعام کے سامنے آچکی ہے کہ خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ مملکت سعودی عرب کے شہریوں کے مفادات کا حد درجہ تحفظ کرنے والے اور ان کی ہر چھوٹی بڑی ضرورتوں کی تکمیل کا خاص خیال رکھنے والے ہیں۔ انہوں نے ۲۶/۷/۱۴۳۸ھ کو اپنے ہم وطنوں کو ہمہ جہت ترقی کے لئے جو خصوصی شاہی فرمان جاری کیا اس سے ہر خاص وعام کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اپنی رعایا کو ہر قسم کی سہولیات زندگی فراہم کرنے کی جو ذمہ داری ان کے کندھوں پر ہے اس کا انہیں بخوبی احساس ہے، اور اپنے ہم وطنوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا عزم راسخ ان کے اندر پایا جاتا ہے۔ اس حکمنامہ سے یہ واضح ہو گیا تھا کہ ان کی دانشمندانہ قیادت میں مملکت کی تعمیر وترقی کا سفر صحیح سمت میں جاری ہے۔ حکمت ودانائی پر مبنی اس شریفانہ حکمنامہ نے ہر خاص وعام کو یہ جتا دیا تھا کہ وہ اپنے تمام ہم وطنوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں اور انہیں ہر قسم کی راحت وآرام اور سہولیات زندگی فراہم کرنے کے لئے فکر مند رہتے ہیں۔ ان کا وہ اعلان ٹھوس بنیادوں پر مملکت کی تعمیر کی جانب ایک اہم قدم تھا۔ ان کے مذکورہ تاریخی حکمنامہ سے یہ واضح ہو گیا تھا کہ ملکی افواج کے لئے ان کے اندر خصوصی فکرمندی پائی جاتی ہے۔ دیار حرمین شریفین کی حفاظت اور یمن کے مظلوم عوام کو غاصبوں اور باغیوں کے پنجۂ استبداد سے چھٹکارا دلانے کے لئے جو لوگ بھی اندرون مملکت اور سرحدوں بر سر پیکار ہیں، ان کی زندگی کے تحفظ اور ان کے خاندانوں کو معیاری سہولیات زندگی فراہم کرنے کے لئے ان کے دل میں خصوصی جذبہ موجزن ہے۔ اس حکمنامہ کے ذریعہ مملکت کے تمام ملازمین کو ماضی کی طرح تمام حقوق اور اعلیٰ سہولتیں عطا کی گئیں، متعدد نوجوان شہزادوں کی تعیین ہوئی، عسکری خدمات انجام دینے والوں کو اعلیٰ مشاہراہ سے نوازا گیا اور اس کے علاوہ دیگر ایسے اہم اقدامات کئے گئے جن سے یہ واضح ہو گیا کہ سعودی عرب کے عوام کو ایک خوشحال زندگی سے ہمکنار کرنے کے لئے خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے دل میں ایک دھڑکتا ہوا دل موجود ہے اور زمانہ کے تقاضے کے مطابق مملکت میں ترقی کی رفتار کو مہمیز دینے کے لئے وہ ہر دم سوچتے رہتے ہیں اور وہ اپنے شہریوں کو مثالی سہولیات زندگی فراہم کرنے کے متمنی ہیں۔ وہ اپنے ملک کے نوجوان کو ملک کی تعمیر وترقی کے لئے آگے بڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ شاہ سلمان کا یہ حکیمانہ فیصلہ دہائیوں سے چلی آرہی مملکت کی حکیمانہ قیادت اور بے مثال اطاعت کے جذبہ سے لبریز سعودی عوام کے درمیان مثالی تال میل کا تسلسل تھا۔ اس حکمنامہ سے یہ اندازہ ہو گیا کہ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی دانشمندانہ قیادت کا حکیمانہ فیصلہ مملکت سعودی عرب کے وژن ۲۰۳۰ء سے ہم آہنگ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس مملکت نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری شریعت کو اپنا دستور اساسی قرار دیا ہے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہے جس کی وجہ سے ملک میں ہر طرف امن وخوشحالی کا منظر نامہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مملکت سعودی کے عوام پر خصوصی احسان وکرم ہے کہ اس نے ملک کو ایک دانشمند وصالح قیادت عطا کی ہے جس نے اپنی عوام کی معیاری زندگی کو بلند کرنے اور ان کی تمام اہم ضروریات پوری کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے جس کی وجہ سے سعودی عوام کو اپنی قیادت پر غیر متزلزل اعتماد وبھروسہ حاصل ہوا اور وہ پورے جوش وخروش کے ساتھ مملکت کی تعمیر وترقی میں اپنی صالح قیادت کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور وہ اس اکیسویں صدی میں اپنے ملک کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لاکھڑا کرنے کے لئے اپنے قائدین کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی ہے، مملکت کے عوام اور قیادت دونوں مل کر یہ امید کر رہی ہے کہ آنے والا کل حال سے زیادہ روشن اور تابناک ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ عوام وقیادت میں سے ہر ایک کے دل کی یہ آواز ہے کہ ہم وژن ۲۰۳۰ء کی طرف اتحاد کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہم سب کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مقامات مقدسہ اور حرمین شریفین کی اس پاک سرزمین کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہے۔ حرمین شریفین کے خادم شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ان کی مملکت کی حفاظت فرمائے، انہیں اپنی نصرت وتائید سے نوازے اور ان کے ولی عہد محمد بن سلمان کے ذریعہ ان کے بازوؤں کو مضبوط کرے۔ آمین و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و أصحابہ أجمعین۔

☆☆☆

مولانا محمد اظہر مدنی، مدیر جامعہ ابوبکر صدیق الاسلامیہ

# خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ

## سال ۱۴۳۸ھ کی ممتاز اسلامی شخصیت

دبئی کی بین الاقوامی انعامی کمیٹی برائے خدمت قرآن کریم نے خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کو سال ۱۴۳۸ھ کی ممتاز اسلامی شخصیت کے ایوارڈ کے لئے منتخب کیا تھا۔ مذکورہ ایوارڈ انعامی کمیٹی کا اکیسواں انعام تھا جو شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کی متنوع الجہات انسانی واسلامی خدمات کے لئے انہیں تفویض کیا گیا۔

اس موقع پر انعامی کمیٹی کی طرف سے یہ وضاحت کی گئی کہ خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کی اس میدان میں نمایاں خدمات ہیں۔ وہ نہایت شریف الطبع اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے والے، معذور افراد کے علاج معالجہ کی فکر کرنے والے اور سماجی وسیاسی سطح پر شریفانہ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ یہ ممتاز صفات انہیں تاریخی اہمیت کے حامل ان قائدین وعمائدین کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں جن کی خدمات اور کارناموں پر امت مسلمہ فخر کرتی ہے۔

دبئی کے چیمبر آف کامرس میں انعامی کمیٹی کی طرف سے منعقد ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں ان خیالات کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر وہاں حاکم دبئی کے انسانی وثقافتی امور کے مشیر اور انعامی کمیٹی کے صدر شیخ ابراہیم محمد بوملحہ، ان کے نائب، انعامی کمیٹی کے ارکان کے علاوہ پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے اعلیٰ عہدیداران اور سماجی رابطے کی معروف ویب سائٹس کے نمائندگان کثیر تعداد میں موجود تھے۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے حاکم دبئی کے ثقافتی مشیر اور انعامی کمیٹی کے صدر ابراہیم محمد بوملحہ نے کہا کہ انعامی کمیٹی نے اس سال اسلام اور مسلمانوں کے لئے اپنی گراں قدر خدمات انجام دینے والے علماء، قائدین اور سربراہان میں سے چند ممتاز شخصیات کو انعام دینے کے لئے منتخب کیا ہے۔ ان میں سرفہرست خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز ہیں جنہیں انعامی کمیٹی نے سال ۱۴۳۸ھ کی ممتاز اسلامی شخصیت کے ایوارڈ کے لئے منتخب کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ اس عظیم خانوادہ کے لائق وفائق سپوت ہیں جس نے اپنی مملکت کے بانی ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد سے لے کر آج کی تاریخ تک حرمین شریفین کی خدمت اور ان دونوں مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے والے حجاج ومعتمرین کو ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانے کے لئے اپنے تمام مادی ومعنوی وسائل کو وقف کر رکھا ہے اور اپنے ان کارناموں کے ذریعہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بے مثال خدمت کا اعلیٰ نمونہ قائم کیا ہے۔

انعامی کمیٹی کے صدر ابراہیم بوملحہ نے زور دے کر کہا کہ خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی ذاتی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے لئے عظیم خدمات ہیں۔ ان کی شریفانہ طبیعت اور مشکل کی گھڑیوں میں ان کا اعلیٰ کردار واخلاق انہیں تاریخی حیثیت کے حامل قائدین و سربراہان کے درمیان نمایاں مقام عطا کرتا ہے۔ ان کی گوناگوں اور بے شمار انسانی ورفاہی واسلامی خدمات میں ان کا جو کارنامہ سب سے پہلے ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرمین شریفین کی بے لوث خدمت کی توفیق بخشی ہے۔

انہوں نے سعودی فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کے کارناموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی جو عظیم الشان خدمت انجام دی ہے وہ بیان سے باہر ہے کیونکہ ان سب کا احاطہ ایک مختصر پریس کانفرنس میں ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلامی کاز کے لئے بے دریغ دولت خرچ کرنے اور اپنے خزانے کا منہ کھول دینے کا جذبہ عطا کیا ہے۔ اس کے ذریعہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے صاف ستھرے دین وعقیدہ کو عام کرنے اور پوری دنیا میں امن وامان قائم کرنے کا مثالی کام انجام پا رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو ۱۴۳۸ھ کی ممتاز اسلامی شخصیت کا ایوارڈ دے کر گویا اس حقیقت کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ شاہ سلمان نے اپنے پیش رو والد گرامی ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ اور عظیم بھائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حرمین شریفین کی توسیع کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے اور مقامات مقدسہ کے تقدس کو بحال رکھنے کے معاملہ میں نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ مملکت کی خدمت کے لئے ان کی جامع حکمت عملی اور ممتاز وژن کا ہی نتیجہ ہے کہ انہیں حجاج ومعتمرین کی خدمت اور ان کے سفر زیارت کو آسان اور سہولیات کے اعتبار سے ممتاز بنانے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

مجمع الملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود مدینہ منورہ کی خدمات کا اعتراف عالم کو ہے۔ ایک اور تاریخی کام خدمت حدیث کے لیے ایک عظیم کمپلیکس شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود تیار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت کی خدمت کے حوالے سے اس خانوادے، علماء اور سعودی قوم کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

# ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود
# حیات اور کارنامے

ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان ۳۱/ اگست ۱۹۸۵ء کو ایک ایسے خانوادے میں جہاں علم، مال و دولت، سیم و زر، حکمت و سیاست، فراست و قیادت، تہذیب و تمدن، نصح و خیر اور انسانیت نوازی، غربا پروری، مصیبت زدوں کی داد رسی، مظلوموں کی اشک سوئی اور ان کے حق میں عدل گستری کا دور دورہ تھا، اور وہاں کا ہر ذرہ ماہتاب و آفتاب تھا اور ایں خانہ ہمہ چراغ است کا حقیقی مصداق تھا، یہ ہونہار بچہ پیدا ہوا جو نجیب الطرفین تھا اور یہ جس جگہ پیدا ہوا وہ محل اس کے والد گرامی شہزادہ سلمان کا تھا اور جس شہر باغ و بہار ''الریاض'' بستان علوم وفنون متعددہ وکثیرہ اور رنگ برنگا میں آنکھیں کھولیں وہ معجزہ فوق الزماں کہلاتا تھا، صحراؤں اور ریگستانوں میں تہذیب وتمدن کا گہوارہ ومنارہ ہی نہیں معجزہ بنا ہوا تھا اور اس کو اس عالمی معیار کی بلندی تک پہنچانے میں بحیثیت گورنر شہر ریاض ان کے والد گرامی کا بڑا ہاتھ تھا اور جس شہر کو ان کی سرپرستی شفقت پدری کی طرح حاصل تھی۔ اس کے حقیقی وسگے چچا خادم حرمین شریفین فہد بن عبدالعزیز آل الشیخ سعودیہ کے عاہل اور عظیم بادشاہ وسربراہ تھے اور عالمی طور پر بھی اپنی سیادت وقیادت میں یکتائے روزگار تھے۔ اس کے عم زاد سعود الفیصل بہ حیثیت وزیر خارجہ دنیا کے مانے ہوئے ماہر ومحنک سیاست داں اور مشکل عالمی مسائل کی عقدہ کشائی کے ہیرو تھے۔ داخلی سطح پر اس کے دوسرے سگے چچا امیر نائف بن عبدالعزیز آل الشیخ سابق وزیر داخلہ اپنی حکمت ودانائی، ایمانداری، عزم وحزم، جزم ویقین اور فراست وفرزانگی میں وحید دہر وفرید عصر تھے۔ دیگر اعمام واخوان واہل خانہ وکنبہ وقبیلہ کا مقام ومرتبہ سیاست مدینہ وتدبیر منزل اور خدمت بیت اللہ وخلق اللہ اور اکرام انسانیت ومسلمانان میں نہایت بلند تھا اور ان تمام میدانوں میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ امام زاہد ومحدث ومفتی عام ابن باز، فقیہ امت ابن عثیمین، زاہد امت عبدالمحسن العباد، فقیہ عصر علامہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین وغیرہم جیسے اہل علم واہل اللہ کی روحانی ایمانی اور علمی ودینی شخصیات کے اثرات وصفات عام تھے۔ علوم وفنون، ادب وثقافت، قرأت وسماعت سب میں اپنے وقت کا بغداد وقرطبہ بنا ہوا تھا۔ قال اللہ وقال الرسول کی نغمہ سنجی ہر سو عام تھی۔ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے روحانی وعلمی وقار وعظمت اور قیروان وزیتونہ بغداد اور دمشق کی تمام خوبیاں، رعنائیاں، عظمتیں اور شوکتیں بھی اس مملکت توحید کی جامعات وجوامع اور حرمین میں سمٹ آئی تھیں اور عالمی سطح پر اس کی پاسنگ کرنے والا کوئی ملک نہ تھا۔ توحید وانسانیت اور کتاب وسنت پر مبنی ایسی سلطنت صحابہ کرام کے بعد دنیا نے کبھی نہیں دیکھی کہ اس پیمانے پر اتنا کبھی خیر کا وجود رہا ہو۔ روئے زمین پر سب سے اہم اور بہتر اور سعادت دارین کا ضامن قرآن کریم کے بے شمار ترجمے وتفسیریں چہار دانگ عالم میں سب سے زیادہ پیاسی انسانیت اور تعلیمات قرآن کی محتاج دنیا کو پیش کردیا گیا تھا۔ ایسے خوشگوار ماحول میں شہزادہ محمد بن سلمان بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود کی پیدائش ہوئی اور ایسے ماحول میں انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ اللہ تعالی اسے آفتاب وماہتاب بنا کر اسلام، مسلمان اور انسانیت کے افق پر چمکا تا رہے۔ دنیا کی پرواہ کیے بغیر ان کے خانوادے اور آباء واجداد واعمام نے کتاب وسنت اور حدیث نبوی کو اپنا شعار ودثار بنایا۔ حرمین شریفین کی خدمت کو اپنی سعادت وسربلندی دین کا ذریعہ سمجھا اور خلق خدا کی حاجت براری اور ان کے ساتھ وفا شعاری کا جو معاملہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ اس سے تمسک واعتصام سلسلہ قائم وبحال رکھے۔ ذیل میں ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کی حیات، عہدے اور مناصب اور گوناگوں عملی سرگرمیوں کی تفصیل پیش کی جارہی ہے جو یقینی طور پر قارئین کے لئے خصوصی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

**محمد بن سلمان کا سلسلہ نسب:** آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے: محمد بن سلمان بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود۔ سعود مقام درعیہ کے امیر تھے۔ اٹھارہویں صدی سے آپ ہی کی طرف سعودی عرب کے تمام حکمراں اور شہزادے اپنی نسبت کرتے ہیں اور آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہی مملکت خداداد سعودی عرب کا نام سعودی عرب پڑا ہے۔

**ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کی پرورش:** ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی پیدائش ۳۱/ اگست ۱۹۸۵ء میں شہر ریاض میں ہوئی۔ آپ شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ کے چھٹے نمبر کے لڑکے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام امیرہ فہدہ بنت فلاح بن سلطان آل حثلین عجمی ہے۔

**شہزادہ محمد بن سلمان کی تعلیم و تربیت:** ولی

عہدشہزادہ محمد بن سلمان کی ابتدائی تعلیم سعودی عرب کی راجدھانی ریاض کے مدارس میں ہوئی۔2003ء میں آپ نے اپنی (ثانویہ) سکنڈری تعلیم مکمل کی۔اس درمیان آپ نے مختلف علمی ورکشاپس اور خصوصی محاضرات میں شرکت کی۔شہزادہ محمد بن سلمان نے جامعۃ الملک سعود ریاض کے لاء فیکلٹی سے سکنڈ ڈویژن کے ساتھ بی اے (بکالوریوس) کی ڈگری حاصل کی۔

**محمد بن سلمان حفظہ اللہ عملی میدان میں:** محمد بن سلمان حفظہ اللہ نے جامعۃ الملک سعود سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آزادنہ کام کرنا شروع کیا اور مختلف تجارتی کمپنیوں کو قائم کیا۔اس دوران آپ نے مختلف قابل قدر کارنامے انجام دیئے جس کی وجہ سے سرکاری اداروں اور نجی کمپنیوں نے آپ کے رفاہی اور انسانی کاموں کی تعریف کی اور آپ کو متعدد انعامات اور تمغوں سے نوازا۔اس کے بعد آپ کو حکومت میں بعض عہدے اور مناصب حاصل ہوئے جن میں سے بعض مناصب اور عہدے بالترتیب درج ذیل ہیں:

☆ ۲۲/۳/۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۰/۴/۲۰۰۷ء سے ۲۸/۱۲/۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۶/۱۲/۲۰۰۹ء تک سعودی عرب کی وزارتی کونسل کی ایکسپرٹ کمیٹی کے کل وقتی مشیر کے طور پر کام کیا۔

☆ وزارتی کونسل کی ایکسپرٹ کمیٹی میں گیارہویں رینک سے ترقی دے کر آپ کو ۲۸/۱۲/۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۶/۱۲/۲۰۰۹ء میں منقطہ ریاض کے امیر کا مشیر خاص (اسپیشل ایڈوائزر) متعین کیا گیا۔اس دوران آپ نے وزارتی کونسل کی ایکسپرٹ کمیٹی کے جزووقتی مشیر کے طور پر ۲۰/۴/۱۴۳۴ھ بمطابق ۳/۳/۲۰۱۳ھ تک کام کیا۔

☆ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان ریاض کے مسابقاتی سنٹر کے جنرل سکریٹری بھی متعین کئے گئے۔

☆ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے کنگ عبدالعزیز سنٹر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے صدر کے مشیر خاص کے طور پر بھی کام کیا ہے۔

☆ آپ درعیہ کی تعمیر وترقی کے لئے قائم اعلی ایگزیکیٹیو کمیٹی کے ممبر بھی رہے ہیں۔

☆ امیر منطقہ ریاض کے مشیر خاص کے عہدے کے بعد آپ کو آپ کے والد گرامی جناب سلمان بن عبدالعزیز آل سعود نے اپنی ولی عہدی کے زمانے میں اپنے خصوصی امور کا مشیر اور اپنے دفتر کے خصوصی کاموں کا انچارج بنایا۔

☆ شاہی فرمان کے ذریعہ بتاریخ ۲۰/۴/۱۴۳۴ھ بمطابق ۳/۳/۲۰۱۳ء میں آپ کو دفتر ولی عہد کا صدر اور ولی عہد کا مشیر خاص بہ رتبہ وزیر متعین کیا گیا۔

☆ ایک دوسرے شاہی فرمان کے ذریعہ ۵/۹/۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳/۷/۲۰۱۳ء کو دفتر وزارت دفاع کے جنرل ایڈوائزر کی اضافی ذمہ داری تفویض کی گئی۔

☆ ۲۳/۱۱/۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۸/۹/۲۰۱۴ء میں آپ کو کاؤنسل آف منسٹرس میں بطور عضووزیر کی ایک مزید ذمہ داری ملی۔

☆ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کو ۲۳/۱۱/۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۸/۹/۲۰۱۴ء میں کنگ عبدالعزیز سنٹر کی ایگزیکیٹیو کمیٹی کے چیئرمین کی ذمہ داری سونپی گئی۔

☆ شاہی فرمان کے ذریعہ ۳/۴/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳/۱/۲۰۱۵ء میں آپ کو سعودی عرب کے وزیر دفاع کی اضافی ذمہ داری سپرد کی گئی۔

☆ ۳/۴/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳/۱/۲۰۱۵ء میں آپ کو شاہی فرمان کے تحت شاہی دفتر کا سپروائزر اور خادم حرمین شریفین کے مشیر خاص بہ رتبہ وزیر کا اضافی عہدہ آپ کے ذمہ کیا گیا۔

☆ بتاریخ ۳/۴/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳/۱/۲۰۱۵ء میں شاہی فرمان کے تحت آپ کو ادارہ برائے فوجی مصنوعات کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

☆ ۹/۴/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۹/۱/۲۰۱۵ء میں آپ کو شاہی فرمان کے ذریعہ اقتصادی اور ترقی معاملات کی کمیٹی تشکیل دینے کا حکم ہوا اور اسی تاریخ میں آپ سیاسی اور سیکوریٹی کونسل کے ممبر بنائے گئے۔

☆ ۳/۶/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳/۳/۲۰۱۵ء میں کابینہ کے فیصلے کے ذریعہ آپ کو پبلک انویسٹمنٹ فنڈ کا ڈائریکٹر متعین کیا گیا۔

☆ ۶/۶/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۶/۳/۲۰۱۵ء میں حوثیوں کے خلاف جنگ ”عاصفۃ الحزم“ میں عالمی اتحادی فوج کی قیادت آپ کے سپرد کی گئی۔

☆ ۱۰/۷/۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۹/۴/۲۰۱۵ء میں شاہی فرمان کے ذریعہ آپ کو نائب ولی عہد، نائب وزیر اعظم، وزیر دفاع اور اقتصادی وترقیاتی امور کی کمیٹی کا سربراہ متعین کیا گیا۔

☆ ۱۲/۷/۱۴۳۶ھ بمطابق ۱/۵/۲۰۱۵ء میں سعودی عرب کی تیل کمپنی کی اعلی کونسل ”سعودی ارامکو“ کے قیام کے بعد آپ سب سے پہلے اس کے صدر منتخب کئے گئے۔

☆ ۲۶/۹/۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۱/۶/۲۰۱۷ء میں ایک شاہی فرمان کے ذریعہ آپ کو ولی عہد بنایا گیا اور نائب وزیر اعظم، وزیر دفاع اور دیگر اہم وزارتی قلمدانوں کو آپ کے پاس باقی رکھا گیا۔

**ولی عہد محمد بن سلمان اور آپ کے رفاہی کام:**

ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کی شخصیت نہایت جاذب اور سعودی شہریوں کی نگاہ میں محبوب ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے والد گرامی سلمان بن عبدالعزیز آل سعود کی طرح ہی رفاہی اور انسانیت کی خدمت سے متعلق کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔آپ نے اپنے نام سے ایک چیریٹی فاؤنڈیشن کا قیام کیا

ہے جس کا نام محمد بن سلمان بن عبدالعزیز چیریٹی فاؤنڈیشن ''مسک الخیریۃ'' رکھا ہے جس کی دیکھ بھال اس کمیٹی کی گورننگ کمیٹی کے ممبران کے ذمہ ہے۔اس فاؤنڈیشن کا مقصد یہ ہے کہ جاری منصوبوں کو ترقی دی جائے، سعودی نوجوانوں کو با اختیار بنا کر اور علم وعمل، ادب وثقافت اور سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی دے کر مملکت کی خدمت کے لائق بنایا جائے۔

آپ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کے رفاہی کارناموں کا اندازہ ان عہدوں ومناصب کے ذریعہ بھی لگا سکتے ہیں جن پر آپ متمکن ہیں:

☆ شاہ سلمان یوتھ سنٹر کے چیئر مین: اس مرکز کا قیام شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے ذریعہ عمل میں آیا تھا تاکہ سعودی نوجوانوں کی معاونت اوران کے عزائم کو بروئے کار لانے میں مملکت کی مساعی کو تیز گام کیا جاسکے۔

☆ کنگ سلمان چیریٹیبل ہاؤسنگ سوسائٹی کے نائب صدر اور آپ اس سوسائٹی کے ایگزیکیٹیو کمیٹی کے سپروائزر بھی ہیں۔یہ سوسائٹی متعدد تعلیمی اداروں، سماجی ماہرین اور کمیونٹی کے عہدے داروں کے ذریعہ تشکیل دی گئی ہے تاکہ کم آمدنی والے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کی جاسکے۔

☆ ریاض کے غیر سرکاری امداد یافتہ مدارس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئر مین

☆ کنگ عبدالعزیز آل سعود سنٹر کے ایگزیکیٹیو کمیٹی کے چیئر مین

اس کے علاوہ آپ کے ذمہ کچھ سابقہ عہدے اور مناصب بھی ایسے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رفاہی اور انسانی کاموں میں کس قدر دلچسپی رکھتے ہیں اور آپ مملکت خداداد سعودی عرب اور وہاں کے عوام کی ترقی اور انہیں نئی بلندیوں پر پہنچانے کے لئے بے حد متحمس ہیں۔ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

☆ ابن باز چیریٹیبل فاؤنڈیشن کے ٹرسٹیز بورڈ کے ممبر

☆ خطہ ریاض کے چیریٹی ایسوسی ایشنز کے اعلیٰ تعاون کونسل کے ممبر

☆ ریاض میں قائم چیریٹیبل سوسائٹی برائے حفظ قرآن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن

☆ خیراتی ادارہ جمعیۃ البر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن

☆ سعودی مینیجمنٹ کی ایسوسی ایشن کے اعزازی صدر

☆ منشیات کی روک تھام کے لئے نیشنل ایسوسی ایشن کے اعزازی ممبر

☆ ادارہ برائے فروغ دست کاری کے اعزازی ممبران کونسل کے چیئر مین

☆ شادی اور خاندان کی دیکھ بھال کے لئے قائم کی گئی ابن باز چیریٹی ایسوسی ایشن کے بانیان میں سے ہیں۔

یہ تمام عہدے اور مناصب بتاتے ہیں کہ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ خود میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں اور رفاہی کاموں کے ذریعہ انسانیت کی فلاح وبہبودی میں آپ کو کافی دلچسپی ہے۔نیز مملکت خداداد اور سعودی سماج کے لئے بے انتہاء الفت ومحبت رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ درجن بھر سے زائد کمیٹیوں، ایسوسی ایشن، اداروں اور تنظیموں کے ممبر، صدر یا اس سے کسی طور پر منسلک ہیں۔

**شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کو حاصل ہونے والے انعامات:**

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اپنی خداداد صلاحیتوں اور بلند سیاسی بصیرت کی بناء پر مختلف موقعوں پر متعدد انعامات واکرامات سے نوازے گئے ہیں اور متعدد مجلسوں میں آپ کی تعظیم وتکریم کی گئی ہے۔ان انعامات میں سب سے اہم ۱۳/جون ۲۰۱۷ء کو فاربس میگزین نے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کو گلوبل چیلنج لیڈر کے طور پر منتخب کیا۔بلوم برگ کی سالانہ فہرست کے مطابق ۲۰۱۷ء میں پچاس افراد میں سے تین سب سے زیادہ بااثر شخصیات میں سے آپ ایک تھے۔ ۲۰۱۷ء کے اختتام پر امریکی ٹائمس میگزین نے اپنے قارئین کی ووٹنگ کے ذریعہ آپ کو پرسن آف دی ایئر کا خطاب دیا۔

غیر ملکی پالیسی میگزین نے آپ کو دنیا کے سو مفکرین اور لیڈران کی فہرست میں سب سے موثر لیڈر قرار دیا۔امریکی فوربس میگزین کی ۷۵/ بااثر شخصیات کے انتخاب میں عالمی اعتبار سے آٹھویں مقام پر اور اہل عرب میں آپ پہلے نمبر تھے۔

**ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کے چند مثالی کارنامے:**

☆**وژن ۲۰۳۰ء**: ۲۵/اپریل ۲۰۱۵ء کو محمد بن سلمان نے ایک وژن پیش کیا جسے مملکت سعودی عرب کا وژن ۲۰۳۰ء کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ ایک اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی، سیاسی روڈ میپ ہے جس کا مقصد تیل اور پٹرول پر سعودی معیشت کے انحصار کو ختم کر کے اس کا متبادل پیش کرنا ہے۔یہ منصوبہ اپنی تکمیل پر ۸۰/میگا سرکاری پروجیکٹ کے ساتھ ختم ہوگا جن میں سے سب سے کم لاگت کا پروجیکٹ چار ارب ریال کے برابر کا ہے جبکہ بعض پروجیکٹ کی لاگت سوا ارب ریال سے زیادہ کی ہے جیسے کہ ریاض میٹرو پروجیکٹ۔

اس منصوبہ کو سعودی عرب کی اقتصادی اور ترقیاتی امور کی کونسل نے محمد بن سلمان کی زیر صدارت مرتب کیا اور سعودی وزراتی کونسل میں پیش کیا گیا جس کی نشست شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی زیر صدارت ہوئی اور کابینہ نے اس پروجیکٹ کو ہری جھنڈی دے دی۔اس وژن کے اعلان کے بعد اقتصادی اور ترقیاتی امور کی کونسل کی طرف سے شہزادہ محمد بن سلمان نے ۷/جون ۲۰۱۶ء کو قومی تبدیلی منصوبہ اور

۲۲/دسمبر ۲۰۱۶ء کو مالیاتی توازن پروگرام پیش کیا جو وژن کی بنیاد ہیں اور انہیں بھی سعودی کابینہ نے منظوری دے دی۔

ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اس منصوبے اور اس سے متعلقہ پروگراموں کے ذریعہ تیل کے علاوہ دیگر آمدنی میں ۶ رگنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کا ہدف ۴۳.۵/ارب ڈالر سالانہ سے بڑھا کر ۲۶۷/ارب ڈالر سالانہ کا ہدف حاصل کرنا ہے۔ اس طرح تیل کے علاوہ دیگر سعودی ملکی پیداوار کو 16% (۲۰۱۶ء میں) سے بڑھا کر 50% (۲۰۳۰ء میں) تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ولی عہد محمد بن سلمان اس منصوبے سے سعودی عرب میں سرمایہ کاری میں اضافے کے لئے ایسی جگہوں کا قیام چاہتے ہیں جہاں روزگار اور اقتصاد کے مواقع میسر ہوں۔

ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے اس وژن کے تین حصے کئے ہیں اور یہ اس کی کامیابی کے عوامل ہیں:

۱- مملکت سعودی عرب، کی پہچان خالص عربی اور اسلامی تشخص و امتیاز ہے اور اس میں مسجد حرام اور مسجد نبوی ہیں جو مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مقدس مقام ہیں اور یہاں دنیا بھر میں موجود 1.8/ارب مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ اس لئے منصوبہ کو اس عامل پر توجہ مرکوز رکھنی چاہئے۔

۲- مملکت سعودی عرب کے پاس سرمایہ کاری کی زبردست صلاحیت ہے۔ مملکت کی معیشت میں اضافے کے لئے اسے ایک اہم وسیلہ بنانے کی ضرورت ہے۔ مملکت میں سرمایہ کاری کے ان روشن امکانات کی بناء پر دنیا کی یہ ایک طاقتور معیشت بن سکتی ہے۔

۳- ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان یہ سمجھتے ہیں کہ مملکت سعودی عرب اور اس کے گرد اہم آبی گزرگاہوں: مشرق میں آبنائے ہرمز، جنوب مغرب میں آبنائے باب المندب اور شمال مغرب میں واقع نہر سوئز کی وجہ سے سعودی عرب تین براعظموں (ایشیا، افریقہ اور یورپ) کے لئے ایک گیٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ اس منصوبے کو تمام سلبیات سے محفوظ فرمائے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پایہ تکمیل کو پہنچائے کہ یہی اصل ہے۔

**☆دہشت گردی کے سدباب کے لئے اسلامی فوجی اتحاد کا قیام:** شہزادہ محمد بن سلمان نے ۱۴/دسمبر ۲۰۱۵ء میں اسلامی فوجی اتحاد کا اعلان کیا۔ یہ ۳۵/مسلم ممالک کا بین الحکومتی فوجی اتحاد ہے جس کی تشکیل ۱۴/دسمبر ۲۰۱۵ء کو سعودی عرب کی قیادت میں ہوئی۔ اتحاد کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے کہ مذہب اور نام سے قطع نظر ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف مزاحمت اور جنگ کا محاذ قائم کیا جائے۔

اس فوجی اتحاد میں بروقت ۳۵/ممالک شامل ہیں جبکہ ۱۰/سے زاید دیگر مسلم ممالک نے اپنا تعاون پیش کیا ہے جن میں انڈونیشیا بھی شامل ہے جو دنیا کا سب سے بڑا مسلم آبادی والا ملک ہے اور آذربائیجان بھی اس اتحاد میں شامل ہونے پر غور کر رہا ہے۔ اس تنظیم کا صدر دفتر سعودی عرب کا دارالحکومت ریاض ہوگا۔ ولی عہد محمد بن سلمان کے ذریعہ اٹھائے گئے اس انقلابی قدم کو دنیا بھر کی مؤثر تنظیموں اور اسلامی اداروں نے سراہا جن میں تنظیم تعاون اسلامی، جامعہ ازہر مصر، رابطہ عالم اسلامی اور مجلس حکماء المسلمین وغیرہ اہم اور قابل ذکر ہیں۔ (الریاض: ۱۵/۱۲/۲۰۱۵ء)

**سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے غیر ملکی اسفار:** ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے بے شمار غیر ملکی اسفار کئے ہیں اور مختلف عالمی رہنماؤں، مشاہیر اور دانشوروں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ شہزادہ محمد بن سلمان نے اپنے غیر ملکی سفر کی ابتداء روس کے دورہ سے کی اور ان اسفار میں روسی صدر ولادیمیر پوتن سے ملاقاتیں کیں۔ روس کا پہلا دورہ جون ۲۰۱۵ء میں ہوا۔ دوسرا سفر اکتوبر ۲۰۱۵ء میں جنوبی روس میں سوچی کے ریزورٹ میں، تیسرا اکتوبر ۲۰۱۷ء میں اور چوتھا جون ۲۰۱۸ء میں ہوا۔ اسی طرح عالمی کپ کے افتتاحی پروگرام منعقدہ روس کی راجدھانی ماسکو میں ۲۰۱۸ء میں بھی شریک ہوئے اور وہاں جن عظیم شخصیات سے ملاقاتیں کیں ان میں جوان کارلوس وریلا، نکولس سرکوزی، سورون باجنکوف اور جنانی اناتینو وغیرہ اہم اور قابل ذکر ہیں۔

جون ۲۰۱۶ء میں آپ نے سیلی کان ویلی کا سفر کیا جہاں امریکہ میں عالمی ٹیکنالوجی کی صنعت کے ماہرین سے ملاقات کی جن میں مارک زوکربرگ فیس بک کا مؤسس اور بانی بھی تھے۔ ۲۰۱۸ء کی ابتداء میں محمد بن سلمان نے امریکہ کا سفر کیا جہاں انہوں نے سیاسی لیڈران اور تجارتی شخصیات سے ملاقاتیں کیں جن میں امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ، بل کلنٹن، ہلیری کلنٹن، مائکل بلومبرگ، جورج ڈبلیو بوش جونیئر، جورج ڈبلیو بوش سینئر اور بل گیٹس وغیرہ اہم اور قابل ذکر ہیں۔ اس موقع پر امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ولی عہد محمد بن سلمان کے ساتھ اپنے خوشگوار تعلقات کا اعتراف کیا تھا۔

اگست ۲۰۱۶ء میں شہزادہ محمد بن سلمان نے چین کا دورہ کیا اور چینی صدر شی جن پنگ سے ملاقات کی۔ اسی طرح سے ستمبر میں منعقدہ ہانگ جو سمیلن میں سعودی وفد کی سربراہی آپ کے ذمہ تھی۔ اس اجلاس میں بھی آپ کی مختلف عالمی شخصیات سے ملاقات ہوئی جن میں انجیلا میرکل، برازیلی صدر مائکل تھامر، روسی صدر عبدالفتاح سیسی، فرانسیسی صدر فرانسوا اولاند، اطالوی وزیر اعظم میتھیو رینجی، جنوبی کوریا کے صدر پاک گن ہی، قزاقستانی صدر نور سلطان، ترکی کے صدر طیب رجب اردوگان، امریکی وزیر خارجہ جان کیری اور اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری جان بان کی مون وغیرہ اہم

اور قابل ذکر ہیں۔آپ نے ستمبر ۲۰۱۶ء میں جاپان کا سفر کیا جہاں شہنشاہ اکائیٹو ،شہزادہ نیروہیٹو، پرائم منسٹر شینز وآبے اور بہت سی تجارتی شخصیات سے ملاقاتیں کیں۔

ولی عہد محمد بن سلمان نے چند اہم یورپی ممالک کے بھی اسفار کئے ہیں جن میں سے ایک برطانیہ ہے جہاں آپ کی ملاقات برطانوی وزیر اعظم تھیریسامے، ملکہ الزابیتھ دوئم اور شہزادہ ولیم سے ہوئی ۔اسی طرح سے فرانس کا بھی سفر کیا ہے جہاں فرانسیسی صدر ایمینوئیل میکران سے ملاقات کی۔اسپین کا سفر کیا جہاں شاہ فیلپ ششم اوراسپین کے وزیر اعظم ماریانو راجوی سے ملاقات کی۔

آپ نے مختلف عرب ممالک کے اسفار کئے۔جن میں مصر،اردن،متحدہ عرب امارات،کویت،بحرین،تیونس،موریتانیا وغیرہ اہم اور قابل ذکر ہیں۔

شہزادہ محمد بن سلمان نے ارجنٹینا کے بیونس ایئرز میں جی 20 سربراہی اجلاس میں سعودی وفد کی قیادت کی اور ایشری گروپ کے سربراہ ممالک سے ملاقات کی۔

**ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی عائلی زندگی**:ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی شادی اپنی چچازاد بہن سارہ بنت مشہور بن عبدالعزیز آل سعود سے ہوئی ہے اور آپ کے چار بچے ہیں جن کے نام سلمان، مشہور، فہدہ اور نورہ ہیں۔

بلومبرگ میگزین نے ایک موقعہ سے شہزادہ محمد بن سلمان کا انٹرویو کرتے ہوئے دریافت کیا تھا کہ سعودی عرب میں ایک سے زائد شادی کا رواج ہے۔پھر بھی آپ نے ایک ہی شادی کیوں کی ہے؟اس انٹرویو میں شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ نے اپنی ایک شادی پر ہی اکتفاء کرنے کے فیصلے کا انکشاف کرتے ہوئے بتایا تھا کہ امور سلطنت کی مشغولیت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں ایک سے زائد شادی کرسکوں۔

بہرحال، سعودی عرب کا مستقبل نہایت ہی پرجوش، جواں ہمت، عبقری ہاتھوں میں ہے۔ولی عہد محمد بن سلمان اور ان جیسے دیگر نوجوان قائدین مملکت جہاں ایک طرف اپنے اندر جوانی کا جوش رکھتے ہیں، وہیں ان کی صاف ستھری اور عمدہ پرورش نے اس جوش اور ولولے کی ایک حد بھی متعین کررکھی ہے اور ان کے اندر اسلامی تعلیمات کا علم بھی وافر مقدار میں ہے، نیز وہ علماء کی نگرانی میں کام بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری لغزشوں سے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔اللہ تعالیٰ دیار حرمین شریفین کی حفاظت فرمائے اور نئی نسل کو صالحیت اور ہوش مندی عطا کرے تاکہ وہ مملکت خداداد کو صحیح سمت میں ترقی و پیش قدمی سے ہمکنار کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن اور مرجع خلائق بنائے رہیں۔اور ہمارے وطن عزیز اس کا پکا سچا دوست بنائے۔آمین۔

☆☆☆

# شرائط حصول تصدیق نامہ

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱)وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو، وہ درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲)وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے درخواست بنام امیر یا ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا، ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی کی رسید۔

(۳)علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

**نوٹ**: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

**دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

# ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہ اللہ - شخصیت وتوقعات

دینی غیرت، ایمانی فراست، عربی جوش، سلفی منہج، عزم جواں، ولولۂ تازہ، یقین محکم، جہد مسلسل، فکر رسا و دور رس، معاملہ فہم، زیرک و نڈر، قدیم صالح اور جدید نافع کا امتزاج، شاہانہ رعب داب، سرفروشانہ کر وفر اور اپنے ملک اور شہریوں کے لیے بہت کچھ کر جانے کا جذبہ فراواں، ان تمام خصائص وعناصر کو یک جا کر کے جو پیکر جمال وجلال تیار ہوتا ہے اسے شہزادہ محمد بن سلمان کے نام سے ہم جانتے ہیں۔ محض ۳۴ سالہ البیلا، بانکا چھبیلا، نوجوان جس نے اپنی غیر معمولی فہم وفراست، حکمت و دانائی، فکر وعمل، ایمانی بصیرت اور تدبیر وسیاست سے چھوٹی سی عمر میں بڑے بڑوں کو ناکوں چنے چبوادیے، جسے وقت کے سپر پاور تک سے برابری کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات چیت اور معاملہ کرنے میں ادنی باک نہ ہو اور جو ملک وقوم کے اندر دیکھتے ہی دیکھتے حرکت ونشاط اور تبدیلی واصلاحات کی سونامی پیدا کردے وہ کوئی اور نہیں وہ شہزادہ محمد بن سلمان ہی ہوسکتا ہے۔ ایسا نوجوان جس نے اپنی قابلیت اور قول وکردار کی صداقت وبلندی اور پختہ عزم وحزم کی وجہ سے ملک کی ستر فیصد آبادی نوجوانوں کے دلوں میں نوع بنوع ولولوں اور امنگوں اور بڑے بوڑھوں کی آنکھ میں صبح امید اور نیا سویرا کی چمک پیدا کردی ہو اور جس سے پوری دنیا امن وانسانیت کے قیام کے سلسلے میں بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہو، وہ مملکت توحید کا ولی عہد، نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع ہی ہوسکتا ہے۔ شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کی عظمت و شوکت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جزیرۂ عرب کی عظیم ترین مملکت مملکت سعودی عرب کی دوسری قدآور شخصیت ہیں جنھوں نے چھوٹی عمر میں ہی اپنی حکمت ودانائی، تدبیر وسیاست اور بے پناہ ایثار واخلاص سے ملک کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور جن کی قائدانہ صلاحیت کے پڑوسی حلیف ممالک بھی قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یمن میں حوثی باغیوں کے خلاف متحدہ عرب افواج انہی کی سربراہی میں حق وعدل کے قیام کے لیے سینہ سپر اور برسرپیکار ہے۔

کہتے ہیں کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ شہزادہ محمد بن سلمان عہد طالب علمی ہی سے اپنے اقران میں ممتاز اور اپنے اسکول اور کالج میں ٹاپر اور فائق رہے۔ ثانویہ عامہ میں پورے سعودی عرب میں ٹاپ ٹین یعنی سرفہرست دس مقام حاصل کرنے والے طلبہ میں ان کا شمار رہا۔ جب کہ گریجویشن میں دوسرا مقام حاصل کیا اور جامعۃ الملک سعود ریاض سے امتیازی درجات کے ساتھ قانون اور سیاست میں ڈگری حاصل کی۔ اس دوران انہوں نے مختلف تخصصات میں ڈپلومہ حاصل کیا اور ورکشاپ اور دورات میں شریک ہوئے۔ نیز ذاتی طور پر مختلف رفاہی وفلاحی کاموں میں نمایاں طور پر حصہ لیتے رہے اور والد محترم شاہ سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ جو اس وقت ریاض کے گورنر تھے، کے تدبیر مملکت کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ لیکن عملی زندگی اور قومی خدمات کا باضابطہ آغاز ۱۰/اپریل ۲۰۰۷ء میں اس وقت ہوا جب وہ شاہی فرمان کے تحت سعودی کابینہ میں ماہرین کونسل کے مشیر مقرر کئے گئے۔ ۱۶/دسمبر ۲۰۰۹ء کو ان کی تدبیر مملکت میں غیر معمولی لیاقت اور دلچسپی کی وجہ سے انہیں شاہی فرماں کے بموجب اپنے والد امیر ریاض شاہ سلمان بن عبدالعزیز کا مشیر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد سے ان کی فرزانگی، غیر معمولی صلاحیت، امتیازی خصوصیات اور ملک کی تعمیر وترقی اور سالمیت واستحکام کے تئیں بے پایاں جذبات اور ولولۂ تازہ کے پیش نظر ان کے عہدے اور مناصب کو جیسے پر لگ گئے ہوں۔ روز بروز ان کی نئی نئی ذمہ داریوں اور عہدوں ومناصب میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ مثلاً ۳/مارچ ۲۰۱۳ء کو انہیں ریاض کے مسابقتی مرکز کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔ اس دوران وہ شاہ عبدالعزیز دفاعی ترقی کونسل کی اعلیٰ کمیٹی کے رکن بھی رہے۔ انہوں نے ولی عہد کے دفتر انچارج اور ان کے پرنسپل سکریٹری کے طور پر کام کیا اور پہلی مرتبہ وزیر مملکت کے درجہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳/جولائی کو وہ وزیر دفاع کے دفتر کے سپروائزر اور رکن پارلیامنٹ بنائے گئے اور ۱۸/ستمبر ۲۰۱۴ء کو شاہ عبدالعزیز دفاعی ترقی کی ایکزیکیوٹیو کمیٹی کے چیرمین مقرر کئے گئے۔ ۲۳/جنوری ۲۰۱۵ء کو شاہی فرمان کے مطابق انہیں خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے مشیر خاص اور دیوان شاہی کے منتظم اعلیٰ نامزد کیا گیا۔ ۲۹/اپریل ۲۰۱۷ء کو مملکت سعودی عرب کے اب تک کے سب سے کم عمر وزیر دفاع بنائے گئے اور ۲۱/جون ۲۰۱۷ء کو مملکت سعودی عرب کے ولی عہد اور نائب وزیر اعظم ثانی کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ انہوں نے یہ سارے مرتبہ ہائے بلند اپنے اخلاص وایثار، غیر معمولی انتظامی لیاقت وصلاحیت اور امتیازی سیاسی بصیرت اور امور مملکت میں انتہائی دلچسپی کے باعث حاصل کیے اور اس طرح مملکت سعودی عرب کے دوسرے سب سے بڑے طاقت ور اور قدآور شخص بن کر عالمی افق پر نمودار ہوئے اور سعودی قوم کی ترقی واستحکام اور فروغ وازدہار کے تئیں اپنے بنے ہوئے خوابوں کی تعبیر کے لیے شبانہ روز مساعی جمیل صرف کر رہے ہیں۔

سعودی ولی عہد ہونے سے پہلے وہ ایک غیور عرب مسلم نوجوان بھی ہیں۔ انہیں اسلامی تعلیمات اور عربی تہذیب وثقافت سے جذباتی حد تک لگاؤ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دیگر سعودی شہزادوں کے برخلاف بلا دغیر میں تعلیم حاصل کرنے کے بجائے اپنے ملک بلادِ حرمین شریفین کے اعلیٰ اسلامی وعربی ماحول میں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ اور سیاست کے ساتھ ساتھ فقہ اسلامی اور قانون کو اپنا سبجیکٹ بنایا۔ جس کا اثر یہ ہے کہ ان کے افکار ونظریات اور اقدام وعمل میں وسعت وجدت پسندی کے ساتھ ساتھ اسلامی اعتدال ووسطیت کا رنگ غالب ہے۔ غلو وانتہا پسندی کے سخت مخالف ہیں۔ وہ ملک وملت کو درپیش مسائل کو جدید اسلامی تناظر میں دیکھتے

اور علماء کے مشورے سے ان کی عصری اسلامی توجیہ اور حل پیش کرتے ہیں۔ خطے میں امن کے قیام اور دہشت گردی اور شدت پسندی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے جد وجہد تیز کیے ہوئے ہیں۔

شہزادہ محمد بن سلمان کو خلیج عرب ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر ایک دور رس، اعتدال پسند اور وسیع النظر سربراہ مملکت کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے وہ مستقبل میں ملک وقوم کو محض تیل کی دولت پر منحصر نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ متبادل معاشی ترقی واستحکام کے نئے نئے امکانات کی تلاش میں ہیں۔ انہوں نے اس کے لیے وژن ۲۰۳۰ء پروگرام طے کیا ہے اور اس وژن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے وہ ہمہ جہت مساعی صرف کر رہے ہیں اور معاشی اصلاحات کی طرف بڑی یکسوئی، سنجیدگی اور مضبوطی کے ساتھ قدم بڑھا رہے ہیں۔ اس کے لیے وہ ایک عظیم الشان سرکاری فنڈ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا بھر میں مختلف نجی وسرکاری منصوبوں میں سرمایہ کاری کی طرف تیزی کے ساتھ اقدام اسی وژن ۲۰۳۰ کا اہم حصہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کل کو اگر لاقدر اللہ تیل کی دولت ختم ہو جاتی ہے تو کسی کا دست نگر ہونے کے بجائے اپنے قائم کردہ فنڈ کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع سے کاروبار سلطنت کو چلایا جا سکتا ہے اور شہریوں کی کفالت کی جا سکتی ہے۔

شہزادہ محمد بن سلمان ایک صاف ستھری شخصیت کے مالک ہیں، وہ کرپشن کو ملکی ترقی کے لیے سدراہ اور قومی معیشت ومعاشرت کے لیے بڑا ناسور سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ ۴ر نومبر ۲۰۱۸ء کو شاہی حکم کے مطابق سپریم انٹی کرپشن کمیٹی کا سربراہ اعلیٰ مقرر ہونے کے فوراً بعد ہی انہوں نے پوری مملکت کے اندر وسیع پیمانہ پر کریک ڈاؤن شروع کیا اور رشوت خوروں اور کرپٹ لوگوں کے خلاف چھاپہ ماری مہم چلائی جس سے کیا شہزادہ، کیا وزیر اور کیا نوکر شاہ کوئی بھی مستثنیٰ نہیں رہ سکا۔ اس کی زد مساوی طور پر بلا امتیاز ہر کرپٹ حاکم وعامی پر پڑی۔ اس جرأت مندانہ اقدام کی وجہ سے پوری مملکت میں بھونچال سا آ گیا اور کھلبلی مچ گئی کیونکہ اس طرح کے اقدام کی جرأت اب تک ملک میں بڑے سے بڑے سربراہ مملکت نہیں کر سکے تھے۔ بلاشبہ اس مہم کے اثرات ملکی سطح پر ابھی سے محسوس کیے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے عوام خصوصاً نوجوانوں میں اپنے قابل ستائش قوت عزم وحزم وزود وموفق فیصلوں کی وجہ سے شہزادہ محمد بن سلمان کافی مقبول ہیں اور نوجوان طبقہ ان کو اپنا مسیحا، رول ماڈل اور ہیرو تصور کرتا ہے۔

شہزادہ محمد بن سلمان ایک پرکشش شخصیت کے مالک ہیں اور اپنی مضبوط قوتِ ارادی، معاملہ فہمی، زیرکی ودوررسی اور غیر معمولی سیاسی بصیرت کی وجہ سے عالمی برادری اور دوست ممالک میں کافی مقبول ہیں۔ وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔ وہ دنیا کے سربراہان مملکت سے برابری کیساتھ باعزت خوش گوار معاشی وثقافتی تعلقات استوار کرنے کے لیے دنیا کے بیشتر ممالک کے دورے کر چکے ہیں اور سربراہان مملکت سے پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ معاشی، دفاعی وغیرہ معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ ان کی بات چیت اور معاہدوں کے ایجنڈوں میں ثقافتی ومعاشی روابط کے استحکام کے ساتھ ساتھ دنیا میں قیام امن واخوت اور دہشت گردی کا خاتمہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کو سپر پاور ہونے پر غرور ہے تو ان کو اپنی اسلامیت اور عربیت پر فخر ہے۔ وہ کسی بھی ملک میں چھوٹے بھائی یا چھوٹے حلیف کی کردار میں خود کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم ہونے کے باوجود ادنیٰ آنکھ دکھانے والوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا ہنر بھی خوب رکھتے ہیں۔

مملکت سعودی عرب میں ہمہ جہت اصلاحات، خصوصاً دینی معاملات میں ان کے عمل دخل کی وجہ سے بعض نام نہاد دین پسند طبقے کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کو موجودہ عالمی تناظر میں وسیع النظری کے ساتھ دیکھا جائے تو تنقید کی حدت وشدت میں کمی آ سکتی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ شہزادہ محمد بن سلمان کی اس طرح کے بعض اقدامات کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس طرح پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ مملکت سعودی عرب کے حکمرانوں کا اب صرف یہی کام رہ گیا ہے۔ دشمنی کا مطلب ہرگز یہ نہ ہونا چاہئے کہ مخالف کی خوبیوں کو یک موقلم مسترد کر دیا جائے۔ حالانکہ پورے مملکت سعودی عرب میں پھیلے ہوئے دینی وعصری جامعات وتعلیمی ادارے پورے آب وتاب کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ عدالتوں میں کتاب وسنت کا قانون نافذ ہے۔ مواطنین کی جان ومال محفوظ ہیں۔ حجاج ومعتمرین بیت اللہ الحرام کی بہترین خدمت وراحت رسانی اور مشاعر اور اماکن مقدسہ کی توسیع کا کام بدستور جاری ہی نہیں بلکہ عالمی معیار پر روز افزوں ہو رہا ہے اور فلسطین سمیت ساری دنیا میں مظلوم ومصیبت زدہ لوگوں کی امداد واشک سوئی کا انسانی کام انجام پا رہا ہے۔

مختصر یہ کہ شہزادہ محمد بن سلمان کی شخصیت مملکت سعودی عرب بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا عظیم وگراں مایہ سرمایہ ہیں۔ اور ان کی ذات سے خلیج عرب میں خوش گوار دینی وتہذیبی ومعاشی اصلاحات اور تبدیلیوں کی توقع ہے۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ نے ان کو نوعمری میں ولی عہد بنا کر یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ نوجوانوں کا سربراہ نوجوان ہی ہونا چاہئے جو ان کے جذبات واحساسات کو سمجھے، ان کو جدید چیلنجوں کے لیے تیار کرے اور ان وسائل کو قوم وملت کی خدمت میں لگائے تاکہ یہ ساری توانائیاں، دین وانسانیت کی خدمت، ملک وطن کی تعمیر وترقی کے کام آئیں۔ نیز یہ کہ شہزادہ محمد بن سلمان اپنے بزرگوں کی سرپرستی میں قرآن وحدیث اور اسلامی تعلیمات وشعائر کی روشنی میں رموز مملکت سیکھ کر اور ان سے رہنمائی حاصل کر کے ملک وقوم کی خدمت پوری ایمانی قوت اور دینی بصیرت کے ساتھ انجام دیں اور ان کو اپنے ترقیاتی پروگراموں کی تنفیذ کا بھرپور موقع ملے۔ اطمینان کی بات یہ ہے کہ شہزادہ محمد بن سلمان بھی اپنے بزرگوں اور سعودی عوام کے خواب کو پورا کرنے اور توقعات پر پورا اترنے کے لیے خون جگر جلا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

اللہ تعالیٰ شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کو بصحت وسلامت رکھے اور ان کو مزید توفیقات سے نوازے۔ اور کتاب وسنت کی روشنی میں مملکت سعودی عرب کو ہر میدان میں سرخرو اور عروج ونہوض سے ہمکنار کرے اور بدخواہوں اور شرپسندوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین

☆☆☆

# حمد رب کائنات و مناجات بہ قاضی الحاجات

عصیانِ ما و رحمتِ پروردگار ما
بخشش طلب کنم کہ تو مولیٰ و ملجائی

الٰہی! تیری شان عالی نرالی
تیری ذات بے مثل ، اوصاف عالی
نہیں کفو تیرا ، نہ ہے کوئی ہمسر
تو اعلیٰ ہے سب سے، ہم تیرے بھکاری
یہ دنیا بھٹکتی رہی در بدر یاں
مگر میں رہا تیرے در کا سوالی
تیری عظمتوں کے ہیں ہم گن گاتے
تیری سروری ، تیری سرکار عالی
بخشتا ہے بندوں کو نورِ ہدایت
تیری رحمتوں کی ہے میری دہائی
تو اعلیٰ ہے، ارفع ہے ، سارے جہاں سے
''نہیں تیرے آگے کسی کی بڑائی''
نئے دور کی روشنی میں ہے ظلمت
بھٹکنے لگی ہے یہاں خلق ساری
تیری روشنی کے طلب گار ہیں ہم
عطا کردے ہم کو خصالِ مثالی
زمین و زماں بھر گئے نفرتوں سے
محبت و اُلفت سے کر آشنائی
ہے ظلم و ستم کا بہت دور دورہ
کہ گویا ہے فرعون کی یاں خدائی
الٰہی! تو کر رحم عالم پے پیہم
نہ کچھ کام آئی یہاں جبہ سائی
جو تعلیمِ قرآن و سنت ہے پیارو
دلوں کی بدلتی ہے دنیا ہی ساری
بڑی سخت مشکل میں دنیا پڑی ہے
تو اپنے کرم سے کر مشکل کشائی
کہ اب ہو گیا بھائی، بھائی کا دشمن
کہ دل پھیر دے سب بنیں بھائی بھائی
زمانے کی نیرنگیاں! کیا عجب ہے
لگا زنگ لگنے، ہُوا دل سیاہی

کرو پاک دل کو کہ مطلوبِ رب ہے
بہت خوب تر ہے دلوں کی صفائی
تکبر میں کچھ قوتیں مبتلا ہیں
فقط ہے جہاں میں تیری کبریائی
''مبرا ہے شرکت سے تیری خدائی''
تو ہی نے ہے مشکل میں ڈھارس بدھائی
نہیں ہاتھ آتا ہے بندے کو کچھ بھی
نہ ہو جب تلک عادتِ سحر گاہی
تعجب ہے! علم و ہنر کے یہ پیکر
بھٹکتے ہیں پیہم کہ ہیں خالی خالی
الٰہی! تو دے بخش مجھ کو عزیمت
رہوں میں سدا تیرے دیں کا سپاہی
یہ ملت کی دانشوری کیا بلا ہے؟!
بدلتی خیالوں سے ہے ، شرع ساری
یہ دنیا کے دانشوراں! کیا غضب ہے
کہ کرتے ہیں دیں اور ایماں سے عاری
یہ دہشت و وحشت کا بیوپار کب تک؟
چھپے ہیں یہ بھیسوں میں شیطان بھاری
جو ہو عزم و حکمت سے گر انکواری
کھلیں راز سربستہ ہو شرمساری
جو آتنک دنیا میں پھیلا ہے ہر سو
یہ مٹ جائے پل بھر میں از ضربِ کاری
زمانے کا ناسور دہشت و وحشت
علاج ایں بجز نیست، تقویٰ شعاری
الٰہی! تو امن و اماں کر جہاں میں
کہ مٹ جائے دنیا سے کلفت ہی ساری
نہ کر غیر سے کچھ رہ و رسم اصغرؔ
کہ تو کر سدا اپنے رب کی گدائی

☆☆☆

محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

# مملکتِ سعودی عرب

مملکتِ سعودی عرب جزیرہ نمائے عرب میں سب سے بڑا اور معاشی اعتبار سے مضبوط ترین ملک ہے۔شمال مغرب میں اس کی سرحدار دن شمال میں عراق،شمال مشرق میں کویت،قطراور،بحرین اورمشرق میں متحدہ عرب امارات جنوب مشرق میں عمان اور جنوب میں یمن سے ملی ہوئی ہے۔جبکہ خلیج فارس شمال مشرق اور بحرہ قلزم اس کے مغرب میں واقع ہے۔یہ حرمین شریفین کی سرزمین کہلاتی ہے۔کیونکہ یہاں اسلام کے دومقدس ترین مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی موجود ہیں۔

مسلم ممالک میں مملکت سعودی عرب ہی وہ واحد ملک ہے جس میں ملوکیت کے باوجود ''خلافت'' کی خوبو اور روح کارفرما نظر آتی ہے۔جس کی اساس کتاب وسنت پر استوار کی گئی ہے۔اسلامی عادات وشعائر کا احترام واہتمام اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر جس کا امتیازی وصف ہے۔اسلامی حدود وتعزیرات کا بلا امتیاز نفاذ ہورہا ہے۔دینی وعصری تعلیم وتربیت کے جدید ترین مدارس ومکاتب اور یونیورسٹی (جامعات) قائم ہیں۔ہر باشندہ کو ترقی وعروج کے مواقع میسر ہیں۔سعودی عرب کے حکمراں اپنے مذہبی تشخص وشعار پر خوش ہیں اور خود شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہیں اور اپنے ہر پیغام اور فرمان کے ذریعہ اپنے رعایا کو اسی پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔سعودی عرب میں دیگر ممالک کے اعتبار سے حدود وتعزیرات کے نفاذ کی وجہ سے جرائم کا گراف تصور سے زیادہ نیچے ہے،حقوق انسانی کو تحفظ حاصل ہے۔کبار علماء پر مشتمل مجلس شوری کی باڈی قائم ہے جو پیش آمدہ مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرتے ہیں،حکومت کا آئین قرآن وحدیث ہے۔اس وقت تمام جہان میں صرف حکومت سعودیہ کو یہ خصوصیت وامتیاز حاصل ہے کہ اس کی بنیاد کتاب وسنت پر رکھی گئی ہے۔اور اس لادینی اور الحاد کے دور میں کم ازکم حکومت سعودی عرب اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام ترقی سے مانع نہیں ہے۔اور وہ زمان ومکان کی قید سے پاک،ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے ہے۔اگر حکومت الہیہ کوئی چیز ہے تو اس کا مظہر حکومت سعودیہ ہے۔

حکومت سعودی عرب کا قیام جب سے عمل میں آیا ہے تبھی سے اس کا معنی اور طریق کار واضح اور اس کا مقصد متعین رہا ہے۔شاہ عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کا قول ہے۔''ہم ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھ رہے ہیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی محمد ﷺ کے طریقہ پر قائم ہوگی اور جو چیز بھی اس کے متصادم ہوگی ہم اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

آل سعود: مملکت سعودی عرب میں شاہی خاندان کی تاریخ دوصدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ان کے اصلاحی وتجدیدی کارناموں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔مختصراً یہ ہمیں معلوم ہے کہ آل سعود کی تاریخ اپنے اندر عروج وزوال،مصائب وآلام، صبرواستقامت اصلاح وتجدید کی غیر فانی،مسلسل اور عبرت انگیز داستان چھپائے ہوئے ہے۔اس خاندان کی تاریخ اسی وقت سے شروع ہوتی ہے جس وقت سے آل سعود کی امیر محمد سعود بن مقرن کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔جن کا دور اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل کا عہد ہے جو آل سعود کے پہلے حکمراں اور درعیہ کے حاکم تھے۔اسی لئے اس خاندان کو آل سعود کہا جاتا ہے یہ وہی امیر مملکت ہیں جنہوں نے امام زماں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (۱۲۰۶ھ) کو اپنے یہاں پناہ دی اور ان کے ہاتھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بیعت کی۔امیر مملکہ کا بیعت کرنا تھا کہ لوگ جوق در جوق آئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔شیخ الاسلام نے سب سے پہلے درعیہ سے اپنی دعوت وعزیمت واصلاح وتجدید کا آغاز فرمایا۔اس طرح عرب کے ریگستان میں گیارہ صدیوں کے بعد توحید اور اعتصام بالکتاب والسنہ کا جو پودا شیخ الاسلام نے لگایا اس کی آبیاری کرنے والوں میں پہلا نام آل سعود کا ہے اور اس وقت سے اب تک آل سعود کا ہر فرد ماں کی گود سے توحید خالص اور اعتصام بالکتاب والسنہ کا دودھ پی کر جوان ہوتا ہے اور یہ توحید خالص اور اعتصام بالکتاب والسنہ کا نتیجہ اور برکت ہے کہ آج دنیا والوں کی نظریں سرزمین حجاز اور اس کے موجودہ فرمانروا شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ ورعاہ کی طرف لگی ہوئی اور آج امن وامان فارغ البالی اور خوش حالی کا جو دور دورہ سرزمین حجاز میں ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے ملک میں نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت سعودی عرب نے دعوت الی اللہ کے علم کو اساس فراہم کردی ہے،اللہ تعالی نے اسے اپنے مقدس گھر اور اپنے نبی ﷺ کے حرم پاک کی خدمت کے شرف سے نوازا ہے۔جس نے اس کی مسئولیت اور ذمہ داری کے حجم کو بڑھادیا ہے،اور اس کی سیاست کی الگ شناخت قائم کردی ہے،اور اس کی ذمہ داری بڑھادی ہے۔یہ حکومت بین الاقوامی سطح پر جب ان لازمی ذمہ داریوں کو ادا کرتی ہے تو فی الواقع اللہ کے راستہ کی طرف حکمت وموعظت کے ساتھ بلانے کا جس کا اللہ نے حکم دیا ہے مظاہرہ کرتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

# سعودی عرب: تاریخی جھلکیاں

کسی بھی حکومت یا معاشرے کے مقام ومرتبہ کی وضاحت اور ملکی وعالمی سطح پر اس کی اہمیت ومعنویت کی تعیین کے لیے اس کے قیام کے پس منظر، اوران حالات و احوال کو جاننا ضروری ہے جن میں وہ حکومت نشو ونما پائی اور معاشرہ وجود میں آیا۔ مملکت سعودی عرب جن ناگفتہ بہ حالات میں وجود میں آئی وہ اب کسی بھی اصحاب دانش وبینش سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس وقت عالم اسلام کے اندر طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ خود جزیرۃ العرب مختلف قسم کی دینی واخلاقی اور سماجی بگاڑ کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ کتاب وسنت سے رشتہ کمزور ہونے کی وجہ سے وہ مختلف اسلام دشمن طاقتوں کے آلہ کار یا اسیر وزیر بار بنے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں مملکت سعودی عرب کا قیام عمل میں آیا جس نے کتاب وسنت کو اپنا دستور اور لائحہ عمل بنایا جس کی برکت سے ملک کے اندر للّٰہیت، تقوی، تعلیم، دعوت، عدل، خوش حالی، امن، تحفظ حقوق اور رفاہ عامہ کی ایسی باد بہاری چلی کہ اس کی ٹھنڈک نہ صرف بلاد خلیج نے محسوس کی، بلکہ اس سے ساری دنیا لطف اندوز ہوئی۔ سر دست سعودی عرب کی مختصر تاریخی جھلکیاں پیش کرنا مقصود ہے۔

بروقت، جزیرہ نمائے عرب کے سینے پر کئی درجن آزاد مسلم حکومتیں قائم ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے صرف سعودی عرب کی حکومت ہی وہ اسلامی حکومت ہے جس کی بنیاد 200 سال پہلے کتاب وسنت اور صحیح علمی ودینی اصولوں پر رکھی گئی تھی، جس کی زمام قیادت ٹھوس عقیدہ ومسلک کے حامل علماء اور حکمرانوں کے ہاتھوں روز اول ہی سے رہی، جس نے عہد زوال میں جزیرۂ عرب میں اسلام کا پھریرا بلند کر دیا اور پوری دنیا میں صحیح اسلام کا تعارف کرانے کیلئے ایسے اقدامات کئے جن کی صدیوں سے ضرورت تھی نیز اسلامی اتحاد واور انسانی خدمات کے باب میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ آج دنیا بھر میں قرآن وعلوم قرآن کی جو بہار نظر آرہی ہے، حدیث وعلوم حدیث کی جو خوشبو فضاؤں میں مہک رہی ہے، صحیح عقیدہ ومسلک کی تلاش وجستجو کا جو چمن کھل رہا ہے، اسلامی بیداری کا جو صدیوں کا پرانا خواب آج کی نوجوان نسل کی آنکھوں میں مچل رہا ہے، اسلامی نشأۃ ثانیہ کی جو صدائے بازگشت مغرب اقصیٰ سے لے کر اقصائے چین تک سنائی دے رہی ہے اور عالم اسلام میں مغرب کی فکری غلامی سے آزاد ہونے کی جو ہلچل اور بے قراری دکھائی دے رہی ہے، اس سب میں دنیا کی اکلوتی اسلامی حکومت سعودی عرب کا بالواسطہ اور بلاواسطہ وہ اہم کردار ہے جو کسی بھی حق بین وحق شناش فرد سے مخفی نہیں ہے۔ آل سعود اور آل شیخ کی بے پناہ قربانیوں کی زمین پر بسی یہ اسلامی حکومت اگر دشمنان دین وملت کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹک رہی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے صحیح اسلامی کاز کو بے انتہا عالمی دباؤ کے باوجود چھوڑنے پر راضی نہیں، وہ اپنے صحیح اسلامی کارہائے نمایاں کی بنیاد پر پوری دنیا کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے فخر کا سرچشمہ، ان کی عزت وعظمت کا امین اور مجد وشرف کی غایت وانتہا بن چکی ہے، اس نے اپنے ماضی اور حال کے تمام مراحل میں صحیح اسلامی دعوت کی ہم قدمی اور ہم رکابی کی ہے اور مستقبل میں بھی اپنے اس طرۂ امتیاز کو برقرار رکھنے کا عزم جواں لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ لہذا، ہمارے لئے اس کی تابناک تاریخ کے مدوجزر کو جاننا یقیناً باعث شرف ہے اور اس کی شروعات ہم سعودی عرب کے شاہی خاندان یعنی آل سعود سے کر رہے ہیں'

**آل سعود:**

مملکت سعودی عرب میں شاہی خاندان کی تاریخ دو صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ اس خاندان کی تاریخ اسی وقت سے شروع ہوتی ہے جس وقت سے آل سعود کی امیر سعود بن محمد بن مقرن کی طرف نسبت کی جاتی ہے جن کا عہد اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل کا عہد ہے اور جو آل سعود کے پہلے حکمراں اور درعیہ کے حاکم تھے۔

آل سعود کا تعلق قبیلۂ عنزہ کی ایک شاخ سے ہے جو نجد اور بادیۂ شام میں سکونت پذیر تھی۔ ماہرین نسب، آل سعود کے نسب کو ان کے جدامجد مانع مریدی سے جوڑتے ہیں جو اپنے اہل وعیال کو لے کر قصیم کے قریب واقع دروع نامی شہر سے وادی حنیفہ کی طرف منتقل ہوگئے، جہاں وہ اوران کے ساتھی مکانات بنا کر آباد ہوگئے اور جس کا نام انہوں نے اپنے پہلے شہر کی مناسبت سے درعیہ رکھ لیا۔ مانع مریدی کی وفات کے بعد ان کے فرزند ربیعہ، درعیہ والوں کے سردار ہوئے، پھر ان کے بیٹے موصی بن ربیعہ اپنے والد کی زندگی ہی میں درعیہ کے حاکم ہوئے، ان کے عہد حکومت میں درعیہ کی امارت بہت مضبوط ومستحکم ہوئی اور اس میں وسعت اور پھیلاو بھی ہوا۔

1132ھ مطابق 1720م میں اہل درعیہ نے امیر سعود بن محمد بن مقرن کو اپنا امیر منتخب کیا۔ جب 1137ھ مطابق 1725م میں ان کی وفات ہوگئی تو ان کا جانشین زید بن مرجان بن وطبان نامی ایک شخص ہوا جو ان میں سب سے زیادہ معمر تھا اور 1139ھ مطابق 1726م میں ان کی وفات کے بعد امام محمد بن سعود بن محمد بن مقرن حاکم ہوئے جن کے عہد میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا ظہور ہوا۔

**شیخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب رحمه الله کی**

**اصلاحی دعوت:**

شیخ الاسلام، حضرۃ العلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے تذکرۂ جلیل کے بغیر مملکت سعودی عرب کی تاریخ کبھی مکمل نہیں ہوسکتی، بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ اگر محمد ین-محمد بن عبدالوہاب اور محمد بن سعود- کے درمیان وہ تاریخ ساز معاہدہ نہ ہوا ہوتا تو شاید مملکت سعودی عرب کا وجود ہی دنیا کے نقشہ پر ظاہر نہ ہوا ہوتا۔ بہر کیف! شیخ محمد بن عبدالوہاب، شیخ الاسلام علامہ احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ کی شخصیت اور آپ کی مشہور اصلاحی دعوت (جو درحقیقت کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور آثار سلف کی طرف رجوع ہونے کی دعوت تھی) سے بہت متاثر تھے۔ اس وقت نجد کو اس اصلاحی دعوت کی سخت ضرورت تھی۔ نجد کی حالت بھی جزیرہ عرب کے دیگر علاقوں جیسی تھی جو ایسی ریاستوں پر مشتمل تھا جن میں باہمی اختلاف اور چپقلش کا دور دورہ تھا لیکن نجد کی دینی حالت تو اور بھی زیادہ ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف جہالت وگمراہی کی حکمرانی تھی جس کی وجہ سے وہ بدعات وخرافات اور ایسے رسوم وعادات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا جن کا اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ عالم اسلام اس وقت غفلت کی نیند میں غرق اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک صحرائے عرب سے ایک صدا بلند ہوئی جس نے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر جگا دیا اور انہیں اپنی اصلاح اور کتاب وسنت کی طرف مراجعت کی دعوت دی۔ اس صدا کو بلند کرنے والے یہی مشہور مصلح محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تھے۔ دعوت کی یہ شمع آپ نے فروزاں کی اور پھر اس کی روشنی تمام عالم اسلام میں پھیلی۔ آپ نے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے، اپنے قدیم اسلامی شرف اور موروثی عزت وعظمت کو پھر سے واپس لانے پر ابھارا، اس طرح صحیح اصلاح کی پہلی کرن نمودار ہوئی جو عالم اسلام میں عظیم بیداری کا نقطۂ آغاز بنی۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے نجد کے حالات کو دیکھا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس معاشرہ کے عروج وترقی کا وسیلہ اور ذریعہ صرف دین کی جانب واپسی ہے، اس کے ساتھ انہوں نے یہ آواز بھی بلند کی کہ صحیح اسلام کو قرآن کریم اور سنت نبویہ مطہرہ سے اخذ کیا جانا چاہئے اور صحیح اسلام کا صحیح عمل سے جڑنا ضروری ہے۔ تنہا اعتقاد اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ عمل سے جڑا ہوا نہ ہو۔

قدرت الٰہی کا فیصلہ یہ تھا کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت پھیلے اور باشندگان نجد کی کایا پلٹ دے اور ایک گرج دار گونج بن کر چند ہی سالوں میں جزیرہ عرب کے کونے کونے میں پھیل جائے۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب شیخ محمد بن عبدالوہاب نے درعیہ کی جانب کوچ کیا اور ان کے اور امیر درعیہ امام محمد بن سعود کے درمیان تاریخ ساز ملاقات ہوئی۔ امام محمد بن سعود نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور شیخ نے آپ سے اپنی نصرت وحمایت کا اور صحیح اسلام کی طرف معاشرے کی واپسی کیلئے کندھے سے کندھا ملا کر کام کرنے کا عہد وپیمان لیا۔

**پہلی سعودی حکومت**(1157-1233ھ):

شیخ محمد بن عبدالوہاب اور امام محمد بن سعود کے مابین اس معاہدہ سے نجد میں پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی اور آل سعود کے حکمراں، شیوخ اور امراء کے القاب کے بجائے ''ائمہ'' کے القاب سے پکارے جانے لگے۔ پہلی سعودی حکومت 1157ھ مطابق 1744م سے شروع ہوئی۔ یہی وہ سال ہے جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے درعیہ کی جانب ہجرت کی اور اس کے امیر امام محمد بن سعود سے اپنی دعوت کی تائید وحمایت کا عہد لیا۔ یہ حکومت 1233ھ مطابق 1817م تک قائم رہی۔ اسی سال عثمانی سلطنت نے ابراہیم پاشا کی سرکردگی میں اپنے تیسرے حملے کے ذریعہ سعودی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

**دوسری سعودی حکومت** (1234ھ-1309ھ)

1234ھ میں درعیہ کی ویرانی وتاراجی اور اس پر ابراہیم پاشا کے تسلط وغلبہ کے بعد سے لے کر مسلسل چھ سال تک جزیرۂ عرب زبردست انتشار واضطراب کا شکار رہا اور اس کے باوجود کہ پہلی سعودی حکومت سیاسی لحاظ سے شکست وریخت سے دوچار تھی، دوسری سعودی حکومت کے اجزاء ترکیبی نجد کے علاقے میں موجود تھے۔ شیخ کی دعوت، اس علاقہ میں لوگوں کے ذہنوں میں فانوس کی طرح روشن تھی اور نجدی معاشرہ سعودی خاندان سے جو ترکوں اور محمد علی پاشا کے خلاف ملک کے دفاع کے لئے برسرپیکار تھا، اپنی محبت ووفاداری پر قائم تھا۔ 1240ھ مطابق 1824م میں امام ترکی بن عبداللہ ریاض اور نجد کے دوسرے علاقوں کو محمد علی والیِ مصر کے تسلط سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ دوسری سعودی حکومت کی ابتداء اسی تاریخ سے ہوتی ہے۔ وقفۂ منتقلی سمیت، جس کا سلسلہ چھ سال تک جاری رہا، اس 75 سال کے وقفہ میں جو دوسری سعودی حکومت کی کل مدت عمر ہے، یکے بعد دیگرے نو حکمراں ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:

۱-امام مشاری بن سعود کبیر(1235-1235ھ) مطابق (1819-1819م)

۲-امام ترکی بن عبداللہ (پہلی بار)(1235-1236ھ) مطابق (1819-1820م)

۳-امام ترکی بن عبداللہ (دوسری بار)(1240-1249ھ) مطابق (1824-1833م)

۴-امام فیصل بن ترکی (پہلی بار)(1250-1254ھ) مطابق (1834-1838م)

جب فیصل اپنے والد ترکی بن عبداللہ کے جانشین ہوئے، اس پہلی حکمرانی کے دوران جو چار سال سے بھی کم عرصہ تک رہی، وہ ریاض پر اپنا قبضہ پھر سے بحال کرنے پر ابھی قادر ہی ہوئے تھے کہ محمد علی نے از سر نو حملہ کر دیا، جس کا مقصد آل سعود کی حکمرانی کو ختم کرنا تھا، اس لڑائی میں امام فیصل بن ترکی قید کر لئے گئے اور 1259ھ میں

نجد پر اپنا قبضہ پھر سے بحال کرنے پر قادر ہونے سے قبل کا 5 سال کا عرصہ انہوں نے جیل میں گزارا۔

۵-امام خالد بن سعود (1254-1257ھ مطابق 1838-1841م)

۶-امام عبداللہ بن ثنیان (1257-1259ھ مطابق 1841-1843م)

۷-امام فیصل بن ترکی (دوسری بار) (1259-1282ھ مطابق 1834-1865م)

جب امام فیصل بن ترکی دوسری بار برسراقتدار ہوئے تو ان کے عہد میں نجد وحجاز کے علاقے کافی مستحکم ومضبوط ہوگئے، حکومت کافی مضبوط ہوگئی تھی اور حکومت کا ادارہ کافی وسیع ہوگیا تھا یہاں تک کہ حکومت 1280ھ تک اوج عروج تک پہنچ گئی تھی۔اسی تاریخ کے دو سال بعد امام ترکی فیصل بن ترکی کی وفات ہوئی۔

۸-امام عبداللہ بن فیصل (1282-1286ھ مطابق 1865-1869م)

۹-امام عبدالرحمان بن فیصل (1307-1309ھ مطابق 1887-1889م)

تیسری سعودی حکومت (1319-1351ھ مطابق 1902-1932م)

تیسری سعودی حکومت یہی موجودہ حکومت ہے۔اس کی اصلی اور واقعی تاریخ کی ابتداء 1319ھ مطابق 1902م سے ہوتی ہے۔اسی سال شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان بن فیصل آل سعود اپنے چالیس جاں نثاروں (اقارب واعوان) کو لے کر کویت سے جہاں وہ اپنے والد امام عبدالرحمان بن فیصل کے ساتھ مقیم تھے، ریاض کے ارادے سے اپنے آباء واجداد کی حکومت کی پھر سے بحالی کی جدوجہد اور سعودی حکومت کی انہیں صاف ستھری بنیادوں جن پر وہ پہلے قائم ہوئی تھی، ازسرنو قیام کے لئے نکلے تھے۔

اور ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ ریاض سے ربع خالی تک پھیلے تمام علاقوں پر، اسی طرح، پورے نجد پر اپنی حکومت قائم کرنے اور اسے مضبوط ومستحکم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔اس کے بعد انہوں نے احساء کا جو ابھی تک عثمانیوں کے قبضہ میں تھا، رخ کیا اور اسے بھی اپنے زیرنگیں کرلیا اور جب ایک متحد آئین اور اسلام کے آفاقی اصول ومبادی کے سایے میں حکومت کو استقرار ملا اور امن وامان قائم ہوگیا تو 12 جمادی الاولی 1351ھ مطابق 22 ستمبر 1932م کو ان تمام علاقوں کو ''مملکت سعودی عرب'' کے نام سے متحد کردینے کا شاہی فرمان جاری ہوا۔(۱)

**سعودی حکومت: 1351ھ سے لے کر اب تک**

تیسری سعودی حکومت جس کی بنیاد شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان رحمہ اللہ کے ہاتھوں 1351ھ میں پڑی تھی، حاسدین کی نظر بد اور دشمنوں کی لاکھ چالبازیوں اور سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اب بھی پوری شان وشوکت، آب وتاب اور کروفر کے ساتھ قائم ہے اور اللہ نے چاہا تو یہ مملکت توحید ومملکت سنت قیامت تلک قائم رہتے ہوئے اسی لگن اور بانکپن کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتی رہے گی اور معجزہ فوق الرمال پیش کرتی رہے گی۔مذکورہ بالا تاریخ سے لے کر اب تک اس مملکت توحید کے جتنے حکمراں ہوئے ہیں، ان کی مدت حکومت کے ساتھ، ان کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱)شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان (1351-1373ھ مطابق 1932-1953م)

(۲)شاہ سعود بن عبدالعزیز (1373-1384ھ مطابق 1953-1964م)

(۳) شاہ فیصل بن عبدالعزیز (1384-1395ھ مطابق 1964-1975م)

(۴)شاہ خالد بن عبدالعزیز (1395-1402ھ مطابق 1975-1982م)

(۵) شاہ فہد بن عبدالعزیز (1402-1426ھ مطابق 1982-2005م)

(۶) شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز (1426-1436ھ) مطابق (2005-2015ء)

(۷)شاہ سلمان بن عبدالعزیز (1436ھ تاحال 1440ھ) مطابق 2015ء تاحال 2019ء)

یہ عہد زریں ان شاء اللہ ہر طرح کی کامیابیوں اور فوز وفلاح امت ومملکت کے ساتھ رواں دواں رہے گا۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب امیر نایف بن عبدالعزیز آل سعود، از اصغر علی امام مہدی سلفی)

(۱)ماخوذ از ''سعودی عرب کی دعوتی وتعلیمی سرگرمیاں اوران کے اثرات ونتائج'' صفحہ 83 تا 87، یہ ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان کی کتاب ''الأنشطة الدعوية فی المملكة العربية السعودية وأثرها'' کا اردو قالب ہے جو ڈاکٹر عبدالرحمان بن عبدالجبار الفریوائی حفظہ اللہ کی قابل قدر قلمی کاوش ہے۔اسے فریوائی اکادمی، نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔

☆☆☆

ابوارسلان ہندی، اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی

# مسلم ممالک کے مابین اتحاد واتفاق اور باہمی تعاون کے فروغ میں مملکت سعودی عرب کا نمایاں کردار

مملکت سعودی عرب دنیا کا واحد ملک ہے جس کا نظام خالص اسلامی بنیادوں پر قائم ہے اور جس کا شعار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہاں سے اتحاد واتفاق، امن وسکون، تعاون وتکافل باہمی کی باد بہاری اٹھتی ہے اور تمام اسلامیان عالم کے قلب وجان کے اندر تازگی وتوانائی بخشتی ہے۔ یہاں سے دنیا کو اخوت و بھائی چارہ اور انسانی مساوات کا درس ملتا ہے اور یہ زندگی کے ہر معاملے میں مثالی قیادت ورہنمائی کا حق ادا کرتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مملکت سعودی عرب کو کعبۃ اللہ اور دیگر مشاعرہ نواز کر دینی وروحانی مرکزیت عطا کی ہے، اسے قبلہ گاہ موحدین عالم بنایا ہے، جس کی طرف رخ کر کے اربوں اہل توحید ہر روز نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں جس سے مسلمانان عالم کی اس سرزمین سے قلبی وابستگی اور عالمی اتحاد کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ پھر سال میں ایک مرتبہ دنیا کے مختلف خطوں سے فرزندان توحید کا عظیم اجتماع عالمی اسلامی اتحاد واتفاق اور باہمی تعاون کی فضا قائم کرتا ہے۔ اس روح پر اجتماع میں امارت وغربت، شاہی وگدائی اور قومی ونسلی تمام حصاریں ٹوٹ جاتی ہیں اور اس طرح اللہ کے دربار میں پہنچ کر سب یکساں ویک رنگ، ہم فکر وخیال اور ہم ساز وہم آواز ہوجاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس روحانی اجتماع واتحاد کو عملی جامہ پہنانے میں سعودی حکومت کی انتھک کوششوں کا بڑا دخل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو کلاہ فضیلت عطا کی ہے اور خانہ کعبہ کو اسلامیان عالم کا مرکز بنایا ہے، تو سعودی حکومت کے دوستانہ وقائدانہ برتاؤ نے اس پر چار چاند لگادیا ہے۔ آج حال ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں پر کوئی سانحہ گزرتا ہے تو سعودی حکومت اس کی چبھن محسوس کرتی ہے اور تعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان کی روشنی میں تعاون باہمی کی مثال قائم کرتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان پریشان حال نہ رہے۔ اس کے لیے وہ عملاً ہر ممکن جدوجہد کرتی ہے اور یہ سب کام ایمانی واخلاقی فریضہ کے طور پر انجام دیتی ہے بلکہ اس کے اندر نہ صلہ کی تمنا نہ ستائش کی پرواہ کی روح کارفرما ہوتی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے مملکت سعودی عرب کو مہبط وحی کے شرف سے بھی نوازا ہے اور اسے ساری کائنات کے لیے رشد وہدایت کا منبع بنایا ہے، اس لیے سعودی عرب اخلاقی طور پر اس بات کی مجاز ہے کہ وہ دنیا میں اسلامی اخوت وبھائی چارہ اور تعاون وتکافل کی دعوت کو عام کرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں سعودی حکومت اس عمل کو رفتار دینے اور اسے دوام بخشنے کے لیے ماضی میں بھی ان گنت موثر اقدامات کرتی رہی ہے ان میں سے چند اہم اقدامات رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، تنظیم اسلامی کانفرنس (جس کے آج ۵۷ مسلم ممالک ممبر ہیں) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (جس میں دنیا کے ہر خطے کے طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اور ورلڈ مسلم یوتھ آرگنائزیشن شاہ فیصل رفاہی فاؤنڈیشن وشاہ فیصل عالمی ایوارڈ، امیر نائف عالمی ایوارڈ برائے سیرت نبویہ وحدیث شریف، ہیئۃ الاغاثۃ الاسلامیۃ العالمیہ جیسے فعال ادارے کا قیام ہے جو اپنے نصب العین کے مطابق اپنے اپنے دائرہ کار میں تضامن اسلامی کے کارنامے انجام دے رہے ہیں اور عملاً یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ملت اسلامیہ کا جو شیرازہ بکھرا ہوا ہے اسے کسی طرح اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔

اس حوالے سے امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسیٹی کا تذکرہ فائدے سے خالی نہ ہوگا جس میں نہ صرف یہ کہ مسلم ممالک کے طلبہ تشنگی علم بجھا رہے ہیں بلکہ دنیا میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے مختلف ملکوں میں انسٹی ٹیوٹ اور تعلیمی مراکز قائم کئے ہیں ان میں رأس الخیمہ، موریتانیہ، جیبوتی، انڈونیشا، امریکہ، جاپان، برطانیہ وغیرہ ممالک قابل ذکر ہیں۔

یہ ادارے اسلامی کفالت کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف تمدن وتہذیب کی حامل قوموں کے اندر اتحاد ویگانگت قائم کرنے کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

اس طرح مملکت سعودی عرب عالم اسلام کو مادی طور پر مضبوط ومتحد کرنے کے لیے ہمیشہ کوششیں کرتی رہی ہے اور اس کے لیے مشترکہ اقتصادی ادارے بھی قائم کئے ہیں۔ اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کا قیام اسی دیرینہ کوشش کا ثمر ہے جو عالم اسلام کے اندر اقتصادی، تجارتی، صنعتی استحکام کو فروغ دے رہا ہے۔ پھر چونکہ عالم اسلام کے سارے ممالک قدرتی وسائل اور افرادی قوت کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں کوئی بہت زیادہ مالدار ہے تو کوئی حد درجہ غریب کہیں افراد زیادہ ہیں تو کہیں بہت کم، سعودی حکومت نے اس نابرابری کو پاٹنے کے لیے متعدد موثر ومضبوط اقدامات کئے ہیں، مثال کے طور پر دوست ممالک کے لیے قرض پروگرام، حکومت نے اس پروگرام کے تحت ایک رپورٹ کے مطابق ۱۳۹۲ھ سے ۱۴۰۴ھ تک ۳۳ ممالک کو ۹۰ ہزار ملین ریال مہیا کرایا ہے، صرف اور صرف اس مقصد سے کہ ان ممالک میں اقتصادی و معاشرتی ترقی کے وہ کام جو ملکی وسائل کی کمی کی وجہ سے تشنہ تکمیل رہ جاتے ہیں ان کی تنفیذ عمل میں آسکے۔ اس پروگرام سے ان ممالک کے سر سے غذائی اشیاء کی فراہمی اور

قدرتی آفات سے ہوئے خسارے کا بوجھ ہلکا کیا جاسکے۔سعودی عرب کی طرف سے مسلم ممالک میں اس طرح کے دوسو سے زائد اقتصادی ترقی کے پروگرام جاری ہیں۔

سعودی حکومت کی عالم سلام سے بے پایاں ہم دردی اور محبت کا اندازہ اس حقیقت سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ صرف یہی نہیں کہ عالم اسلام کی ترقی وخوش حالی کے لیے قرض پروگرام چلا رہی ہے بلکہ اس کی دیرینہ کوشش رہی ہے کہ ان ممالک کے ترقیاتی پروگراموں میں رضا کارانہ طور پر حصہ بھی لیا جائے۔سعودی عرب کے سابق حکمراں شاہ خالدؒ نے تنظیم اسلامی کانفرنس کے تیسرے اجلاس میں ممبر ممالک سے اپیل کی تھی کہ عالم اسلام میں ترقیاتی پروگراموں کے نفاذ کے لیے کم از کم تین ہزار ملین ڈالر خاص کئے جائیں پھر انہوں نے خود اس مد میں ایک تہائی تعاون دینے کا اعلان کیا۔جو صرف اعلان تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ سعودی عرب تنظیم اسلامی کانفرنس کے چوتھے اجلاس تک مسلم ممالک میں ترقیاتی کاموں کے لیے سڑسٹھ سو (6700) ملین ریال مہیا کر چکا تھا یعنی اعلان شدہ رقم سے اکیس سو (2100) ملین زیادہ ہے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ سعودی عرب نے مسلم ممالک کے مزدوروں اور اہل حرفہ کے لیے اپنا دروازہ کھول رکھا ہے تاکہ وہ وہاں اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف میدانوں میں کام کر کے روپے کما کر قوم وملت کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کریں۔ایک رپورٹ کے مطابق ان مزدوروں اور اہل حرفت کی تعداد دو ملین سے بھی زیادہ ہے۔

سعودی حکومت کا یہ پہلو بھی قابل ستائش ہے کہ وہ مسلم ملکوں کے درمیان اتحاد واتفاق اور بھائی چارہ کے قیام کے لیے سعی وجہد کرتی رہتی ہے۔اس نے متعدد عرب ممالک کے درمیان تنازعات ختم کرانے کے لیے ثالث کا رول بھی نبھایا ہے۔ ۱۹۸۴ء میں اس نے لبنان کے تعلق سے شام کے موقف کی تائید کی اور خطے سے امریکی افواج کے انخلا کا مطالبہ کیا۔سعودی عرب کو قبلہ اول بیت المقدس کے مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے بارہا کوشش کر چکی ہے۔۲۰۰۲ء میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز (جو اس وقت ولی عہد تھے) پرامن بقائے باہم کی بنیاد پر ایک پائیدار امن معاہدے کی زبردست پیشکش کی تھی جو عرب امارت اور اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کی تنقیدوں کی وجہ سے نافذ نہ ہوسکا۔شاہ عبداللہ مشرق وسطی میں امن مساعی کو دوبارہ شروع کرنے اور عرب اتحاد اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کے لیے مصر، سوریا، اور اردون و دیگر ممالک کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح مملکت سعودی عرب نے پڑوسی ممالک مثلا یمن، شام، اردن، متحدہ عرب امارت، کویت، عراق، برصغیر میں پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش و دیگر افریقی ممالک میں قیام امن واخوت اور بقائے باہم کے لیے جو اقدامات کئے ہیں وہ لائق ستائش ہیں۔قضیہ مصر کے سلسلے میں سعودی موقف کی اہمیت ومعنویت کو سمجھنے کے لیے خلیجی نقطہ نظر اور دن بدن بدلتے احوال واوضاع کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔نیز جس طرح مصری عوام کی فلاح وبہبود مملکت سعودی عرب کے پیش نظر ہمیشہ رہی ہے اسے بھی نظر میں رکھنے کی ضرورت ہے۔

مملکت سعودی عرب کا اس حوالے سے عظیم کارنامہ بین مذہبی مذاکرات کا انعقاد ہے۔جس نے عصر حاضر میں عالم اسلام ہی نہیں بلکہ تمام عالمی برادری کو پرامن بقائے باہم اور اتحاد واتفاق کے ساتھ زندگی گزارنے کا مفید نسخہ دیا اس قدام کی ساری دنیا نے دل کھول کر تحسین کی اور اس اقدام نے ثابت کر دیا ہے کہ عصر حاضر میں مملکت سعودی عرب ہی قافلہ امن وسعادت اور خوت وبھائی چارہ کی قیادت کرنے کی اہل ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ سعودی عرب خالص اسلامی ملک ہے۔اس لیے وہ چاہتی ہے کہ عالم اسلام کو اسلامی بنیادوں پر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے۔جس کے بنیادی وسائل دینی مراکز، دعوۃ سینٹرس، مدارس اور مساجد کے علاوہ اور کیا ہوسکتے ہیں۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں سیکڑوں ایسے ادارے ہیں جن کو سعودی حکومت اور عوام کی سرپرستی حاصل ہے اور لاکھوں مدارس ومساجد اور دینی مراکز ان کے دم سے قائم ہیں۔اس سلسلے میں شاہ فہد کمپلیکس برائے طباعت قرآن کریم کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔اس کے ذریعہ اب تک اربوں کھربوں نسخے مسلم دنیا میں تقسیم ہو چکے ہیں، مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم کے بڑے پیمانے پر نشر واشاعت سعودی حکومت کی کوشش قابل ستائش ہیں۔اللہ کرے کہ مرکز توحید مکہ مکرمہ کی طرح سعودی عرب کی حکومت کی معنویت تادیر باقی رہے اور ساری دنیا میں اس کا فیض عام ہو۔

☆☆☆


**مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش**

# نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

ابوعدنان چمپارنی، ناظر معہد علی ابن ابی طالب لتحفیظ القرآن، جیت پور، نئی دہلی

# مملکت سعودی عرب کی دینی وانسانی خدمات پر ایک نظر

جس طرح تمام ستاروں پر چودھویں کے چاند کو اور تمام خوشنما پھولوں میں گلاب کو فضیلت حاصل ہے، اسی طرح، آباد دنیا کے کل 195 ملکوں میں 58 مسلم ملکوں کو اور ان 58 مسلم ملکوں میں مملکت سعودی عرب کو فضیلت و اہمیت حاصل ہے۔اس مملکتِ توحید کو پوری دنیا میں اس اعتبار سے بھی فضیلت وفوقیت اور برتری حاصل ہے کہ اس کا دستور وآئین کتاب وسنت ہیں، اسی کی سرزمین پر کعبہ مقدس اور حرم نبوی کی صورت میں دو ایسے مقامات ہیں جو واقعۃً تمام اہالیانِ اسلام اور دینداروں کے دلوں کے دھڑکن ہیں۔ وہ کون سی آنکھیں ہیں جو ان دونوں مقدس مقامات کی دید کے لئے پل پل نہ ترستی ہوں، وہ کون سا دل ہے جس کے آنگن میں ان کی زیارت ودیدار کے پھول ہر لحظہ نہ مہکتے ہوں اور کون سی ایسی جان ہے جو ان میں سے کسی ایک مقام پر قفص عنصری سے جدا ہونے کی تمنا نہ کرتی ہو۔مملکتِ سعودی عرب کی تمام دنیا پر فضیلت وبرتری کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی بناء کے روزِ اول ہی سے اتنی عظیم خدماتِ اسلام وانسانیت کا اہتمام کیا ہے کہ جن کے تصور کے پردے میں ابھرتے ہی دل وجان میں حیرت واستعجاب اور محبت والفت کی خوش گوار فضا طاری ہوجاتی ہے اور روح کے راستے سے ہوکر اس کے لئے نیک دعائیں اور تمنائیں الفاظ اور اشکِ مسرت کی صورت اختیار کرجاتی ہیں۔سچائی یہ ہے کہ اس مملکتِ توحید نے دینی وانسانی خدمات کا کوئی ایسا گوشہ ہی تشنہ نہ رہنے دیا جس کو دلیل بناکر اس پر انگشت نمائی کا حق حاصل کیا جاسکے۔پھر ایک بات یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے توحید ورسالت کی حفاظت وصیانت کے لئے شخص کے ساتھ ساتھ زمان ومکان کا بھی ایسا لحاظ رکھا ہے جو اس کے شایانِ شان اور مناسب وموزوں ہو اور ظاہر ہے، جزیرۃ العرب عموماً اور مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہوئی کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے مہبط وحی اور اشاعتِ اسلام کے مرکز ومخزن کے طور پر منتخب فرمایا۔یہی وہ مملکت سعودی عرب ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کی یادگار کعبۂ مقدس، حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار مقامِ سعی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یادگار بئر زمزم، سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار مسجد نبوی، شہداءِ احد کی یادگار جبلِ احد اور نہ جانے کتنی کیا کیا اور یادگاریں واقع ہیں جن سے ہر مومن کا قلبی تعلق استوار وہموار ہے۔جی چاہتا ہے کہ اس سرزمین پاک کے ایک ایک گوشۂ فضیلت کو قلم کے الفاظ کے آئینہ میں نہاروں اور ہر ایک کی بساط بھر صورت گری کروں لیکن موقع ومحل اس کی اجازت نہیں دیتے۔لہذا، اس سرزمین پر قائم مملکتِ سعودی عرب کی دینی وانسانی خدمات کی محض ایک جھلک دکھانے پر مجبور ہوں۔

موجودہ مملکتِ سعودی عرب جس کے بانی مبانی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود رحمہ اللہ ہیں، آٹھ لاکھ تیس ہزار مربع میل کے رقبے پر پھیلی ہوئی ایک وسیع و عریض مملکت ہے۔یہ مملکت براعظم ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے سنگم پر واقع ایک جدید مثالی مملکت ہے جس کے ذرہ ذرہ سے ہر دم اور ہمہ وقت قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں زمزمہ پیرا ہیں، جو استحکام میں یکتا، خوشحالی وفارغ البالی میں بے مثال، تحفظِ دین وشریعت کا ناقابلِ تسخیر قلعہ اور امن وامان کا گہوارہ ہے، جہاں انسانی خدمات کو عبادت کا درجہ حاصل ہے، جہاں سے سنت کی ضیا پاشیاں ہمہ دم قلوب و اذہان کو جلا بخش رہی ہیں، جہاں سے دنیا بھر میں خالص توحید وسنت کی تعلیمات عام ہورہی ہیں اور جو صحیح العقیدہ مسلمانوں کی اولین وآخریں پناہ گاہ ہے، اس مملکت کی خدمات کو حیطۂ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔پھر بھی چند سطور پیشِ خدمت ہیں جن سے اندازہ ہوسکے گا کہ اس نے دینی وانسانی خدمات کے باب میں کتنے سنہرے اوراق جوڑے ہیں:

### مملکت سعودی عرب کی بنیاد:

جیسا کہ مذکورہ بالا سطور میں عرض کیا گیا، سعودی مملکت کی بنیاد کتاب وسنت پر روزِ اول ہی سے قائم ہے۔دعوتِ دین کی راہ اس کی بے پایاں اور بارآور وثمر آفریں کاوشوں کو دیکھتے ہوئے یہ بات پورے وثوق واعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اسی اخلاص وللّٰہیت کی بناء پر ہی ایسی عظیم فتح وکامرانی عطا فرمائی جس کی مثال ماضی قریب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔جس وقت انہوں نے شکرانِ نعمت کے طور پر شریعت مطہرہ کو اساسِ مملکت قرار دے کر سعودی عرب کی داغ بیل ڈالی، اسی وقت انہوں نے بانگِ دہل اعلان کردیا کہ اسلامی شریعت کا نفاذ اور اس کا فروغ واشاعت ہی ہماری زندگی کا مقصد اور ہمارے تمام تر اقوال واعمال کی بنیاد ہوگی۔انہوں نے فرمایا:

''میں تمام مسلمانوں کو ایک اللہ کی عبادت اور سلفِ صالحین کے نقوشِ قدم کی پیروی کی دعوت دیتا ہوں کیوں کہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر وہ کامیابی وکامرانی اور نجاتِ اخروی کی سعادت سے ہمکنار ہوسکتے ہیں''۔ (من حیاۃ الملک

عبدالعزیز ص/ 82)

ان کے اس اعلان وعمل کو ان کے جانشینوں نے بھی اپنے قول وعمل سے برقرار رکھا۔ چنانچہ شاہ فیصل بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: ''سعودی گھرانا، شاہی گھرانا ہونے سے پہلے ایک دعوتی گھرانا ہے''۔(شبہ الجزیرۃ فی عهد عبدالملک عبدالعزیز ۱/ ۳۰)

سطور ذیل میں چند ایسے خاص اداروں کا مختصراً ذکر کیا جارہا ہے جن کے زیر نگرانی سعودی عرب میں خصوصاً اور پوری ملت اسلامیہ میں عموماً دعوتی اور انسانی خدمات انجام دی جاتی ہیں:

**۱- هيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر:**

یہ ادارہ دعوت دین اور اصلاحِ مسلمین کے لئے خاص ہے۔ اس کے اولین مدیر فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللطیف آل الشیخ اور ان کے معاون شیخ عمر بن حسن آل الشیخ رحمہما اللہ تھے۔ اس ادارہ کی خاص مہمات لوگوں کو نماز کی پابندی کرانا، بازاروں اور سڑکوں پر مرد وعورت کے اختلاط پر نظر رکھنا، مظلوموں کو انصاف دلانا، ناپ تول کی کمی بیشی کی رپورٹ تیار کرنا اور بعض تعزیری قوانین اور اصول کا نفاذ ہیں۔ سعودی معاشرہ کو پاک صاف رکھنے میں یہ ادارہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے کارگزاروں کو ''مطوعین'' کہا جاتا ہے جو ہمہ وقت چاق و چوبند رہ کر مملکت کی فضا کو پاک صاف اسلامی رنگ میں رنگنے میں کوشاں وسرگرداں رہتے ہیں۔(نظام الحسبة فى الاسلام ص/ ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۸)

**۲- الرئاسة العامة لشئوون المسجد الحرام والمسجد النبوی:**

اس کا قیام ۴/ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ میں عمل میں آیا۔ اس کے مؤسس فیصل بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں۔ اس ادارہ کی ذمہ داریاں یہ ہیں کہ وہ ائمہ وموذنین کا انتخاب کرتا، مربیین، معلمین اور واعظین حرم کی تعیین کرتا، حرمین شریفین کی دیکھ ریکھ کرتا اور حرمین وشریفین میں سہولیات دستیاب کراتا ہے۔ ان کے علاوہ توسیع حرمین و شریفین جیسی عظیم ذمہ داری بھی اسی ادارہ کے زیر نگرانی انجام پاتی ہے۔ اس نے کئی مرحلوں میں توسیع حرمین شریفین کے معاملے میں یادگار ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔(الأنشطة الدعوية فى المملكة العربية السعودية ص/ ۱۵۹-۱۶۰)

**۳- وزارة الحج**

شروع میں اس وزارت کا نام ''مجلس ادارۃ الحرم'' تھا۔ بعد میں شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ایماء پر 20/03/1345 میں ادارۃ الحج رکھا گیا اور اب اس کا نام وزارۃ الحج ہے۔ یہ وزارت حج کے تمام امور کی تمام ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں، جن میں بری، بحری اور ہوائی راستوں سے آنے والے اللہ کے مہمانوں کا استقبال، ان کی رہائش کا انتظام، ان کی حفاظت وسہولت اور صحت کا خیال رکھنا، نقل وحمل کی سہولیات فراہم کرنا، مناسک حج کی صحیح تربیت اور ٹریننگ کے لئے سنٹرس کا قیام اور دوران حج ان کی دیکھ ریکھ وغیرہ شامل ہیں۔ ہر سال تقریباً پونے دو لاکھ حاجیوں کو تمام تر سہولیت بہم پہنچانا، اس کی کوئی معمولی خدمت نہیں ہے، جسے آسانی سے نظر انداز کردیا جائے۔(تاریخ عمارۃ المسجد الحرام: ص/ ۳۰۵-۳۰۶)

**۴- رئاسة البحوث العلمية والافتاء**

یہ ادارہ قرآن وسنت اور اجتہاد کی روشنی میں فتاوے دے کر اہالیان اسلام کی صحیح رہنمائی کرتا، سعودیہ میں شائع ہونے والے تمام لٹریچر پر نظر رکھتا، ائمہ مساجد و جامعات کی ترشیح کرتا، سعودی مکتبات کی دیکھ بھال کرتا، اسلامی کتب ورسائل کی تقسیم اوران کی نشر واشاعت کرتا ہے۔(شبہ الجزیرۃ فی عهد عبدالملک عبد العزیز ۲/ ۳۴۴)

**۵- مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کا قیام**

اسلام میں تعلیم وتعلم کی جو اہمیت وفضیلت ہے، اس سے ہر کس وناکس واقف و آشنا ہے۔ تعلیم وتعلم کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مملکت سعودی عرب نے اپنے سرزمین پر مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کا جال سا بچھا دیا ہے۔ جہاں سے دنیا بھر کے متلاشیانِ علم وفن اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ مملکہ کی چند اعلیٰ پیمانے کی مشہور و معروف یونیورسٹیاں درج ذیل ہیں:

أ- الجامعة الاسلامية، مدینہ طیبہ

ب- جامعہ أم القریٰ، مکہ مکرمہ

ج- جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية، ریاض

د- جامعة الملك فيصل

ھ- جامعة الملك عبدالله

و- جامعة نائف بن الملك عبدالعزيز وغیرہ

**۶- تعمیر مساجد:**

تعمیر مساجد کے باب میں اگر صرف شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی مساعی جمیلہ کا جائزہ لیں تو عقل وخرد دنگ رہ جاتی ہے۔ مملکہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اسلامی دعوت کے کاز کے لئے مساجد پاور ہاؤس کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا، اس نے تعمیر مساجد پر روز اول ہی سے دھیان مبذول رکھا اور پوری دنیا میں مساجد اور ان کے پہلو بہ پہلو مراکز اسلامیہ کے قیام میں بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے۔ صرف 2004ء ہی میں شاہ فہد رحمہ اللہ نے دنیا بھر میں 1570 مساجد ومراکز اسلامیہ قائم کئے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس مد میں سعودی عرب کتنا سرگرم اور متحرک

ہے۔ (العلاقات اليمنية السعودية: ص/ ۳۰۹-۳۱۴)

**۷- اشاعتِ قرآن کریم:** پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات کے احیاء اور قرآن مجید کے پیغام ابدی کو عام کرنے کے مقصد سے شاہ فہد علیہ الرحمہ نے شاہ فہد کمپلیکس برائے طباعت قرآن کریم مدینہ منورہ نامی ایک نہایت عظیم اشاعتی ادارہ قائم کیا تھا، جس کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ادارہ گزشتہ سترہ سالوں میں اب تک 114 ملین سے زائد 2014 کے آنکڑے کے مطابق قرآن کریم کے نسخے شائع کرکے دنیا بھر میں تقسیم کرچکا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم اور اس کے مختلف اجزاء کی تفسیر اور ترجمے دنیا کی تمام زندہ زبانوں شائع کئے ہیں نیز آڈیو اور ویڈیو کی شکل میں قرآن کریم، سنت نبویہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں رکارڈس مختلف زبانوں میں نشر کئے ہیں۔

**۸- رفاہ عامہ:**

مملکت سعودی عرب اور اس کے فاضل ومدبر حکمرانوں نے ہمیشہ ذاتی مفادات پر ملت کے مفادات کو ترجیح وفوقیت دی ہے اور انہیں ہمیشہ حرزِ جاں بنائے رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی آمدنی کا بڑا حصہ ہمیشہ مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے کاموں میں صرف کیا ہے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ان کی ذاتی امداد وتعاون سے دنیا بھر میں ان گنت ادارے اور اسلامی تنظیمیں مستفید ہورہی ہیں۔ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی بھی، چاہے وہ جہاں کے بھی ہوں، افغانستان کے ہوں یا فلسطین کے، بوسنیا ہرزے گوڈنیا کے ہوں یا چیچنیا یا افریقی کے ممالک کے۔ یا پھر دنیا کے کسی بھی گوشے کے ہوں، ہمیشہ حتی المقدور مدد کی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی مظلومیت پر کان دھرنے والی اور اسے دور کرنے میں اپنے دن کا چین اور رات کی نیند حرام کرلینے والی اگر کوئی مملکت ہے تو وہ سعودی عرب ہی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے تئیں ان کا جذبۂ ہمدردی بحر بیکراں کی طرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام اور دعوت اسلام ان کے خمیر میں شامل ہے۔ گزشتہ برسوں میں مغربی میڈیا کی طرف سے چند ملعون اور شرپسند عناصر نے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا تو سب سے پہلے سعودی عرب کا ہی ردعمل سامنے آیا۔ خادمِ حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے دوٹوک اور واضح موقف اختیار کرتے ہوئے ڈنمارک سے نہ صرف سعودی عرب کے سفیر کو واپس بلالیا بلکہ ڈنمارک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کردیا۔

سعودی عرب نے جس طرح کتاب وسنت کی بناء پر ملک وانسانیت اور مسلمانوں کی بے مثال خدمات انجام دی ہے۔ اگر اس کی پوری دنیا اور خود اس ملک کے تمام باشندے اور دین دار قدر کرتے اس کا خیر کے کاموں میں دست وبازو بنتے اور جس طرح انہوں نے ظلم وتعدی اور سلب ونہب سے بھرے حجاز مقدس اور نجد و نجران اور شرق وغرب کو پاک کیا تھا اور عدل وانصاف اور توحید وسنت سے بھردینے کا اہتمام وپاسبانی کی تھی تو اس وقت اس کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ لیکن افسوس کہ بہتوں نے صرف ٹانگ کھینچنے، کیچڑ اچھالنے، بدبو پھیلانے اور خیر کو دبانے کے علاوہ کچھ نہ کیا۔ اپنے کو صحابہ کم ازکم تابعین کی طرح بنائے بغیر اپنے علماء وحکام کو معصوم دیکھنے کا فتنہ کھڑا کیا اور نتیجتاً خوارج کے جراثیم امت کے جسد وحدت ومحبت اور تعاون علی البر ونہی عن المنکر میں سرایت کرگئے۔ اور اس فساد وبگاڑ کے طوفان مچانے کو اصلاح ونہی عن المنکر کا نام دیدیا۔ اے کاش کہ ہمارے یہ مخلص بھائی اس دیرینہ مملکت توحید وسنت جو بڑی مشکلوں ورکاوٹوں، چیلنجوں کا سامنے کرتے ہوئے قائم ہوئی تھی اور اس بادصرصر وسموم کے جھونکوں کی پرواہ کئے بغیر اپنا وجود ثابت کردیا تھا اور اس کے برگ وبار ظاہری وباطنی طور پر عیاں بھی ہوئے۔ اس کا ساتھ دیتے یا کم ازکم سکوت اختیار کرتے اس کے برعکس مسلمانوں نے خود بے شمار اسلام ومسلمان دشمن، ایجنڈوں پر نادانی وناعاقبت اندیشی میں عمل کرنا شروع کردیا۔ اور تعجب ہے کہ وہ اس پر خوش بھی ہیں ويحسبون انهم يحسنون صنعا۔

اللہ تعالیٰ جرأت وبے باکی اور ہمت وفراست مومن سے متصف اس حکومت و مملکت توحید اور کی صالح قیادت کو ثبات ودوام عطا فرمائے۔ اور بیش از بیش خدمت اسلام و مسلمین وانسانیت کی توفیق ارزانی کرے۔ اور ہم سب کو اس کے بہتر کاموں معاون بننے اور بتقاضائے بشریت واجتہادلغزشوں پر مخلصانہ وناصحانہ طور پر نصح ودعا کی توفیق دے۔

الغرض واقعہ یہ ہے کہ آلِ سعود، علماء مملکت اور غیور عوام نے قرآن وسنت پر مبنی مملکت کے قیام اور تحفظ کے لئے عظیم قربانیاں دی ہیں اور توحید وسنت کے فروغ و اشاعت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، جن کی روشنی تا قیام قیامت مدھم نہیں ہوگی. ان شاء الله، سچی بات یہ ہے کہ مملکت سعودی عربیہ کی مساعی جمیلہ اور مجہودات حسنہ کا سلسلہ اتنا دراز ہے کہ اس کا آخری سرا ڈھونڈھنے کے لئے دفاتر بھی کم پڑجائیں۔ یہاں پر بس مختصراً اشارہ کردیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس مملکت توحید وسنت کی حفاظت فرمائے، اسے حاسدوں اور کینہ توزوں کی نگاہ بد سے محفوظ رکھے اور اسے دن بہ دن مزید سے مزید استحکام وتوانائی عطا کرے، تاکہ یہ چراغِ توحید و سنت اپنی نورانی لووں سے روشنی بکھیرتا اور قلوب واذہان کو مسخر ومنور کرتا چلا جائے:

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وصلى الله على النبى الأمى وسلم تسليما كثيرا

☆☆☆

محمد ابراہیم سجاد تیمی

# شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے مجددانہ کارنامے

براق تصورات پر سوار آج سے چودہ صدیوں پہلے کی دنیا میں چلئے اور دیکھئے یہ چھٹی صدی عیسوی کی دنیا جو سراپا ظلمت کدہ بنی ہوئی، تاریکیوں اور ظلمتوں کے سائے ہر چہار جانب دراز ہیں۔ کفر و شرک، فسق و فجور، الحاد و زندیقیت، ظلم و استبداد، شر و فساد اور قتل و غارت گری کے تلاطم خیز سمندر میں انسانیت کا سفینۂ حیات غرقاب ہو چکا ہے۔ آدم کے سپوتوں اور حوا کی بیٹیوں کے لئے کوئی جائے امان و پناہ گاہ نہیں ہے۔ خیر و بھلائی کی سحر کب کی ناپید ہو چکی ہے اور شر و رفتن کی دراز راتیں دراز ترین ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ گویا:

اندھیرا ہر سو چھایا تھا، کہیں بھی نہ تھی تابانی
دبایا جا رہا تھا حق، تھی باطل ہی کی من مانی
ستم اور ظلم کی آندھی ، نہایت تیز چلتی تھی
شبِ دیجور کی تہہ میں ، دبی تھی سحر نورانی
جہالت کا ، شقاوت کا جہاں میں دور دورہ تھا
خدا کی خلق خالق سے، ہوئی جاتی تھی بیگانی
بصارت سے ، بصیرت سے بڑی محروم تھی دنیا
پرستارانِ شیطاں ہی بنے تھے ظلِ سبحانی

آخرش، خالق کائنات سے غم زدہ انسانیت کی یہ حالتِ زار دیکھی نہ گئی، اس کی رحمت جوش زن ہوگئی اور اس نے فاران کی چوٹیوں سے رشد و ہدایت کا وہ آفتابِ جہاں زیب طلوع فرمایا جس کی بدولت اندھیروں کے سائے سمٹ گئے، شبِ دیجور کی تہہ میں دبی وہ سحرِ نورانی جلوہ افروز ہوئی جس کے جمالِ جہاں آراء کی ایک جھلک پانے کو یہ دنیائے انسانیت صدیوں سے بے چین و بے تاب تھی، جس کی پاکیزہ کرنوں سے دنیا بقعۂ نور اور جس کی سوندھی سوندھی خوشبوؤں سے کائنات کا ذرہ ذرہ مہک مہک اٹھا:

خدا نے جب جہاں کی صورت حالات یہ دیکھی
تو چاہا حق فروزاں ہو، مٹے ہر ظلمِ شیطانی
حرا سے سوئے قوم آئے ، لئے انوارِ قرآنیسدا
چنا اس کے لئے رب نے ، محمد کو جہاں بھر سے
سبق توحید کا پھر سے پڑھایا دنیا والوں کو
غرورِ شرک کو توڑا، مٹایا نقشِ شیطانی

اور ہاں! اس سراجِ منیر کی ضیاء پاشیوں اور گلشنِ انبیاء و رسولاں کے گل سرسبد کے تو کیا کہنا، اس سے اکتساب فیض کرنے والے چاند ستارے بھی جہاں جہاں گئے، اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کرتے چلے گئے اور ان کے نقوشِ پا کی شوخی نیکیوں کے موسمِ بہار کی آمد کا نشان چھوڑتی گئی۔ وہ بدویانِ عرب جو ہر طرح کی برائیوں کے خوگر تھے، جنگ و جدال جن کی گھٹی میں پڑا تھا، دن کے سر بکف مجاہدین اور زاہدانِ شب زندہ دار بن گئے۔ عرب کے گوشہ گوشہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے چرچے ہونے لگے، نسلی تفاخر و غرور کے بیان میں قینچی کی طرح چلنے والی زبانیں تفہیم و تدبر قرآن کی مجلسوں اور علمی مشاغل کے مباحثوں میں تر رہنے لگیں۔ جنگ و جدال کی بجائے تسبیح و تحمید و تکبیر کے زمزمے فضاؤں میں بلند ہونے لگے۔ جہاں بانی کے وہ اصول زریں انہوں نے سیکھ لئے کہ نصف صدی کی مختصر سی مدت میں اقصائے مغرب سے اقصائے چین کے درمیان پڑنے والے بحر و بر کو زیروزبر کر ڈالا اور یہ سب عرب کے ان بدوؤں نے کیا جنہوں نے تہذیب و تمدن کی ایک پھوٹی کرن تک نہ دیکھی تھی۔

مگر اب ذرا دم لیجئے اور ایک بار پھر اشہبِ خیالات کو مہمیز لگا کر سرعت و تیزی کے ساتھ ایک نئے سفر کا آغاز کیجئے اور دیکھئے یہ بارہویں صدی ہجری کی دنیا ہے۔ جس جہت دیکھئے اور جس طرف دیکھئے، عالمِ اسلام سویا سویا سا اور مسلمانانِ عالم بجھے بجھے سے ہیں۔ اخلاق و ایمان کی تلواریں کند ہو کر میانوں میں زنگ آلود پڑی ہیں۔ وہ اصحاب کردار مسلمان جنہوں نے اپنی تہذیب و تمدن کی روشنی سے دنیا کو مطلعِ انوار بنا دیا تھا، آج ایک بار پھر گلے گلے تک اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جو آفتاب بن کر چمکے تھے اور جو ستارۂ نور بن کر دمکے تھے، دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور دنیا ایک بار پھر اندھیروں کے سمندر میں ڈوب چکی ہے۔ دنیا کے دیگر حصوں اور گوشوں کی تو چھوڑیئے، سرزمین حجاز کی بھی وہی حالت و کیفیت ہے۔ وہ سرزمینِ حجاز جس نے دنیا والوں کو روشنی بانٹی تھی، کفر و شرک اور شر و رفتن کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیے مار رہی ہے اور حجاز کی راہ میں حاجی بھی سلب و نہب محفوظ و مامون نہیں ہے۔ علامہ اقبال کی زبانی:

وادی نجد میں وہ شورِ سلاسل نہ رہا
قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا
حوصلے وہ نہ رہے، ہم نہ رہے، دل نہ رہا
گھر یہ اجڑا ہے کہ تو رونقِ محفل نہ رہا

اب کیا آپ کے دل میں یہ سوال کچوکے نہیں لگا رہا ہے کہ اس دورِ انحطاط و زوال کی آمد کا سبب کیا تھا؟ سبب صرف یہ تھا کہ مسلمان دامن کشِ کتاب و سنت ہو چکے تھے۔ قرآن کا پیغام ابدی اب بھی فضاؤں میں گونج رہا تھا مگر اس پر کان دھرنے والے رخصت ہو چکے تھے، سنت کی روشنی اب بھی پوری تابانی بکھیر رہی تھی لیکن اس سے اکتساب ضیا کی زحمت نہیں اٹھائی جا رہی تھی۔ اسلامی فلسفۂ حیات کا ہر

گوشہ اب بھی روشن ومنور تھا لیکن مسلمان اسے چھوڑ کر تصوف و دنیاداری کے زلف و کاکل کے پیچوں میں الجھ گئے تھے۔ بہر کیف! ایک بار پھر رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کئے ہوئے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کا سامان فراہم کردیا: ''**ان الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها**''۔

اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز پر اس امت کے لیے ایسے لوگ اٹھاتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو حیات تازہ عطا کریں گے۔ (سنن ابی داود، حدیث نمبر ۴۲۷۰، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے السلسلة الصحیحة حدیث نمبر ۵۹۹)

چنانچہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں جس عظیم شخصیت کے سر پر تجدید واحیائے دین کا تاج رکھا، اس کا نام نامی اسم گرامی شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ رحمة واسعة ہے۔ یہ وہی شخصیت ہیں جنہوں نے تاریکیوں اور گمراہیوں کے اندھیرے غار میں رشد وہدایت کی قندیلیں روشن کیں، جنہوں نے سرزمین حجاز کے لوگوں کی زندگی میں عقائد اور اخلاق کی نئی روح پھونک دی، جنہوں نے بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوئے حرم گامزن کردیا، جنہوں نے امت اسلامیہ کی عظمت رفتہ وشان گزشتہ کی بازیافت میں اپنے دن کا سکون اور رات کی میٹھی نیندیں قربان کردیں اور جن سے سعودی خاندان نے جہاں بانی اور جہاں گیری کے اصول وآداب سیکھے کہ انتہائی ناموافق اور ناسازگار حالات میں ''مملکت سعودیہ عربیہ'' کی صورت میں ایک ایسا مضبوط قلعہ دین مسلمانان عالم کو عطا کرنے پر قادر ہوا، جن کی بدولت علم وتحقیق کے دروازے کھلے، فن وہنر کے دبستان وا ہوئے اور ان سب میں قال اللہ وقال الرسول کی دل آویز صدائیں گونج اٹھیں اور امن وامان کا دور دورہ ہوا۔

تو آیئے ہم اپنی زندگی کے چند لمحات وقف کرکے اس امام ہمام رحمہ اللہ کے مجددات کارناموں سے واقفیت وآگاہی حاصل کریں لیکن ذرا ٹھہریئے کیوں کہ اس سے پہلے ضروری ہے کہ ہم عہد شیخ الاسلام رحمہ اللہ میں سرزمین حجاز کے دینی وسیاسی حالات سے آگاہی حاصل کرلیں تاکہ ان کے تجدیدی اور احیائی کارناموں کو سمجھنا آسان ہوجائے۔

## عہد شیخ الاسلام میں دنیائے اسلام کی حالت:

یوں تو عالم اسلام کا زوال وانحطاط ۶۵۶ھ میں سقوط بغداد اور ۸۳۲ھ میں سقوط اندلس کے ساتھ اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ لیکن بارہویں صدی ہجری کا آغاز ہونے تک یہ پسماندگی، اس حد تک تک پہنچ چکی تھی کہ غیر مسلم اسکالرس اور دانشور بھی عہد صحابہ وتابعین اور دور تبع تابعین رحمہم اللہ اجمعین کے حالات سے اس کا موازنہ کرتے تو انہیں بھی حیرت واستعجاب اور افسوس ہوتا تھا۔ امریکی اہل قلم اسٹاڈرڈ کے بیان کے مطابق:

''مذہب بھی دیگر امور کی طرح پستی میں تھا۔ تصوف کے طفلانہ توہمات کی کثرت نے خالص اسلامی توحید کو ڈھک لیا تھا۔ مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ جاہل عوام ان سے بھاگتے تھے اور تعویذ گنڈے اور مالا میں پھنس کر گندے فقیروں اور دیوانے درویشوں پر اعتقاد رکھتے اور بزرگوں کے مزارات پر زیارت کو جاتے، جن کی پرستش بارگاہ الٰہی کے شفیع اور ولی کے طور پر کی جاتی تھی کیوں کہ ان جاہلوں کا خیال تھا کہ خدا کی برتری کے باعث وہ اس کی اطاعت بلاواسطہ ادا نہیں کرسکتے۔ قرآن کریم کی تعلیم نہ صرف پس پشت ڈال ڈال دی گئی تھی بلکہ اس کی خلاف ورزی بھی کی جاتی تھی یہاں تک کہ مقامات مقدسہ (مکہ ومدینہ) بداعمالیوں کا مرکز بن گیے تھے اور حج جس کو رسول اللہ نے فرائض میں داخل کیا تھا، بدعات کی وجہ سے حقیر ہوگیا تھا۔ فی الجملہ اسلام کی جان نکل چکی تھی... اگر محمد ﷺ پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیروؤں کے ارتداد اور بت پرستی پر بیزاری کا اظہار فرماتے (دیکھئے: بحوالہ محمد بن عبدالوہاب۔ ایک مظلوم اور بدنام مصلح ص ۲۵-۲۴، New world of Islam)

یہ ایک غیر مسلم مبصر ودانشور کا تبصرہ ہے اور اس تبصرے میں اس نے مسلمانوں کے زوال وانحطاط کی جو تصویر کشی کی ہے اس سے آپ اتفاق کریں یا نہ کریں، موجودہ تناظر میں اسے صحیح اور درست مانیں یا نہ مانیں لیکن امیر شکیب ارسلان رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ بڑا سے بڑا دقیق النظر عالم بھی بارہویں صدی ہجری کے مسلمانوں کی اس سے زیادہ صحیح اور واضح تصویر کشی نہیں کرسکتا تھا۔ (دیکھئے حاضر العالم الاسلامی جلد اول ص ۲۶)

حقیقت واقعہ یہی ہے کہ بارہویں صدی ہجری مطابق اٹھارہویں صدی عیسوی مسلمانوں کے دینی، سیاسی، علمی اور اجتماعی زوال وانحطاط کی بدترین صدی گزری ہے۔ اس صدی کے دوران خلافت عثمانیہ کی یہ حالت ہوئی کہ اسے ''مرد بیمار'' کہا جانے لگا۔ خلافت عثمانیہ کے بطن کو چیر کر معرض وجود میں آنے والی صفوی رافضی حکومت مسلمانوں کے لیے یورپ سے زیادہ خطرناک خنجر براں بنی ہوئی تھی جو خلافت عثمانیہ کے خلاف یورپی ملکوں سے ساز باز اور ان کی مدد وکمک کے ذریعہ صرف اس لیے برسرپیکار رہتی اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلا کرتی تھی کہ وہ خلافت سنیوں کی خلافت سمجھی جاتی تھی۔ ہندوستان میں جو مغل حکومت قائم تھی اس پر بھی رافضیت وصوفیت کا عفریت سوار تھا اور رافضیوں نے اسے صوفیت ورافضیت کے جال میں اس طرح قید کررکھا تھا کہ وہ اندر ہی اندر بری طرح کھوکھلی ہوچکی تھی اور بالآخر ۱۸۵۷ء میں فنا کے گھاٹ اتر بھی گئی۔ مغرب اقصیٰ میں علویوں نے ۱۰۷۵ھ میں الگ حکومت قائم کرلی جس کو عربوں اور بربروں کے درمیان چلنے والی جنگوں نے شرور وفتن کی آماجگاہ بنا کر رکھ دیا اور وہ پوری طرح طریقہ شاذلیت کے ذریعہ صوفیت کی بھینٹ چڑھا دی گئی۔ مغربی افریقہ میں ہوسا قوموں کی مختلف امارتیں قائم تھیں جن میں دین وایمان کی ذرا بھی رونق نہیں تھی۔ وسطی ایشیا میں نصرانی رشیا نے مسلمانوں کے زوال وادبار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرقی ترکستان اور وادی نہر سیحون پر قبضہ جمالیا تھا۔ چائنا کے مسلمان مانشو خاندان کے ظلم وزیادتی کی چکی میں بری طرح پس رہے تھے اور آج بھی ان کی مظلومیت کی داستان ختم نہیں ہوئی ہے۔ مانشو خاندان چینی مسلمانوں پر یہ ظلم وستم محض بدھسٹوں کی رضا جوئی کے لئے ڈھا رہا تھا۔ رہی بات انڈونیشیا کی تو وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم تھا جو آپس میں ہمہ دم برسرپیکار رہتے تھے اور ایک

دوسرے کے خون کو ارزاں بنائے ہوئے تھے۔ جہالت ونادانی اور بدعات وخرافات کی کالک سے وہاں کی دینی حالت بھی سیاہ تر بنی ہوئی تھی۔ ہندوستان، چین اور ہالینڈ کے وہ کون سے شرکیہ کفریہ اعمال تھے اور وہ کون سی رسمیں تھیں جن کو دین کے نام پر انجام نہ دیا جاتا رہا ہو؟ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمایئے ''حاضر العالم الاسلامی'' تالیف اسٹارڈرڈ تعریب حجاج نویھض (۲۵۹/۱) اور عقیدہ الشیخ محمد بن عبدالوہاب ص ۲۸۔۲۹)

شیخ الاسلام کے عہد حیات میں حجاز ونجد کی حالت وکیفیت بھی کوئی اس سے بہتر نہیں تھی بقول اقبال حجاز وحرم میں برسر راہ اور دن کے اجالے میں حاجی بھی لوٹ پاٹ وقتل وغارت گری کا شکار تھا۔ نجد پر عثمانیوں کی خلافت کبھی قائم نہیں ہوسکی اور نہ اس پر عثمان والیان امور کی نگہداشت رہی جس کی وجہ سے وہ عہد شیخ الاسلام میں بے شمار چھوٹی چھوٹی حکومتوں اور امارتوں میں منقسم تھا بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ ہر گاؤں کا الگ امیر ووالی ہوتا تھا اور تمام امراء ووالیان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنے رہتے تھے۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ہی گاؤں کے دو دو امراء ہوجاتے تھے۔ البتہ حجاز عثمانیوں کے زیر نگیں تھا۔ عثمانی خلافت کی طرف سے اس پر شریف مقرر کیا جاتا تھا جسے آج کی زبان میں گورنر کہا جاسکتا ہے لیکن کوئی بھی شریف وہاں ایک دوسال سے زیادہ دنوں تک حکومت نہیں کرپاتا تھا۔ خون ریزی اور قتل وغارت گری وہاں بھی عام تھی۔ علم وفضل اور اجتہاد ونظر کے دروازے عرصہ سے بند ہوچکے تھے۔ جو علماء تھے وہ بھی اجتہاد ونظر کی صلاحیت سے تہی دامن تھے اور رخنہ در دین نبی انداختن کے مصداق تھے۔ رہی بات حجاز ونجد کی دینی واخلاقی حالت کی تو علامہ مسعود عالم ندوی رحمہ اللہ اپنی مشہور ومعروف تصنیف ''محمد بن عبدالوہاب۔ مظلوم اور بدنام مصلح''، میں رقمطراز ہیں:

''مشرکانہ عقیدے صدیوں کے تسلسل سے اس طرح دلوں میں گھر کرچکے تھے کہ ایک بڑا طبقہ انہی خرافات کو دین صحیح کا نمونہ جانتا تھا اور غلط یا صحیح وہ اپنے آباء واجداد کی روش سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ جبیلہ (وادی حنیفہ) میں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر کی پرستش ہوتی تھی۔ درعیہ میں بھی بعض صحابہ کے نام سے منسوب قبریں اور قبے عوام کی جاہلانہ عقیدت کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ وادی غبیرہ میں ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا قبہ بدعتوں کی نمائش گاہ بن رہا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بلیدۃ الفداء میں ایک پرانے درخت کے ساتھ جوان مرد اور عورتیں جو سلوک کرتی تھیں، ان کے بیان سے زبان قلم قاصر ہے۔ خلاصہ یہ کہ مایوس عورتیں اولاد کی تمنا میں اس درخت سے ہمکنار ہوتیں نیز درعیہ کے پاس ایک غار تھا جہاں حد درجہ شرم ناک برائیاں ہوتی تھیں۔ یہ سب کچھ دین اور مذہب کے نام پر ہوتا تھا اور جو دو چار اشخاص فقہ وحدیث سے بہرہ ور تھے، وہ اپنے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہمت نہیں پاتے تھے، آخر علماء سے الگ تو تھے نہیں!

سیاسی حالت اور خراب تھی۔ خانہ جنگی اور بدحالی عام تھی۔ شمالی نجد (جبل شمر) قبیلہ طے کے زیر نگیں اور حسا میں بنو خالد کا زور تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیینہ کی امارت حسا کے بنو خالد کا اقتدار مانتی تھی۔ درعیہ میں قبیلہ عنزہ کے قدم جم رہے تھے۔ درعیہ سے قریب منفوحہ میں دواس کی الگ امارت قائم ہوگئی تھی، نجد کا چھوٹا سا علاقہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ (ص ۲۶۔۲۷)

## شیخ الاسلام کے مجددانہ کارنامے:

ایسے پرآشوب وپرفتن اور ابتر وناموافق حالات میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۵۳م میں عیینہ کے ایک علمی اور باوقار خاندان بنو تمیم میں پیدائش ہوئی۔ آپ کی پرورش وپرداخت علمی وتحقیقی ماحول میں ہوئی۔ خود آپ کے والد عبدالوہاب رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ ذہانت وفطانت اور محنت ومشقت کرنے کی چاہت وہی تھی۔ دس سال کی عمر پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا اور اٹھارہ سال کی عمر طے کرتے کرتے اپنے علاقے میں جتنی تعلیم حاصل ہوسکتی تھی، کرلی اور پھر علمی سیاحت کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ عالم اسلام کے مختلف علمی مراکز کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ وعلماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے اپنی علمی استعداد کو اجتہاد ونظر تک پہنچادیا۔ ادھر امت اسلامیہ کے زوال، انتشار، افتراق اور دینی فساد وبگاڑ نیز قرآن وسنت کے علوم اور صحیح عقیدے کی روشنی کے فنا ہوجانے کا غم اور درد تو بچپن ہی سے سینے میں جوالامکھی کی صورت میں سوزشیں دے رہا تھا۔ لہٰذا، تحصیل علم کے زمانہ بصرہ میں تحصیل علم کے دوران ہی دعوت وتبلیغ اور ارشاد وہدایت کا جذبہ ابال کھانے لگا اور بصرہ والوں کو ان کی بداعمالیوں اور شرکیہ وکفریہ اعتقادات پر تنبیہ کرنے لگے لیکن اہل بصرہ کو ان کے اصلاحی اقدامات پھوٹی آنکھ بھی نہیں بھائے اس لیے وہ شیخ رحمہ اللہ کے درپے آزار ہوگئے اور آخرش ان کو وہاں سے نہایت بدسلوکی کے ساتھ نکال دیا گیا۔

## شیخ الاسلام میدان تجدید واحیائے دین میں:

علم وفن کی تلاش اور معرفت ودانش کی جستجو میں مدتوں سرگردانی کرنے کے بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ اپنی جائے پیدائش حریملا، واپس تشریف لے آئے اور اپنے والد گرامی کے ساتھ مسند تدریس پر متمکن ہوگئے۔ اسی زمانہ میں انہوں نے اپنی تجدیدی مہم جاری کردی مگر ان کے والد کے مخالفانہ رویے کی وجہ سے سست روی اور سردرفتاری کا شکار رہی۔ ۱۱۵۳ھ میں والد گرامی راہی ملک بقا ہوئے تو احیائے دین کا مشن علانیہ جاری فرمادیا لیکن حریملاء کی فضا اس دعوت دین کے لیے سازگار نہ ٹھہری تو ۱۱۵۵ھ میں عیینہ منتقل ہوگئے اس وقت عیینہ کا امیر عثمان بن معمر تھا۔ اس نے دعوت کے اولین مرحلے میں شیخ کا ساتھ دیا اور اپنی بیٹی جوہرہ کی آپ کے ساتھ بیاہ بھی دیا۔ چنانچہ شیخ نے عثمان سے مل کر اس کی تائید ومعاونت سے عیینہ کے اشجار مزارات اور قبوں کو ڈھانے کا آغاز کرکے اپنی تجدیدی مہم کا آغاز فرمایا لیکن اس مہم میں عثمان آپ کی مصاحبت نہیں نبھا سکا۔ شیخ نے بارہا مختلف انداز واسلوب میں اسے سمجھایا لیکن وہ بیرونی دباؤ کے تحت اپنی امارت کے ہورہے بے خوف سے باطل نے اسے سرنگوں ہولیا اور شیخ کو عیینہ سے نکال دیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں عثمان نے آپ کو شہید کردینے

کا منصوبہ بنایا تھا لیکن ناکام رہا اور شیخ درعیہ منتقل ہو گئے۔ وہاں شیخ کا امیر درعیہ محمد بن سعود رحمہما اللہ سے تاریخی معاہدہ ہوا جس نے جزیرۃ العرب کی کایا پلٹ کر دی۔

درعیہ میں زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ وہ منارہ نور وہدایت بن گیا۔ لوگ جوق در جوق شیخ کے دروس ومواعظ میں شرکت کرنے لگے اور اس طرح ان کے دلوں کے تزکیے کا دور شروع ہو گیا۔ شرک وبت پرستی کی مدتوں سے دل میں جمی گندگی قرآن وسنت کی روشنی میں تیزی سے صاف ہونے لگی۔ درعیہ اور اطراف کے حجر وشجر اور ذرات نے مدتوں بعد پہلی بار قرآن وسنت کے سورج کو طلوع ہوتے دیکھا۔ چشم زمین وفلک نے پہلی بار قال اللہ اور قال الرسول کی روشنی دیکھی۔ جب وہاں دعوت قرآن وسنت کا ننھا سا پودا تناور درخت میں تبدیل ہو گیا تو شیخ نے حجاز، شام، عراق، یمن، عسیر، احساء اور کویت کی طرف دعوتی مہمات روانہ کیں اور بفضل اللہ ہر جگہ یہ دعوت ثمر آور ہوئی جس سے شیخ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور دل کو سکون واطمینان حاصل ہوا۔ دوسری طرف آل سعود نے بھی سلفی دعوت کی راہ میں جان ومال نچھاور کر دیا۔ ادھر شیخ علیہ الرحمہ اپنے دروس ومواعظ اور تصنیفات وتالیفات کے ذریعہ دلوں کی کجی دور فرما رہے تھے، ادھر آل سعود قرآن وسنت پر مبنی ایک وسیع وعریض حکومت کی تشکیل میں مصروف کار تھے گویا دین ودنیا کا حسین ترین سنگم وجود میں آ رہا تھا اور آ کر رہا بھی۔ ۱۱۷۹ھ میں امام محمد بن سعود رحمہ اللہ نے داعی اجل کو لبیک کہا تو ان کے بیٹے عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے ۱۱۷۹ سے لے کر ۱۲۱۸ھ تک سلفی دعوت کے سفینے کی کھیونہاری کی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سعود بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ۱۲۱۸ سے لے کر ۱۲۲۹ھ تک دعوت سلفیہ کے کاروان کی سپہ سالاری فرمائی۔ ان اسلامی سپوتوں نے دعوت سلفیہ کے کاز میں شیخ کی ہر ممکن اور ہر طرح سے مدد ومعاونت کی جس سے دونوں خاندان آپس میں لازم ملزوم ہو گئے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

### شیخ الاسلام کے مجددانہ کارناموں کی نوعیت:

۱۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو مجددانہ کارنامے انجام دیئے، ان میں اولین اور اہم ترین یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے توحید کی جڑیں مضبوط کیں، تمام طرح کی عبادتوں کو اللہ کے لیے خاص کر دینے پر زور صرف کیا اور شرک وبدعات وخرافات کو جزیرۃ العرب سے اکھاڑ پھینکا۔

۲- کتاب وسنت کی بالادستی قائم کی۔ آپ کے ظہور سے پہلے امت مسلمہ عربیہ کی زندگی میں قرآن وسنت کا کوئی عمل دخل نہیں رہا تھا۔ لوگ صوفیت ورافضیت اور شرک وبت پرستی کے عمیق غار میں اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی تجدیدی مہم میں توحید واخلاص عبادات کے بعد زندگی کے ہر معاملے میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم فرمائی۔ آپ کی تصنیفات کو اول تا آخر ایک ایک کر کے پڑھتے جایئے، آپ کو کہیں بھی یونانی وہندی فلسفوں اور کلام کی موشگافیاں نظر نہیں آئے گی۔

۳- آپ نے امت کی سیاسی تجدید یوں فرمائی کہ عوام سے ناجائز چنگی اور ٹیکس لینے سے بادشاہ وقت کو روک دیا ورنہ آپ کے ظہور سے پہلے نجد وحجاز کے امراء اور خلافت عثمانیہ کے عاملین کا شیوہ یہ تھا کہ وہ رعیت سے ناجائز اور حرام ٹیکس وصول کرتے اور ان کی آمدنی سے دادِ عیش دیا کرتے تھے البتہ آپ نے خمس اور اموال غنیمت کو بادشاہ اور عوام کے لیے اتباع سنت کرتے ہوئے حلال رکھا۔

۴- آپ کے ظہور سے پہلے اور بعد میں بھی علماء کرام فلسفیانہ موشگافیوں میں خود الجھے رہے اور عوام کو بھی الجھائے رکھتے تھے لیکن آپ نے انہیں نہ صرف کبھی منہ نہ لگایا بلکہ تصنیف وتالیف اور مواعظ ودروس میں ایک ایسا نیا اسلوب اور انداز ایجاد کیا جو بلاواسطہ دل کو اپیل کرتا ہے۔ اس طرح، اس باب میں بھی آپ کے تجدیدی کارنامے کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۵- آپ نے فقہ کو بھی قرآن وسنت، اجماع صحابہ وتابعین اور اجتہاد کے تابع بنایا اور بے جا فقہی موشگافیوں کا دروازہ بند کیا جس کے راستے سے بے شمار رافضی ویونانی فلسفے اسلام اور مسلمانوں کی زندگی میں داخل ہو گئے تھے۔

۶- آپ نے تقلید جامد اور حق کو ائمہ اربعہ کے مسالک ومشارب میں قید ومنحصر ہونے پر قدغن لگائی۔ آپ ہی نے پہلی بار پوری طاقت وقوت کے ساتھ تقلید کے وجوب کے خلاف لب کشائی فرمائی۔ حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حنبلی فقہ کے پیروکار تھے لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ وہ فقہ حنبلی کے اندھے مقلد نہ تھے بلکہ وہ ہر مسئلے میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے اور اس کی دعوت دیتے تھے۔ انہوں نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ فقہ حنبلی واجب التقلید ہے۔ (دیکھئے: مواقف المستشرقین من دعوۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب الاصلاحیہ ص ۳۴۔۳۰)

۷- ائمہ اربعہ اور دیگر مذاہب فضیلۃ وسلفیہ کا احترام آپ نے سکھایا۔ اور مذاہب کی کدورتوں کو دور کیا اور قبلہ واحدہ میں متفرق ومتشتت مسلمانوں ومصلحوں کو یکجا کیا۔

یہ ہے آپ کے مجددانہ کارناموں کی ہلکی سی جھلک جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا نظریہ وفکر تھا اور آپ نے کتنے اہم امور انجام دیئے۔ یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے دستور کے مطابق آپ کو تکفیر ودشنام طرازی کا زندگی ہی میں سامنا کرنا پڑا لیکن اس سے آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لرزش نہیں آئی۔ آج بھی انھیں مسلمانوں کے کئی فرقے اپنے سب وشتم کا رات دن نشانہ بناتے ہیں اور بناتے رہیں گے لیکن مملکت سعودی عرب میں آج بھی قرآن وسنت کی بالادستی ان کا منہ چڑھانے کے لیے کافی ہے۔ ہم ان سے بس اتنا کہنا چاہیں گے کہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی امت کو ہدایت دینے والا شخص آپ کی دشنام طرازیوں اور تکفیری لوگوں سے کبھی نہ گھبرایا تھا، نہ گھبرایا ہے، اور نہ گھبرائے گا۔

الحمد للہ! یہی راہ کتاب وسنت، فہم سلف صالح اور اعتدال پر مبنی تعلیمات وخدمات عزت مآب شیخ صالح آل الشیخ، عزت مآب شیخ عبداللطیف بن عبدالعزیز، عزت مآب شیخ عبداللہ آل الشیخ وغیرہ انجام دے رہے ہیں اور الولد سر لابیہ وجدہ کے مصداق بنے رہنے کے لئے پابند عہد ہیں۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

اصغر علی امام مہدی سلفی

# مناسک ومشاعر حج

## حسن انتظام کا شاہکار، سہولیات کی فقید المثالی، بے مثال خدمات، قربانی واخلاص کا نتیجہ

حج اسلام کا وہ عظیم الشان فریضہ ہے جو جامع عبادات وریاضیات، مجمع ندوات، اجتماعات ومؤتمرات، منبع مکارم اخلاق وحسن سلوک اور اپنی عمومیت وشمولیت برائے فلاح وسعادت انسانیت جیسے امتیازات وخصوصیات میں ممتاز ہے۔

اسی لئے حج ایک طرف جہاں انسان کو اخلاقیات میں عظمت وسربلندی کے اعلیٰ مقام پر فائز کرنے کا اہم فریضہ ووسیلہ، رذائل وصفات مذمومہ کے خاتمہ کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم اور میدان محنت وریاضت ہے وہیں عبادات کو اخلاص وللّٰہیت، خشوع وخضوع اور خشیت وانابت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز کرتا ہے۔ احرام، تلبیہ، طواف، سعی صفا ومروہ، وقوف منی ومزدلفہ، قربانی وحلق اور رمی جمرات تک ہر ایک ادا جہاں محبوب سبحانی ہے وہاں وہ سب کے سب مفید ومحبّ انسانی بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نہایت جامع پیرایہ بیان میں ذکر فرمایا ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج: ۲۷-۲۹) ''اور لوگوں میں حج کی منادی کردے لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔ اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں''۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرخلوص دعا اور سعودی عرب جیسی موحد اور کتاب وسنت پر قائم حکومت اور اس کی عظیم الشان خدمات وتسہیلات، بے مثال ایثار وقربانی اور اخلاص وللّٰہیت کا ہی ثمرہ، نتیجہ اور مقناطیسیت ہے کہ آج پوری دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے سے شاداں وفرحاں، مسرور وشادماں لاکھوں کی تعداد میں حجاج ومعتمرین اور زائرین بیت اللہ الحرام پہنچتے ہیں اور فریضہ ومناسک حج ادا کرکے اپنے آپ کو گناہوں اور رذائل اخلاق وصفات مذمومہ کی غلاظتوں سے اس طرح پاک وصاف کرکے لوٹتے اور رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری) ''وہ ایسا ہوکر لوٹا جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا'' کی خوشخبری سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

حج کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ مساوات انسانی کا درس دیتا ہے، رنگ ونسل کی تفریق مٹاتا ہے اور محمود وایاز کے امتیاز کو ختم کرتا ہے، جغرافیائی حدبندیوں کو توڑ کر اخوت وقومیت اسلامی کا عالمگیر عملی مظاہرہ پیش کرتا ہے۔ جب ایک حاجی اپنے رنگارنگ اور بوقلموں ملکی وقومی لباسوں اور وضع قطع کو ترک کرکے احرام کے کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے اور سب کا یہی ایک نعرہ ہوتا ہے لبيك اللهم لبيك لاشريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ''میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں یقیناً تمام تعریفیں نعمتیں اور بادشاہت تیرے لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں''اور یہی سنت ابراہیمی اور اسوۂ محمدی ہے جس پر پروانہ وار پوری امت ہر دور میں نچھاور ہوتی رہی ہے اور اللہ کے اس گھر کی زیارت کرنے والے اپنے ملک ووطن کو خیرباد کہہ کر سوئے حرم عبر القرون رواں دواں ہوتے رہے ہیں۔ افسوس کے ساتھ تاریخ کے مختلف موڑ پر ایک بے لاگ مورخ کو اس باسعادت سلسلہ میں یہ بھی حیطہ تحریر میں لانا پڑتا رہا ہے کہ امن وامان کے فقدان، رہزنوں کی کثرت، حکمرانوں کے ظلم وجور، اقتدار کے ہوس رانوں کی رسہ کشی اور مکر وفریب اور پروپیگنڈوں کے اثر سے حجاز کے راستے میں حاجی لٹ جاتا تھا، اس کے جان ومال کے لالے پڑ جاتے تھے اور یہ خوشگوار ومقدس اور باسعادت سفر تمام متعلقین حجاج کے لیے عظیم غم واندوہ، بے شمار اندیشوں، خوفناکیوں اور ہلاکت خیزیوں کا پیش خیمہ بن جاتا تھا۔ قرامطہ وغیرہ جو حب اہل بیت کا دم بھرتے نہیں تھکتے تھے کا حرم میں الحاد وفساد کا شاخسانہ کھڑا کرنا حتی کہ حجر اسود جیسے جنتی پتھر کو خانہ کعبہ کی مقدس دیواروں سے قلع قمع کرنے جیسے روح فرسا واقعات ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو، اپنے قریبی زمانے پر غور کرو کہ سعودی شاہی حکومت سے پہلے حج، حجاج اور سفر زیارت مقدسات ومشاعر اور بلاد حرمین کی باسعادت اور پرامن راہوں کا حال کس قدر رزار ہوا کرتا تھا اور حجاز کے راستہ میں حجاج کا قافلہ اس بے دردی سے لٹ جاتا تھا اور حجاج بیت اللہ کس طرح جان جوکھم میں ڈال کر اس فریضہ سے عہدہ برآ ہو پاتے تھے۔ بلکہ نوبت ایں بہ جا رسید کہ فقہاء زمانہ کا راستہ مامون نہ ہونے کی وجہ سے الغائے حج اور سقوط فریضہ ومناسک کا فتوی صادر کرنا وطیرہ سا بن گیا تھا۔ ان ہی سب اندیشوں کے پیش نظر حجاج کے قافلہ کو روانہ کرتے ہوئے سو سو بلائیں لیتے تھے۔ اس کے باوجود خویش واقارب اور اہل وطن اندیشہ ہائے دراز اور خوف وخطر راہ کی وجہ سے زار وقطار روتے ہوئے حاجیوں کو روانہ کرتے تھے اور حج سے واپسی پر جان بچی ہزار پائے کے بموجب خوشی ومسرت کا اظہار فرماتے

تھے تا آنکہ توحید کے متوالے، کتاب وسنت کے علمبردار اور شریعت اسلامیہ کے رکھوالے سعودی حکمراں، وہاں کے تقوی شعار علماء اور موحد عوام بلاد حرمین میں بیت اللہ اور حجاج کی خدمت پر مامور ہوئے اور اللہ کے فضل وتوفیق سے حرم کی سرزمین صحیح معنوں میں حرمت وعظمت، امن وسکون اور راحت واطمینان کا حقیقی گہوارہ بن گئی اور ساری دنیا کے مسلمانوں نے راحت کی سانس لی اور مسرت وشادمانی سے اللہ جل شانہ کے سامنے سربسجود ہوگئے۔ بجا طور پر بے نظیر وبے مثال خدمت بیت اللہ کا یہ شرف واعجاز آل سعود اور حکمرانان سعودیہ کو حاصل ہوا۔ اس پر وہ بجا طور پر یہ کہتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

اسی لئے بجا طور پر علماء اسلام اور مشائخ عالم نے سعودی عرب کی خدمات کو ہر دور میں داد وتحسین وتبریک دیا ہے۔

علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمد للہ یہ سعودی حکومت، ایک اسلامی حکومت ہے جو بھلائی کا حکم دیتی، برائی سے روکتی، شریعت کے مطابق فیصلے کرتی اور اسے استحکام بخشتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا: اس حکومت سے دشمنی کرنا حق اور توحید کے ساتھ دشمنی ہے۔ (اس کے علاوہ) اب ایسی کون سی حکومت ہے جو توحید پر قائم ہے؟

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا: ملک (سعودی عرب) جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایسا ملک ہے جہاں اسلامی شریعت کے مطابق حکومت قائم ہے، اور یہ اللہ کا بڑا احسان ہے۔

علامہ صالح الفوزان رحمہ اللہ نے اس حکومت اور اس کی سلفی دعوت سے متعلق فرمایا: دوسو سال سے یہ حکومت قائم ہے، یہ کامیاب ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے نیز راہ راست پر گامزن ہے۔ یہ کتاب وسنت پر قائم ہے۔ اس کی دعوت کامیاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی قطعا گنجائش نہیں ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جزیرہ (عرب) کی سرزمین اور تمام مسلم ممالک کو ہمیشہ اپنی نعمت سے سرفراز رکھے اور خادم حرمین شریفین کی سرپرستی میں حکومت توحید کی حفاظت فرمائے۔

یمن کے محدث علامہ مقبل الوادعی نے فرمایا: تمام اسلامی ممالک کے باشندوں پر لازم ہے کہ وہ اس حکومت کے ساتھ تعاون کریں گرچہ اچھی بات کہہ کر ہی، کیونکہ اس کے اندرونی وبیرونی دشمن بہت ہیں۔ علماء سوء سعودی حکومت کے سلسلے میں کلام کرتے ہیں اور بسا اوقات اس کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ یہ مخفی گروہ ہیں جب بھی موقعہ پاتے ہیں اس حکومت پر کود پڑنے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ انہیں ایسا کرنے سے باز رکھیں اور ان کے غلط رویے کی حمایت نہ کریں۔

علامہ حماد الانصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: حکومت عباسیہ کے آخری دور سے ماضی قریب تک اسلامی حکومتیں اشعری یا معتزلی عقیدے پر تھیں، اس لیے ہمارا عقیدہ ہے کہ عرصہ دراز کے بعد سعودی حکومت نے سلفی عقیدہ یعنی سلف صالحین کے عقیدے کی نشر واشاعت کی ہے۔

خصوصا امسال کا حج جس کی ادائیگی کی سعادت اس حقیر کو بھی حاصل ہوئی ہے اور بیسیوں لاکھ حجاج کی کثرت کے باوجود حسن انتظام، حسن ترتیب، اعلیٰ وبہترین خدمات، عظیم سہولیات اور حجاج کے عمدہ راحت وآرام کے اعتبار سے ہر حاجی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور بے ساختہ وبے اختیار دست بدعا ہونے پر مجبور ہوگیا کہ بار الہ اس عظیم خدمت کے صلہ میں اس حکومت کو اپنی تمام تر نعمتوں سے نواز دے اور حرمین وحجاج کی مزید خدمت کی توفیق ارزانی فرماتا رہے اور بجا طور پر کہنا پڑتا ہے کہ ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند۔ دراصل بلاد حرمین کی خدمت وتعمیر اور آبادکاری کی سعادت ان عظیم بندوں کے حصے میں اللہ جل شانہ ڈالتے ہیں جن سے پہلے وہ خود راضی ہوتے ہیں اور یہ خوش نصیبی سعودی حکمرانوں کو حاصل ہے کہ وہ مسلسل دوصدیوں سے بھی زیادہ مدت سے حرمین اور حجاج کی خدمت بحسن وخوبی انجام دیتے آرہے ہیں اور تعمیرات اور توسیعات کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آسکا۔ جس پر ان کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے، ان کی تعریف وتوصیف کی جائے اور انھیں داد وتحسین دی جائے کم ہے اور ہم تمام حجاج کرام اور عالم اسلام اور اپنی طرف سے خادم حرمین شریفین سلمان بن عبد العزیز حفظہ اللہ وایدہ بنصرہ العزیز اور ولی عہد کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور تمام علماء ومشائخ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے کہ

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیں کنم

مملکت سعودی عرب کے حکمراں تقریباً دوصدیوں سے حج وعمرہ کے پرامن انتظام وانصرام اور خدمت ضیوف الرحمٰن میں لگے ہوئے ہیں اور ان میں یہ خصوصیت نسلا بعد نسل زمانہ جاہلیت سے ہی متوارث ہوکر چلی آرہی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں بھی عربوں کے بعض کمالات وامتیازات میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ جاہلیت اولیٰ کے دور تاریک وظلمات میں رہنے کے باوجود جن خصوصیات وخدمات کی وجہ سے امتیازی واعلی مقام پر فائز تھے ان میں سے حج جیسی عظیم عبادت کا اہتمام بھی تھا، وہ اس حوالے سے، اخلاق وکردار، ایثار وقربانی اور بے مثال اتحاد واتفاق کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ حالانکہ ان کی عام زندگی میں ان خصوصیات کا اکثر فقدان نظر آتا تھا۔ لیکن جب بات آتی تھی بیت اللہ الحرام کی اور اس کی حفاظت وصیانت کی تو سب باہم متحد ہوجاتے تھے اور حجاج ومعتمرین بیت اللہ کی

خدمات کا کام بڑے ہی افہام وتفہیم، خیر خواہی وخیر سگالی، محبت والفت اور بھائی چارہ کے ماحول میں بڑے نظم ونسق کے ساتھ انجام پاتا تھا۔ سقایہ، رفادہ، حجابہ، سدانہ وغیرہ اہم عہدے اور ذمہ داریاں تھیں۔ حلف الفضول بھی عہد جاہلیت کا روشن باب ہے مملکت سعودی عرب آج بھی اسی جذبے سے اور پورے ایثار وفداکاری کے ساتھ حجاج ومعتمرین بیت اللہ کی خدمت انجام دے رہی ہے بلکہ روز بروز اس کی خدمات اور سہولیات کا دائرہ وسیع ہی ہوتا جارہا ہے۔ جن میں توسیع مسجد حرام، مطاف ومسعی وجمرات قابل ذکر ہیں۔

مقام شکر ہے کہ امسال بھی فریضہ حج بحسن وخوبی امن وشانتی کے سایے میں انجام تک پہنچا۔ موجودہ گلوبل حالات اور کچھ ناپسندیدہ ومنافق صفت عناصر جو ہمہ وقت حرم میں الحاد وظلم اور بے جا شور وغوغا کرنے کے لیے خار خار بیٹھے ہیں، کے تناظر میں ایسا پرامن حج کا موسم گزر جانا معمولی بات نہیں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق ومدد کے بعد سعودی حکمرانوں، علماء اور عوام کی کاوشوں، انتھک محنتوں، فکرمندیوں، ایثار وقربانی، اخلاص وللّٰہیت اور اعلیٰ قسم کی انتظامی صلاحیتوں اور جدید ترین سہولیات کی فراہمی کے لیے شبانہ روز کوششوں کا بڑا دخل ہے۔ انسانوں کا سیلاب ہے کہ مرغزار بطحا کی گلیوں اور سڑکوں پر بہتا جارہا ہے لیکن کیا مجال کہ کوئی جتھا کسی دوسرے جتھے سے ٹکرا جائے یا کسی قسم کی کوئی بدمزگی پیدا ہو۔ یا کھانے پینے کی اشیاء اور ادویہ کی کسی بھی مرحلہ میں کمی کا احساس ہو۔ بلاشبہ ان اعلیٰ انتظامات وخدمات نے اس یقین کو مزید پختہ کردیا ہے کہ مملکت سعودی عرب آج کے پرفتن دور میں بھی خدمت ضیوف الرحمٰن اور بیت اللہ الحرام کی سب سے زیادہ اہل ہے اور تدویل حرمین کا شوشہ محض ایک فتنہ اور حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرنے کے لیے سعی نامسعود کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس قدر اعلیٰ وارفع انتظامات وانصرامات اور سہولیات کے باوجود بعض نام نہاد مسلم جماعتیں اور افراد بلاوجہ خامیاں اور مین میخ نکالنے کی مذموم اور ناکام کوششیں کررہی ہیں۔ اور جب کوئی بھی حربہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا تو مختلف طرح کی سنسنی خیز خبریں پھیلانے کی جسارت کرتے رہنا منافقین کی عادت سی بن گئی ہے۔ لیکن اس طرح کے فتنوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے سعودی عرب کے حکمرانوں کو ہمیشہ سرخرو فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ مملکت سعودی عرب کی حاسدوں کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے اور ہر طرح کی ترقیات اور عروج ونہوض سے نوازے آمین۔ موسم حج کے پرامن اختتام پر مملکت سعودی عرب کے حکمراں، سعودی خاندان، علماء کرام اور عوام بلکہ پوری ملت اسلامیہ دلی مبارکباد کی مستحق ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۳۳ کا)

شاہ عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ نے اپنے اصلاحی پروگرام کی ابتداء کی تو سب سے پہلے حکومت کے انتظامی ستون سیاست، معیشت اور معاشرت کی بنیادوں کو استوار کیا تو شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی قیادت نے اندرو باہر اسلامی قیادت کے نمونہ کو اجاگر کیا جیسا کہ انہوں نے قولا وعملا اسلام پر کاربند رہنے کے پیہم عمل التزام کو اجاگر کیا ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے جلالۃ الملک اور اس قبیل کے دوسرے شاہانہ خطابات اور القاب کو خادم حرمین شریفین کے لقب سے بدل دیا۔

خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا سب سے خاص وصف ان کا یہی بے لوث تواضع ہے جو بہت معروف ہے۔ ان کے نزدیک حکومت کے شاہانہ القاب وخطابات کی کوئی اہمیت نہیں تھی، بلکہ اصل کامیابی امانت داری کے ساتھ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں تھی۔

عقیدہ اسلام پر قائم ہونے والی سعودی حکومت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس نے علماء کو بہت سارے مواقع دیئے ہیں کہ وہ عدالتی، دینی اور تنظیمی میدانوں میں اپنا کردار ادا کریں، نیز چونکہ سعودی عرب کے تعلیمی نظام کی تشکیل اسلامی اصولوں پر ہوئی ہے، اس لئے آغاز سے ہی اس کی یہ کوشش رہی ہے کہ اس کا تعلیمی نظام پورے طور سے اسلامی اصولوں میں ڈھلا ہو، تعلیم، اس کے اغراض ومقاصد، اسباب ومسائل طریق ہائے کار، تعلیمی ادارے غرضیکہ تعلیم کا پورا اسسٹم اور نظام اسلامی اصول ہی پر استوار ہو۔

ہر ملک کا سب سے بڑا مسئلہ قیام امن کا مسئلہ ہے۔ حدود سلطنت میں امن وسکون ہوگا تو حکومت مضبوط اور تعمیر وترقی کی اسکیمیں کامیاب ہوں گی۔ مملکہ کے حکمرانوں کے شاندار نظم ونسق کی بدولت سعودی عرب فردوس امن وامان بنا ہوا ہے۔ سعودی عرب میں امن وانصاف کا جو دور دورہ ہے، اس کی مثال آج کی دنیا میں نہیں مل سکتی۔

مملکت سعودی عرب کے حکمراں تقریبا دوصدیوں سے حج عمرہ کے پرامن انتظام وانصرام اور خدمت ضیوف الرحمٰن میں لگے ہوئے ہیں، بیس پچیس لاکھ حجاج کی کثرت کے باوجود حسن انتظام، حسن ترتیب، اعلیٰ بہترین خدمات عظیم سہولیات اور حجاج کے عمدہ راحت وآرام کا بندوبست کرتے آرہے ہیں، اور تعمیرات اور ثواب کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔

عرصہ دراز سے دنیا کے مسلم ممالک کے درمیان اتفاق اور استحکام پیدا کرنے کی سعی کررہے ہیں اس پر ہم سلفیان ہند خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد محمد بن سلمان حفظہما اللہ وایدہما بنصرہ وکرمہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مملکت سعودی عرب کو حاسدوں کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے اور ہر طرح کی ترقیات اور عروج ونہوض سے نوازے۔ آمین تقبل یارب العالمین

☆☆☆

# مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

## پلوامہ میں سی آر پی ایف قافلے پر دہشت گردانہ حملہ ایک عظیم سانحہ اور نہایت افسوسناک وسخت قابل مذمت

دہلی: ۱۵/فروری ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں جموں وکشمیر کے پلوامہ میں سی آر پی ایف قافلے پر خودکش حملہ جس میں چالیس سے زائد جوان جاں بحق ہوگئے اس کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور اسے افسوسناک، بزدلانہ اور بدبختانہ عمل قرار دیا ہے۔فوجی جوانوں کی ہلاکت پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور حملہ کو نہایت بزدلانہ وغیرانسانی عمل اور قومی سیکورٹی اور امن کے لیے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ دہشت گردوں نے وقتاً فوقتاً جس طرح فوجیوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بنایا ہے وہ ملک کی سیکورٹی اور حکومت کے لیے لمحہ فکریہ اور تمام بھارتیوں اور انسانیت نوازوں کے لئے عظیم سانحہ اور صدمہ جانکاہ ہے۔ حکومت کو جلدازجلد ایسے اقدامات اور تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جن سے ہمارے بیش قیمت اثاثہ اور قابل فخر فوجی جوانوں اور عوام کی جان ومال محفوظ رہ سکے۔ نیز دہشت گرد عناصر اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ونامراد ہوسکیں۔

مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مزید کہا کہ حکومت اور انٹیلی جینس کو حالات پر کڑی نظر رکھنی چاہئے تاکہ پھر کبھی اس طرح کے دلدوز حادثات وقوع پذیر نہ ہوں، جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے اصل مجرمین کو کیفرکردار تک پہنچانے میں کسی مصلحت سے کام نہ لیا جائے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں اس سازشی اور بزدلانہ حملے میں ہلاک ہوئے بہادر فوجی جوانوں کے ورثاء اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔اس دہشت گردانہ حملہ کے شکار ہوئے سپوتوں کو امر قرار دیتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اس عزم کو دھرایا ہے کہ ہمارے فوجی اور سرحدوں کے محافظوں کو کسی بھی طرح سے کمزور ومرعوب نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ اس طرح کی مذموم حرکتوں سے ہمارے جوانوں کے حوصلے اور بلند ہوں گے اور یہ بزدلانہ حملہ ان کی شجاعت ودلیری میں مزید اضافہ کا سبب بنے گا۔انہوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ دہشت گرد عناصر کی مذموم کوششوں کے خلاف سخت اقدامات کئے جائیں گے اور انہیں ضرور کیفرکردار تک پہنچا کر اس سلسلہ کو بند کیا جائے گا نیز دشمن کو کسی بھی قیمت پر اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

آتنک واد مردہ باد، ہندوستان زندہ باد

(۲)

## سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کا وطن عزیز میں صمیم قلب سے استقبال ہے/مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی

دہلی: ۱۶/فروری ۲۰۱۹ء

سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود کا دورۂ ہند یقیناً قوم وملت کے لیے بڑی خوش آئند اور پرمسرت بات ہے۔اس سے وطن عزیز ہندوستان اور مملکت سعودی عرب کے مابین دیرینہ تعلقات مزید مستحکم ہوں گے اور امید ہے کہ ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے لیے ترقی واستحکام، امن وسعادت اور فروغ اخوت وانسانیت کا پیش خیمہ اور یہ زریں موقعہ ماضی کے سنہری سلسلوں کی بہترین کڑی ثابت ہوگا۔ان دونوں عظیم ملکوں کے تعلقات اور روابط ہمیشہ مضبوط ومستحکم اور خوشگوار رہیں گے۔ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں کیا۔

امیر محترم نے کہا کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک بلادِ حرمین شریفین اور اس کے خادمین بڑی عقیدت کا مرکز ہیں اور اپنی دینداری، امن پسندی وانسانیت نوازی کی وجہ سے ساری دنیا میں عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔اس لیے سعودی ولی عہد کی وطن عزیز تشریف آوری بڑی خوشی کی بات ہے۔ہم ان کا دل کی گہرائیوں سے استقبال کرتے ہیں۔شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود اپنی بہت سی خوبیوں اور کارناموں کی وجہ سے معروف شخصیت کے مالک ہیں۔ہمارے وزیراعظم نے انہیں ہمارے ملک آنے کی دعوت دے کر دوستی وتعاون کا ایک اور قدم بڑھایا ہے جسے سعودی ولی عہد نے قبول کرکے اپنے دیرینہ تعلقات کا ثبوت دیا ہے۔اس لئے دونوں رہنما ہم سب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ روئے زمین پر مملکت سعودی عرب ہی وہ واحد مملکت ہے جس کی اساس کتاب وسنت پر استوار ہے جہاں اسلامی حدود وتعزیرات نافذ ہیں۔جہاں حکمراں عدل پرور اور انسانیت نواز اور رعایا خوش حال وفارغ البال ہیں۔علم ودانش کے

مراکز جامعات آباد ہیں اعلیٰ اخلاق وتہذیب وثقافت کی شمع روشن ہے اور امن وشانتی کے ماحول میں لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حجاج ومعتمرین کا استقبال اور اعلیٰ درجے کی راحت رسانی مملکت سعودی عرب کا بہت بڑا اعجاز ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم نے اپنے بیان میں کہا کہ عرب اور ہند کے تجارتی وثقافتی تعلقات زمانہ قدیم سے قائم ہیں۔ بعض روایات کے مطابق یہاں کے راجا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ ارسال فرمایا تھا۔ قدیم عربی لٹریچر میں ہندوستانی مصنوعات وپیداوار کے تبادلے کا ذکر ملتا ہے۔ یوں تو ہر دور میں وطن عزیز کے تعلقات مملکت سعودی عرب اور عربوں سے بہتر رہے ہیں لیکن سعودی حکمرانوں کے زریں دور میں ان دیرینہ تعلقات میں مزید بہتری اور استحکام آیا اور دوطرفہ تعلقات کے پیش نظر ہندوستان کے اولین وزیر اعظم آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو سمیت ہمارے متعدد رہنماؤں اور حکمرانوں اور موجودہ وزیر اعظم عزت مآب نریندر مودی جی کا پرجوش اور گرمجوشی سے استقبال ہوتا رہا ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے وزیر اعظم نے جب مملکت سعودی عرب کا دورہ کیا تھا تو اس وقت سعودی عرب نے ان کے اعزاز وتکریم میں اور مہمان بھارت کے شایان شان وہاں کا سب سے بڑا شہری ایوارڈ پیش فرمایا تھا۔ دونوں ملکوں کے اقتصادی ومعاشی روابط کے علاوہ امن وشانتی اور انسانی بھائی چارہ کے فروغ پر بھی تعاون واشتراک رہا ہے۔ دہشت گردی جو وقت کا ناسور ہے اس کے خاتمہ اور تعاقب میں بھی دونوں دوست ملک متفق ومتحد ومتعاون ہیں۔

ہمارے وطن عزیز کے لاکھوں ہنروان اور نوجوان سعودی عرب میں برسر روزگار ہیں۔ جس سے دونوں ملکوں کے اقتصادی اور دوستانہ تعلقات میں مضبوطی آتی رہی ہے۔ دوسرے ملکوں کے وافدین کے مقابلے میں ہمارے ہندوستانی بھائی وہاں زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس میں ہمارے اخلاص واخلاق اور حسن عمل کے علاوہ دونوں ملکوں کے باہمی وقار واعتماد اور روابط ومحبت کا بھی دخل ہے۔ اور یہ بات اس واہمہ وکذب کے ازالہ وتردید کے لئے کافی ہے کہ وہاں متشدد لوگوں کا وجود ہے۔ توقع ہے کہ اس دورے سے آئندہ تعلقات میں مزید بہتری آئے گی۔ اس دورے میں ہندوستانی وسعودی ہائر کوآرڈینیشن کمیٹی کی تشکیل، دونوں ملکوں کے درمیان ٹیلی مواصلات کے میدان میں امکانات کی تلاش، تجارت وسرمایہ کاری کے میدان میں ممکنہ وسائل کی دریافت اور معاہدے، سیاحت وقومی دھروہر کے سلسلے میں باہمی مفاہمت وتعاون اور قومی خزانہ وبنیادی ڈھانچہ میں سرمایہ کاری کے سلسلہ میں مفاہمت پر بات چیت ومعاہدے متوقع ہیں۔

☆☆☆

# ترحیب بشکل تک بندی

## بمناسبت ہندوستان تشریف آوریِ عزت مآب ولی عہد مملکت سعودی عرب شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہ اللہ

مرحبا اے ابنِ سلطانِ عرب، صد مرحبا
مرحبا اے فخرِ شبّانِ عرب، صد مرحبا
مرکزِ توحید و سنت سے ہے آمد آپ کی
وطنِ ثانی آپ کا ہندوستاں ہے مرحبا
اے زمینِ ہند، تو ہے لائقِ صد افتخار
تو سدا کہتی ہے اپنے دوستوں کو مرحبا
ہر سرِ مغرور کو کرتی سدا ہے سرنگوں
اور صدیقِ ہند، ابنِ شاہِ سلماں مرحبا
ہیں بہت مضبوط ومستحکم روابط ”ریاض“ کے
ملک ہندوستاں سے ہے خوب رشتہ مرحبا
دہشت و وحشت کا ہے ماحول سارے وشو میں
مرکز امن و اماں کے پیشوا، صد مرحبا
سر زمینِ ہند ہے الفت محبت کی زمیں
مرحبا فخرِ عرب صد مرحبا صد مرحبا
ہم بہت مسرور ہیں کہ دوست ملنے آئے ہیں
دوستوں سے، دوستوں کے دیش میں صد مرحبا
دے کے دعوت ہم نے کی ہے دوستی کا حق ادا
مرحبا اے میہمان ذی شرف، صد مرحبا

(اصغر مہدی)